سوئے مخمس کے ایک سو چودہ بند ... کامل چودہ مجلس کے قرآن ہوا ...

بدرِ کامل

اسم تاریخی

گلستانِ خبیر

۳ ۲ ۱۳ھ

حصۂ دوم

منجملہ چودہ مرثیوں کے سات مرثیے جن میں آنحضرتؐ سے امام محمد باقر علیہ السلام تک کے حالات ہیں حصۂ اول میں چھپ چکے ہیں۔ اس مجموعہ میں بقیہ سات مرثیے طبع ہوئے ہیں جن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت حجۃ امام العصرؑ تک کے حالات مسلسل نظم کیے گئے ہیں

مصنفہ

حسان اہلبیتؑ سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیر لکھنوی

ارشد تلامذہ حضرت اوج اعلی اللہ مقامہ

حسب فرمائش

سید اعزاز حسین عرف سید محمد محسن صاحب رضوی

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ میں طباعت ہوئی

ملنے کا پتہ

ممتاز بک ایجنسی، نخاس، لکھنؤ

قیمت علاوہ محصول عہ/

فہرست مراثی

قطعۂ تاریخ از خبیر لکھنوی مصنف کتاب ہذا

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]


۱۹۵۱ء

ہوالخبیر

سورے مصحف کے ایک سو چودہ ہیں کامل چودہ سے ملکے قرآن ہوا (دبیر)

جلوہ گر ہے بدر کامل یا گلستان خبیر (۱۹۵۶)

(بدر کامل) اسم تاریخی (گلستان خبیر) ۱۳۷۳

حصہ دوم

پہلے حصہ میں سات مرثیے چھپ چکے ہیں اس مجموعہ میں بقیہ سات مرثیے چھاپے گئے ہیں جس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام عصر علیہ السلام کے مسلسل واقعات نظم ہیں۔

مصنفہ

حسان اہلبیت سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

ارشد تلامذہ حضرت آوج مغفور

کتاب ہذا حسب فرمائش سید اعزاز حسین عرف
سید محمد محسن صاحب رضوی

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ میں طبع ہوئی

قطعہ تاریخ

مصنفہ نواب سید حسن علی خاں صاحب زیدی جگر لکھنوی شاگرد حضرت خبیر

چودہ پھولوں کا ہے گلدستہ گلستان خبیر — بدر کامل مشعل نعت و چراغ منقبت
عیسوی میں جب ہوئی تاریخ کی فکر اے جگر — دل پکار اٹھا کہ ہے بیشک یہ باغ منقبت
۱۹۵۶

ملنے کا پتہ

ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

عہ
قیمت علاوہ محصول ڈاک

بدر کامل حصہ اوّل کے متعلق چند اہل قلم کی رائے

رئیس التحریر حضرت نیاز فتحپوری مدیر نگار

بدر کامل جناب خبیر لکھنوی کے چودہ مرثیوں کا مجموعہ ہے جن میں سے سات مرثیے معصوموں کے لیے وقف ہیں جناب خبیر لکھنو کے نہایت مشہور مرثیہ گو حضرت آوج کے شاگرد ہیں اور کامل (۳۶) سال سے اس تجربکیراں کی شناوری میں مصروف ہیں۔ جناب خبیر مرثیہ گوئی میں خانوادہ دبیر کے پیرو ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ ان کے مرثیے پڑھ کر وہی زمانہ ہمارے سامنے آجاتا ہے جب لکھنؤ کی فضا پر مرثیہ ہی مرثیہ چھایا ہوا تھا اور مرثیوں ہی کی بدولت شعر و ادب کا دامن جواہر ریزوں سے مالا مال ہو رہا تھا خبیر صاحب لکھنؤ کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور لکھنوی زبان میں استنادی حیثیت کے مالک سمجھے جاتے ہیں اس لئے زبان اور انداز بیان کے لحاظ سے ان مرثیوں کو معیاری اور ٹکسالی تو ہونا ہی چاہیئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فنی و جذباتی حیثیت سے بھی وہ بڑا وزن اپنے اندر رکھتے ہیں۔

ضخامت ۳۴۶ صفحات قیمت ۱۲ ملنے کا پتہ:۔ ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

نگار اپریل ۱۹۵۷ء

اقتباس گرامی نامہ جناب حکیم سید محمد قاسم صاحب۔

المعروف بہ حکیم صاحب عالم صاحب قبلہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

برادر محترم۔ سلام علیکم۔ مرثیہ کی جلد پہنچی مطالعہ کر رہا ہوں اگرچہ ابھی

نظر طائرانہ انداز پرواز سے آگے نہیں بڑھی ہے اُس پر بھی بہت کیف حاصل کر چکا ہوں بعض بعض مقامات ایسے بےنظیر ہیں کہ تعریف کے لئے الفاظ نہیں ملتے اکثر مصرع اور بند پڑھ کر جناب اوج مرحوم کا کلام یاد آجاتا ہے واقعی شاگرد اتنا تو رشید ہو کہ ڈوب جائے اُستاد کے رنگ میں اور خاص اپنی سلیس زبان میں اُستاد کا رنگ نباہ دے جزاک اللہ فی الدارین خیرا انشاء اللہ اسکی جزا ممدوحین سے ملے گی۔

نیازمند محمد قاسم
۴۔ جنوری ۵۷ء

اقتباس گرامی نامہ عالیجناب سید آل رضا صاحب رضا ایڈووکیٹ کراچی پاکستان
و شاگرد رشید حضرت آرزو مرحوم

برادر گرامی قدر۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اس سے پہلے بھی یہ جلد موصول ہو چکی ہے میں اب تک اسی انتظار میں رہا کہ بالاستیعاب پڑھ کر اپنے معروضات پیش کروں۔۔۔۔ اِن مرثیوں میں جس قادرالکلامی کا نمونہ موجود ہے وہ میری تعریف سے بالاتر ہے میں تو ہمیشہ سے آپکی اِس خصوصیت کا معترف رہا ہوں آپ کے دم سے اب بھی لکھنؤ کی مرثیہ گوئی کا وقار قائم ہے اُس زمانہ میں بھی آپکا خاص درجہ تھا جب دوسرے قابل ستائش مرثیہ گو حضرات موجود تھے اور اب تو آپ ہی آپ ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالات ایک ہی جلد میں جمع کر دینا بڑی افادیت کا حامل ہے۔ آپنے اپنے لئے تحصیل ثواب کا ایک خزانہ جمع کر لیا ہے لوگ پڑھیں گے اور دُعائیں دینگے اور اُن سب سے بھی زیادہ آپکی خوشنودی ہے جسکا پروانہ ممدوحین کی بارگاہ سے مرحمت ہو چکا ہوگا۔

منت کش
دعا گو آل رضا۔ ۲۰ مارچ ۵۷ء

جرول، گڑھ، ۱۱ر فروری ۱۹۸۵ء   گرامی نامہ سید فضل مہدی صاحب نسیم جرولی رشید تلامذہ حضرت اوج

برادر محترم جناب خبیر صاحب

بعد سلام مسنون و استخبار مزاج مبارک۔ طالب بخیر بہر صورت بقید حیات ہے۔ خدا کرے آپ بھی بصحت و عافیت ہوں، بدر کامل المعروف بہ گلستانِ خبیر عطیہ گرامی بتوسل پاکیزہ سلسلہ ہمراہ کھیں سیلہ قسیم پہنچکر باعث تشکر و مسرت ہوا۔ یہ آپ کے خلوص و محبت کی بیّن دلیل ہے جو صرف لائق شکریہ ہی نہیں بلکہ دعاؤں کی مستحق ہے۔ میں نے ازاوّل تا آخر بغور پڑھا۔ کتابت کی غلطیوں کا میرے حظ نفس پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ بلکہ تصحیح ہوتی گئی، سبحان اللہ۔ جو مرثیہ ہے وہ لاجواب ہے جو مقامات میں وہ تمثیل، ہر مرثیہ میں ساقی نامے عجب لطف دیتے ہیں، بہاریہ رنگ کی۔ پھولوں کی نیرنگیاں نرالی۔ اللہ کرے حسن سخن اور زیادہ۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ شوکت الفاظ، مضامین کا زور، پابندئ روایت زبان و محاورات کا لطف کس کس بات کی تعریف کروں کم از کم ایک مسلم الثبوت استاد کا شاگرد ایسا ہمہ داں فصیح و بلیغ تو ہو جیسی زمانہ حال میں آپکی ہستی ہے، بلاشک فی زماننا خاندان دبیر کے آخری سراج منیر کہے جانے کے آپ ہی مستحق ہیں کہ دامے، درمے، سخنے آپنے اوج و دبیر کے گلستانِ سخن کو ابتک خزاں کے ظلم سے محفوظ رکھا۔ خدائے تعالےٰ آپ ایسے مداح کی عمر میں برکت بہ تصدق ممدوحین علیہم السلام ترقی فرمائے آپکی شخصیت و سیرت پر وہ احسان کر رہی ہے کہ لدادگان اوج و دبیر اگر آپکے شکر گزار نہ ہوں تو عین ناانصافی ہے، چھوٹا منھ بڑی بات ہو تو یہ چاہتا ہے کہ ہر ہر بند پر نہ سہی مگر اکثر ابیات اور بندوں پر نقد و تبصرہ کیا جائے مگر "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" بسبب پیرانہ سالی نہ دل و دماغ پر قابو اور نہ بصارت چشم پر اختیار ہے۔ اگر بالاجمال بھی کوئی اپنی ضعیف رائے تحریر کرنا چاہتا ہوں تو نہ قلم میں قوت تحریر نہ زبان میں طاقت تقریر مختصر یہ ہے

صد نازش جہاں ہیں جناب خبیر آپ
چرخ سخن کے جیسے ہیں بدر منیر آپ
بیشک نسیم ہیچمداں کا یہ قول ہے
ہیں افتخار مسلک اوج و دبیر آپ

دیگر

اے حضرت خبیر وہ فنکار آپ ہیں
چرخ سخن کے نجم ضیا بار آپ ہیں
بعد وفات حضرت اوج و دبیر بھی
دونوں کے مثل طالع بیدار آپ ہیں
بدر کامل میں وہ جذبات کی کھینچی تصویر
اوج کا نام بڑھا شاد ہوئی روح دبیر
فکر بتا رہے تاریخ کی الہام کو نسیم
خود دیتا دیتا ہے تاریخ گلستانِ خبیر
۱۴۰۳ھ

نیاز مند قدیم
سید فضل مہدی نسیم

تعارف

سید احتشام حسین صاحب رضوی پروفیسر لکھنؤ یونیورسٹی کے قلم سے

اپنی گوناگوں مصروفیات کے درمیان مجھے حال ہی میں جناب سرفراز حسین صاحب خبیر کے چند مراثی پڑھنے کا موقع ملا اور مجھے ان مراثی کی ادبی اور فنی خوبیوں کا احساس ہوا۔ جناب خبیر کی مرثیہ نگاری میں اگرچہ اعتقاد کی گرمی اور جذبہ کی شدت کو زیادہ دخل ہے جس کی وجہ سے اُن کا خود ایک مخصوص رنگ وجود میں آگیا ہے لیکن انھیں یعنی شور حضرت اوج مرحوم کی شاگردی اور مطالعہ سے بھی حاصل ہوا ہے اوج مرحوم کو فن پر جو عبور حاصل تھا وہ کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے، جناب خبیر صاحب نے فن کی اس معلومات کو ایک باذوق شاعر کی حیثیت سے استعمال کیا ہے اور یہ بڑی بات ہے۔

اردو ادب کی تاریخ میں مرثیہ نگاری کا ارتقا ایک دلچسپ مطالعہ کا موضوع ہے جن میں سلطان محمد قلی قطب شاہ اور وجہی سے لیکر تمام شمالی ہند میں میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ تک ڈھائی سو سال سے زیادہ ہوتے ہیں، اتنی مدت میں مرثیہ نے محض ایک اعتقادی اور ادبی حسن سے معرا کلام منظوم سے ترقی کرتے کرتے ایک ترقی یافتہ پیچیدہ اور خوبصورت ادبی صنف کی حیثیت اختیار کرلی، یہ ساری ترقی ہندوستان کے مخصوص معاشرتی، تاریخی اور ادبی ماحول میں ہوئی، مرثیہ دنیا کے قدیم ترین اصناف میں سے ہے کیونکہ اسکی بنیاد جس جذبہ پر ہے وہ بہت ہی اہم اور ہیجان انگیز ہے، واقعہ کربلا کے متعلق مراثی کا سلسلہ بھی اس واقعہ کے ساتھ ساتھ شروع ہوجاتا ہے اور چونکہ اس حادثۂ عظیم میں دلوں کو متحرک اور ذہن کو متاثر کرنے کی بڑی صلاحیت تھی اس لئے ایسے مقام پر جہاں امام حسینؑ سے عقیدت رکھنے والے موجود تھے مرثیہ نگاری کا رواج ہوا، جہاں تک اردو کا تعلق ہے ہمیں جس وقت سے باقاعدہ اردو شاعری ملتی ہے مراثی بھی ملنے لگتے ہیں، فارسی کی تقلید کا جو جذبہ غزل، قصیدہ، مثنوی اور رباعی کے معاملے میں عام تھا مرثیہ اس سے بڑی حد تک محفوظ رہا غالباً اسکی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ خود فارسی میں مرثیہ کا کوئی ایسا عملی نمونہ موجود نہ تھا جیسا دوسرے اصناف میں، اس لئے اردو کی مرثیہ نگاری نے ابتدا ہی سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا سیکھا، عقیدہ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے بہت دنوں تک مرثیہ گو شعرا نے اسکی ادبی اور شاعرانہ

تہذیب و ترتیب پر دھیان نہیں دیا لیکن مرزا محمد رفیع سودا نے اپنی ہمہ گیر شاعرانہ صلاحیتوں سے اس صنف کو بھی بلند تر کرنے کی کوشش کی، اس کے بعد سے اردو مرثیہ نے اپنی ایک کلاسکی حیثیت بنالی۔ بہت سے فنی اور اسلوبی تجربوں کے بعد میر ضمیر، فصیح، خلیق اور دلگیر نے اس کی وہ شکل متعین کردی جسے میر انیس اور مرزا دبیر نے مکمل کردیا۔ ان بزرگوں کے خلاف اور چند دوسرے مرثیہ نگاروں نے اپنی انفرادی فنی خصوصیات پیدا کیں لیکن مرثیہ کا ڈھانچا وہی رہا، زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ مرثیہ گو لوگوں اور مرثیہ سننے والوں کے ذوق میں کسی قدر تبدیلی ہوئی ہے، فن کا شعور اور بیان و بدیع سے کام لینے کا خیال بھی بدلا ہے اس لئے آج کے مرثیہ نگاروں کا انداز قدیم اسالیب کا تسلسل ہونے کے باوجود کسی قدر مختلف معلوم ہوتا ہے۔

خبیر صاحب کے مراثی کے مطالعہ سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے اساتذۂ فن کی پیروی بھی کی ہے اور اپنے ذوق کو بھی رہنما بنایا ہے۔ کئی مراثی میں انھوں نے شاعری کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور کئی مقامات پر یہ بات واضح کی ہے کہ وہ سچائی کے پرستار ہیں، انھیں واقعات اور روایات کو نظم کرتے ہیں جنھیں صحیح خیال کرتے ہیں، اس حد بندی کی وجہ سے ان مراثی میں کیف اور اثر پیدا ہوگیا ہے اور شاعر کی مخلصانہ کوشش نے ہزار بار کے دہرائے ہوئے واقعات میں شگفتگی اور تازگی پیدا کردی ہے۔ میں نے جو مراثی دیکھے ہیں وہ محض واقعہ کربلا سے تعلق نہیں رکھتے (گو مجلس کی ضروریات کے لحاظ سے ان میں جا بجا اس حادثۂ عظمیٰ کے مختلف پہلوؤں کو داخل کرلیا گیا ہے) بلکہ چہاردہ معصومین کے حالات مرثیہ کے انداز میں پیش کئے گئے ہیں، اس سے بھی کسی قدر تنوع پیدا ہوا ہے اور شاعر کو وسیع تر میدان اظہار خیال کے لئے مل گیا ہے۔ ان مراثی میں بیانیہ انداز اختیار کرنے کے بجائے اکثر تاثراتی رنگ اختیار کیا گیا ہے اور انھیں پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے جنھیں مصنف نے ضروری سمجھا ہے۔

مرثیہ میں ترتیب واقعات اور انداز بیان سے جو معنوی خصوصیات پیدا ہوتی ہیں، خبیر صاحب کے یہاں وہ قابل توجہ ہیں، مثالیں پیش کرنے سے یہ بات واضح ہو سکتی ہے لیکن ہر مطالعہ کرنے والا اپنے ذوق کے مطابق مثالیں خود تلاش کرے گا۔ اس زمانہ میں کہ جب فن کی طرف سے بے توجہی برتی جا رہی ہے اسے زندہ رکھنے کی کوشش کرنا لائق تحسین ہے۔ مجھے امید ہے کہ خبیر صاحب کے یہ مراثی مقبول ہوں گے۔

سید احتشام حسین

مرثیہ

غازۂ روئے مضامینِ صداقت میری

تعداد بند (۷۳)

در حال امام جعفر صادقؑ

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیرؔ لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت صادق آل محمد علیہ السلام

اَلسَّلاَمُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْوَرٰی اَلسَّلاَمُ عَلَیْكَ
اَیُّهَا الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰی اَلسَّلاَمُ عَلَیْكَ یَاحَبْلَ اللّٰهِ
الْمَتِیْنِ اَلسَّلاَمُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَهُ الْمُبِیْنَ اَلسَّلاَمُ
عَلَیْكَ اَیُّهَا الصَّادِقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ خَازِنِ
الْعِلْمِ الدَّاعِیْ اِلَی اللّٰهِ بِالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ كَمَا جَعَلْتَهٗ
مَعْدِنَ كَلاَمِكَ وَحْیِكَ وَخَازِنَ عِلْمِكَ وَ
لِسَانَ تَوْحِیْدِكَ وَوَلِیَّ اَمْرِكَ وَمُسْتَحْفِظَ دِیْنِكَ
فَصَلِّ عَلَیْهِ اَفْضَلَ مَاصَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَصْفِیَآئِكَ
وَحُجَجِكَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ولادت امام جعفر صادق علیہ السلام	شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام
۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ	۱۵ شوال ۱۴۸ھ

قطعہ

غائبانہ روئے معنا میں ہے صداقت تیری
بجھ گئی بلبل سدرہ سے رفاقت تیری
نعت نظرائی تحسین ہے لیاقت تیری
تابش برق سے لگتی ہے طلاقت تیری
تیری صنعت بھی خدا کے کہ سکندر دیکھے
نظم کے آئینے میں تو کے جوہر دیکھے

قطعہ

مدتوں مصحف مدحت کا سبق یاد کیا
برملا طبیعت کو یہ آزاد کیا
طرز نو جب دل مداح نے ایجاد کیا
بزم سے جبریل کے شادنے بھی صاد کیا
نظم کیا نثر میں بھی صدق کی پابندی ہے
راستی تو جہ رضی خداوندی ہے

قطعہ

دل نا فہم کو اللہ سے ڈر جھوٹ نہ بول
چلیے راہ ضلالت سے حذر جھوٹ نہ بول
لاکھ بہکاتا ہے نفس اگر جھوٹ نہ بول
پا بگل جو معاصی سے نہ تم جھوٹ نہ بول
ہر گنہ یوں تو جہنم سے ملا دیتا ہے
جھوٹ ایمان سے بیگانہ بنا دیتا ہے

قطعہ

اے خدا صدق بیانی سے زبان کو ہے کام
تا کہ راضی ہے تو خوش ہوں بھی شاد مدام
سچ ہوئی زین نصیحت کے رشتے میں تمام
مدح صادق سے ہے مطلع انوار کلام
عطر اخلاص سے یہ بزم سخن بس جائے
جعفری پھولوں مضمون کا چمن بس جائے

قطعہ

راہبر وہ دیکھا ہر ایک رہ میں گمراہی
جعفری باش اگر جادۂ حق سمجھو راہی
کیا گدا ہے در حضرت کو بھلے شاہی
پھونک دوں دل کو ولا میں جو کرے کوتاہی
روز اول جو کیا عہد بتا میں نے
جسے اللہ نے چاہا اسے چاہا میں نے

۴۶

جمعہ کا روز تھا سترھویں ربیع الاول
فیض علم الٰہی کو تھا صادق کا محل
موتی برساتا ہوا جھوم کے آیا بادل
بارش نور سے تابندہ ہوئے دشت و جبل
صورت مصحف حق چہرۂ جعفرؑ چمکا
دامن حضرت باقرؑ میں یہ گوہر چمکا

۴۷

اسم پاک آپ کا جعفرؑ تھا یہ سب کو معلوم
کہتے اس نام سے اک نہر جناں میں موسوم
آپ کی ذات مطہر بھی تھی دریائے علوم
بہر فضل و کمالات کی ہے خلق میں دھوم
بندوں کے واسطے نہر ہدایت ہیں حضور
فیض جاری خدا قلزم رحمت ہیں حضور

۴۸

سب خطاب آپ کے لکھنے میں قلم ہو قاصر
کوئی فاضل ہے کہیں کہتا ہے تو کوئی طاہر
کہیں مشہور ہوئے منجی و قائم صابر
لقب خاص تھا صادقؑ ہے جہاں پر ظاہر
یہ لقب آپ کو پیغمبرؐ ایماں نے دیا
پیغمبرؐ نے دیا خالق سبحاں نے دیا

۴۹

جان پیغمبرؐ کی کنیت تھی ابو عبد اللہ
عبد و معبود میں یہ ربط ہوا خاطر خواہ
نقش پا ان کا تھا ایماں کے لئے مشعل راہ
چودہ بندے سے فقط ایسے ہوئے خالق کو واہ
دیکھ لیں حسن حقیقت کو زمانے والے
سب کچھ ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

۵۰

عزت و جاہ میں ہر خرد و کلاں تھے یکساں
شان تھی احمدؐ مختار کی حیدرؑ میں عیاں
فاطمہؑ کو کیا اللہ نے خاتون جناں
سید خلد میں سبطینؑ نبیؐ فخر جہاں
شرف ہر دو جہاں عابدؑ و باقرؑ ہم سے
صادقؑ آل نبیؐ صابر و شاکر ہم سے

۱۱
ہے آج کہ سلسلہ عصمت کا [illegible] ہوا
ہوا ہے آج کہ حضرت جعفر [illegible]
[illegible] فضل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲
سحر ہوئی ہے [illegible] حضرت صادق [illegible] امام
صبح صادق [illegible] امامت کا اسلام
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳
[illegible] دیکھو
[illegible] دیکھو
[illegible] دیکھو
[illegible] دیکھو
[illegible]
[illegible]

۱۴
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵
[illegible] الطاف
[illegible] اوصاف
[illegible]
[illegible] خلاف
[illegible]
[illegible]

۱۶

دولت دشمن بھی سمجھتے تھے شریک دعوت
سب سے ملتے تھے باخلاق و مدارا حضرت
کوئی کہتا تھا یہ ہے نیت کی نمایاں برکت
کافروں کے لیے بھی بچھتا تھا خوان نعمت
مرضی رب کے لیے محفل طعام بھی تھی
دعوت صبح بھی تھی دعوت اسلام بھی تھی

۱۷

کھانے بیٹھے تھے مہماں کہ کئی شاہ کو فخر
کیا اک طفل نے حضرت کے سوئے خلد سفر
میزبانی میں کمی کی نہ ہوئے کچھ مضطر
ہاتھ سے اپنے بڑھاتے رہے کھانے پر درود
رہے بشاش کہ احباب تاسف نہ کریں
کھانا یہ مہمانوں سے اصرار تکلف نہ کریں

۱۸

وصف کی ایک نے اس صبر مجسم کے ہزار
غم کا ہنگام ہے یہ جائیں محل میں سرکار
کہا مولا نے ملے ہیں مجھے سچے اخبار
بچے کی اجل ٹل نہیں سکتی زنہار
جینے سے خوش ہیں نہ مرنے کا خطر رکھتے ہیں
ہم فقط حق کی مشیت پہ نظر رکھتے ہیں

۱۹

یوں نہیں ہر بات تھی آقا کی رضا سے ہی
دیکھا کچھ لوگوں نے مغموم ہے وہ بھی کاکلی
خیریت پوچھی تو بولے یہ امام عربی
برادر عرض تھا کہ مرتے ہیں نہ جانے کوئی
یہی پابند اس عابد تقصیری کی آل پہ بھی
کہ کبھی دن پہ بھی تا عہد تھی اطفال پہ بھی

۲۰

کیا کہوں کیا ہوئی آنکھوں میں حسرت سے منظر
بات تو تھی یہ ابھی میں نے بچی کی تھی نظر
مہرسا بچے کو سے پڑھ رہی تھی تکبیر
مجھکو دیکھا تھا کہ ٹھہر گئی وہ نیک سیر
دفعتاً بہر عجب کوہ الم ٹوٹ پڑا
اسکے ہونٹوں سے فزوں زمزمہ پھوٹ پڑا

۲۱

مرگیا گرچہ کہ وہ فرزند کہ ننھی تھی قضا
اُسکا کچھ غم نہیں مجھکو کہ مجھے ماضی پڑھا
رنج یہ ہے مگر مجھکو ہوا کیوں اتنا
وہ بھی مخلوق خدا میں بھی خدا کا بندہ
کہہ کے یہ شہ نے عیاں لطف خدا اور کیا
زندہ معبود نے بس لوتھڑی کو آ زندہ کیا

۲۲

باغ خرموں کا تھا اک ایک گل باغ رسول
جسکے پھل ذائقے میں شہد سے تھے خوشبو میں پھول
فصل تیار جو ہوتی تھی تو حسب معمول
دعوت عام سے کرتے تھے سبھی فیض حصول
لوگ ہر سمت سے روز آتے تھے کھانے کے لئے
در سے لے جاتے تھے دیوانہ بنانے کے لئے

۲۳

حکم تھا شوق سے جو چاہے وہ آ کے لیجائے
جتنا جی چاہے وہیں بیٹھ کے کھالے لیجائے
کھائے اور دوستوں کو اپنے کھلانے لیجائے
اپنے ہی ہاتھوں سے انبار لگالے لیجائے
غل تھا ممنون کرم جسنے بنایا یہ ہے
اہل ایمان کو وہ شکر جہاں آیا یہ ہے

۲۴

باغ میں لوٹ سی پڑجاتی تھی تیاری پر
باغبانوں کو دیے جاتے تھے بوسے بھر کر
ابھی بھیجے ہی نہ جاتے تھے بلالے اکثر
بانٹے جاتے تھے مدینے میں طبق گھر گھر
جعفری نام سے مشہور جہاں میں جاری
جعفری فیض کا دریا تھا جہاں میں جاری

۲۵

وقف تھا دوستوں کے واسطے ترکہ کمال
دوست بیوپار میں بیگانے سے زیادہ مال
مالک ملک رضا وہ تھے بہ دنیا کیا مال
کیوں نہ ہو فخر ہے ماں کی سخاوت پامال
سب کے احوال کی مولا کو خبر رہتی تھی
سب پہ الطاف و عنایت کی نظر رہتی تھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جلوہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حسن صورت [illegible]

۲۱ھ

جھونی پھول کی خوشبوئے گلفام میں ہو
مچھلی لیتا ہوا دریا سے ولا جام میں ہو
روز و شب اور ترقی کرم عام میں ہو
بیکدہ ہر سے بے کعبۂ اسلام میں ہو
زیر دیوار حرم نام ترا لے کے ہوں
سقف کعبہ پہ گر جاؤں لا اللہ کہتے ہوں

۲۲ھ

سجدۂ سپ پہلے ہوں سجدۂ حق کر کے ہوں
چاہوں دُردِ تہ ساغر کو سبو بھر کے ہوں
زندگی یہ تیری گزری ہے تو اب جیکے ہوں
جلکے پھر قلزم ساغر میں کوثر کے ہوں
ہو گئے ساتھ کلمہ صدر بلا و نکارے
بینا لیا ہے جیا ہو نکا بلا و نکارے

۲۳ھ

ہے عیاں میکدہ میں حسان کا وقار
خمری ہم میں سے تھے رندوں کے تھے وہ سردار
دہ سے عبداللہ غالب بھی اسی پہ نثار
جام وحدت سے کیفیت اسدی لئے تھے سرشار
سوزن عشق سے زخم جگری سینے تھا
ساقی تعبنہ تھے وہ عبث تھے جو پیتے تھا

۲۴ھ

تحلف شیشے ہو رنگ ہیں سب اے جیسا
حسن اخلاص ولا کیفیت صہبا و رضا
بادۂ صبح سے پیمانہ دل جب چھلکا
یک ہر قسم کی پی اب وہ صفا ہو کر دنا
میرا ہم مشربوں میں یکروں کچھ تن نہ تھا
کیا ہو ذرا بھی فقط پیتے تھے جو ان نہ تھا

۲۵ھ

ساقیا نام سے یعقوب کے آنکھیں پھیلاؤں
لاؤں سلمان کو عمار کو جنت سے بلاؤں
میثم و جابر و مقداد کو آنکھوں پہ بٹھاؤں
چوم لوں پاؤں اگر مالک و حمزہ کو پاؤں
کہہ دو ساقی سے نہ تمنائے دکھاوہ ہوں
بوبصیر اور مفضل کے بھی ہمراہ ہوں

۴۶

سالم و صفوان کبھی ہوں تو عقیل بھی ہوں
زید و عمار و حجیں ثقہ دینا بھی ہوں
فیض و یعقوب و محرز و ولا بھی ہوں
تمر و ثابت شیبن دینار بھی حمزہ بھی ہوں
دور مکتب ہو اصلاح و ولا کا ساغر
جعفری بزم ہو اور صدق و صفا کا ساغر

۴۷

نام جعفر پہ ہیں قربان مری جان فدا
مالک ملک کرامت شہ اعجاز نما
معجزانہ سے پانی جو شہ دین نے دیا
بلا عبد اللہ دینار میں حیرت آتی
تھا نہ واقف کہ ہیں ایسے بھی عجائب موجود
کہا مولا نے کہ لاکھوں ہیں عجائب موجود

۴۸

نعمتیں ہم کو اجابت کو جو اللہ نے دیں
انکا احصا بشری عقل سے ممکن ہی نہیں
جب گزرتا ہے زمانے سے کوئی صاحب دیں
روح اس مومن حق دوست کی رہتی ہے یہیں
جیسے پانی ہے زمیں پر ہے کہ بارش کی روح
بستی سے وادی بیروت میں لی عیاں کی روح

۴۹

یونہی طرح بہت مہجور شہر کو مشہور
کہاں ہمکان کہ ہر واقعہ کا ہو مذکور
دو قبا سیہ تھا اور تھا عام کا منصور
ایک بار اسنے بلا بھیجا تھا کہ ہو دور
گھر سے رخصت ہوا دیر تک پریشان رہ گئے
خلق میں باب ان کے بھی پھر گئے

۵۰

جز واقف میں کا لیا وہ سے باداب تمام
خدمت حضرت عالی میں کہا بعد سلام
دیکھئے پہنچے ہیں آپ کے روضہ غلام
لاتے ہیں عامل کی ثنائی کا قاصد پیغام
کچھ نہیں فکر کہ دل کو کوئی گھر بار چھٹ
غم ہے مرقد پاک شہ ابرار چھٹ

۵۵۱

نگہ یاس سے مظلوم نے ہر سو دیکھا
دونوں آنکھوں سے رواں اشکوں کا دریا
کہی آواز خدا حافظ و ناصر بیٹا
حق پہ شبیر رہو سالک تسلیم و رضا
سن کے یہ قبر پیمبر کا مجاور اٹھا
روضۂ سرور ہر جانِ زہرا کا سا غم اٹھا

۵۵۲

حاکم منصور سے ربذہ کو چلے شاہ زماں
پہنچے منزل پہ تو حاکم بھی تھا موجود وہاں
دیا ظالم نے تب اک شخص کو حکم فرماں
لاؤ آگ ان میں در باندھ کے جعفر ایمان
جب وہ آیا شہ دیں طاعت داور میں تھے
قبلہ رو وہ مکاں مسجد بوذر میں تھے

۵۵۳

کچھ اُسے بے ادبی کرتے ہوئے آئی حیا
آستیں پکڑ کے کہا آپ چلے ساتھ ذرا
آپ سے حاکم جابر ہے بہت آج خفا
آپ کو قتل کرے ہے یہ ارادہ اس کا
اب نہ تاخیر کریں سید والا للہ
شہ نے کس یاس سے فرمایا کہ انا للہ

۵۵۴

پھر کہا پڑھ لوں میں دو رکعتیں اذن ترا
بولا وہ اتنا توقف ہے نہیں ممکن اچھا
کی ادا شہ نے نماز اور خدا سے کی دعا
بولے پھر تجھ پہ ہے جو حکم نہ اس سے باز آ
عرض کی اُس نے یہ کیونکر مجھے جائز ہوگا
وہ ستم آپ پہ مجھ سے تو نہ ہرگز ہوگا

۵۵۵

شخص حراست میں شہ حسن و شتر بولا
حکم حاکم تھا کہ زنداں سے نہ بندھا بھی نکلا
اسے یاد آگیا اک واقعۂ کرب و بلا
ہوئے سجاد حزیں جبکہ گرفتار بلا
دُرّوں کی ضرب سے صد پارہ تن نازک تھا
پا برہنہ بھی تھے اور طوق گلے میں تھا

۵۶

تو وہ زمین سے تھے اور چھا زمین کا یہ جہاں
ساتھ ان کے ہیں گرفتار مصیبت حیران
سر عزیزوں کے رواں ساتھ سر نوک سناں
رانڈوں کے بین وہ معصوموں کی فریاد و فغاں
ٹھوکریں کھاتے ہوئے بازار ستمگار میں آئے
کبھی کوفہ میں کبھی شام کے دربار میں آئے

۵۷

قید و درا موسیٰ میں ہوئے سجادؑ ملول
عہد عباسیہ میں صادقؑ اولاد رسولؐ
در منصور پہ آیا جو پیمبرؐ کا وہ پھول
پڑھی ایک اور دعا آپ نے جب معمول
یاں دشمن کے وہ اللہ کا عاشق آیا
محفل عالم کذاب میں صادق آیا

۵۸

بولا حاکم ارے جعفرؑ تمہیں لائی ہے قضا
کہا مولا نے یہ محفل ہے بہت جلاد فنا
ابھی ظلم اٹھائے ہیں ترے ہم صبح و مسا
ابتو لازم نہیں ہے کسوں پر جور و جفا
دیکھ مجبور ہیں بے وجہ و سبب ظلم نہ کر
ہیکلے ہے یہ راس مجھ پہ تو اب ظلم نہ کر

۵۹

سن کے یہ قتل سے شہ دین سے وہ باز آیا مگر
دلمیں کہتا تھا کر دوں اسے میں صادق جعفرؑ
یہیں مسمی مرگ کی دی ہو نہ خبر
ایک خادم سے کہا پوچھ تو جلدی جا کر
غیب کے راز جو ہیں یہ کو معلوم بتائیں
جو کہا آپ نے دربار میں مفہوم بتائیں

۶۰

بڑھ کے خادم نے یہ پوچھا شہ کونین سے جب
بولے مولا کہ مری موت ہے اس کا مطلب
مطمئن اپنی اجل سے ہوا جب دشمن رب
کہا واپس کہ جعفرؑ کو وہ گھر جائیں اب
سوئے منزل وہ شہ صابر و شاکر آیا
پھر مدینے میں محمدؐ کا مسافر آیا

۲۶۱
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۶۲
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۶۳
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۶۴
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۶۵
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۶

چھوٹ گئی آنکھوں میں اب بیکسی سبط نبی
دھوپ میں دس دن رہے بے غسل و کفن لاشہ بھی
قبر کسی نے نہ بنائی لاشۂ مظلوم پہ تھی
گھوڑے دوڑا دیے تھے پیکر بے سر پہ شقی
اسے بیداد سے کسی نے نہ اٹھایا لاشہ
چادر خاک نے بیکس کا چھپایا لاشہ

۵۷

تربتیں ہائے کہیں جسم کہیں وائے نصیب
کوسوں دور اپنے وطن سے ہیں یہ شاہ غریب
روز جہلم ہوا دفن آہ محمدؐ کا حبیب
قبر صادقؑ کی بزرگوں کی لحد سے ہے قریب
پہلوئے مرقد سلطان مدینہ تو ملا
جعفری پھول کو بستان مدینہ تو ملا

۵۸

پاس ہی حضرت باقرؑ شہ مومن حضور
بن گیا مجمع انوار یہیں اللہ کا نور
بن گئی منزل رحمت بجد شاد و غفور
تھا دل موسی کاظمؑ پہ بہت غم کا وفور
قبر پر نور سے روتے ہوئے شیعہ اٹھے
فاتحہ پڑھ کے عزیزان و احبا اٹھے

۵۹

برسوں مرقد پاک پہ گنبد موجود
دل دشمن میں کھٹکتی رہی ہر دم یہی نمود
سالہا مومن نجدیوں سے جلد جہاں میں معہود
ظلم سے چھوڑا نہ نشان قبر کے بھی ہیں نابود
نہ زمیں دوز فقط تربت جعفرؑ کر دی
مرقد فاطمہ زہراؑ بھی برابر کر دی

۶۰

یوں کی بے ادبی رسالت افسوس
دشمنی آل پیمبرؐ سے ہوئی امت افسوس
قبر بی بی پہ مصیبت رہی عترت افسوس
اب میسر نہیں تربت میں بھی راحت افسوس
جس سے ناراض پیمبرؐ ہوئے وہ کام کیا
ان مسلمانوں نے اسلام کو بدنام کیا

۸۲

پھولوں بسیں ہیں بھیجے جگر کو سیلانوں کی
پھیپھڑے کا ہوا چھید کے لوٹے گھر سیلانوں کی
ارے کوئی جو ہی جگر حیدر کو سیلانوں کی
زہرا کا لال پیاسا ہے سر کو سیلانوں نے
اے سر تیغ تیز تیر تیز تیغ نے مارا
یا ہی دوبار در حیدر بھی مارا

۸۳

جو بن کے رہ وہ اسلام میں بن دوا من والے
یا ہی یا نبی یا علی کی جو رضی کی غیرت والے
نقد جان شکست دین کو وہ ضبط پر ہو والے
سر کٹا لے بن بے جرم ضعیف بے زار ذبح لے
کا فروں کی ہمی عدو کی پھول بری سیلان
یا ہوا کیا نہیں کیا وہ سیلان غم

۸۴

اے حسین ابن نبی جان علی جگر بتول دیں کا
یعنی سر اہل سنت بدر سلطان ہوا
سر جو دیں کی بی بی پیاسا رسول دو سرا
ری اولاد کو جو مدح کا ذوق عطا
یا شوق صادق نا سنید والے
نسل میری بری آل اولاد صفی

تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا ۱۱ جمادی الثانی سنہ ۱۲ ہجری
جو پڑھے مصنّف کے لئے دُعا کرے

رباعی

تعریف ہو یہ پیمبری پھولوں کی — توصیف و ثنا ہو حیدری پھولوں کی
میں پڑھتا ہوں مدح صادق آل رسول — مجلس میں مہک ہو جعفری پھولوں کی

رباعی

حاصل ہوئی شبیر کی سرکار مجھے　　دُربار جو ہی ملا وہ دَربار مجھے
میں مخبر صادق کا ہوں مداح خبیر　　قرآن و خبر سے ہی سروکار مجھے

دیگر

اسلام کی کشتی کے سہارے ہیں حسین　　ایمان کی منزل کے ستارے ہیں حسین
ہم حسینی حُسینیت حسین اُس کے ہیں　　کہتی رہے دنیا کہ ہمارے ہیں حسین

مرثیہ ۹

ہفت آئینہ گردوں میں جلا کس کی ہے

تعداد بند (۱۲۶)

درحال امام موسیٰ کاظمؑ

مصنّفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیرؔ لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورَ اللّٰهِ فِي ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ بَدَا لِلّٰهِ فِي شَانِهٖ اَتَيْتُكَ
زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّكَ مُعَادِيًا لِاَعْدَائِكَ
مُوَالِيًا لِاَوْلِيَائِكَ فَاشْفَعْ لِي عِنْدَ رَبِّكَ
يَا مَوْلَايَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ
مَوْضِعَ الرِّسَالَةِ وَمُخْتَلَفَ الْمَلَآئِكَةِ وَ
مَهْبَطَ الْوَحْيِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَةِ وَخُزَّانَ
الْعِلْمِ وَعِتْرَةَ خِيَرَةِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ
رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

تاریخ ولادت ۷ صفر ۱۲۸ھ　　تاریخ شہادت ۲۵ رجب ۱۸۳ھ

مدفن کاظمین بغداد

۱

ہفت آئینہ گردوں میں جلا سکتی ہے
مہر سیاروں کے دامن صبح و مسا سکتی ہے
ساتوں اقلیم میں دنیا کے ثنا کر سکتی ہے
چشم انصاف سے گردوں میں ضیا سکتی ہے
پہلے سے صفت سنا میں قرآن کی ثنا پڑھ دو
نام لیتا ہوں ذرا سبع مثانی پڑھ لو

۲

بلند الحمد یہ کس مدح و ثنا کا ہے اثر
چرخ ہفتم سے سخن کی ہے زمیں بالاتر
حسن تحریر کے اوراق میں جو نیک اختر
سات بار اٹھ کے وہی گرد قمر ناظر
کعبہ میں سات قصیدے تھے جو لٹکائے گئے
اس کی اک نظم میں پامال وہ سب پائے گئے

۳

سات دریاؤں کو ہے جوش طبیعت پہ غضب
ہفت بند ایسے مسدس کی جو کہتے ہو خوب
عیب بینوں کی جفا کر نہیں سکتی ہے عیوب
حسن کو فتح جو دی ہے نگاہ محبوب
جانے والوں پہ ظاہر ہے یہ کیا کہتے ہیں
جو کہ سے ہیں وہی اچھوں کو برا کہتے ہیں

۴

بزم الفت میں عدو اور کے بہت کام آئے
نشہ کر میں بتوں کے پیغام آئے
بحر افکار میں طوفان سحر و شام آئے
میری کشتی پہ وہ ہیں نوح جو کام آئے
کشتی دل کا سمجھتا ہوں سہارا ان کو
جب پڑی مجھ پہ مصیبت تو پکارا ان کو

۵

سب برابر ہیں نزدیک اہل بیت بلند
ہو سکے آزاد بھی ہوں وضع کا بھی پابند
خاکساری کی طرف طبع ہے مائل ہر چند
جلوہ کے مقابل میں تعلی ہے پسند
سب درست اہل سخن کے آگے رکھ دوں
مجھ سے جو بن سکے اس میں کچھ کچھ لکھ دوں

سؔ

جوش میں طبع رواں ہے مری دریا کی طرح
آبرو دل کو ملی گوہر یکتا کی طرح
جادۂ نظم میں ضو منزل موسیٰ کی طرح
دائرے نور فشاں ہیں ید بیضا کی طرح
ایک اک لفظ میں جلووں کی فراوانی ہے
میں ہوں اور موسیٰ کاظمؑ کی ثنا خوانی ہے

سہ

پھر رہا ہے مری آنکھوں میں حقیقت کا چمن
کاظمین اب ہے مرے طائر دل کا مسکن
قبر جعفر صادقؑ کا وہ روضۂ روشن
صبح صادق ہے یہاں آکے ہے جلوہ فگن
اس فقیری میں مجھے تخت ملا تاج ملا
شکر صد شکر در باب مراد آج ملا

ش

پہلے میں پئے مقصد پہ تفاخر کر لوں
ساغر دل میں مئے نور تولا بھر لوں
آسماں سے بھی جو مجھکو نہ ملا اختر لوں
ذرہ ہائے در شاہنشہ بحر و بر لوں
یہیں مل جائے وہ جلوہ تو یہیں دور نہ جاؤں
ارنی کہنے کو وادئ سر طور نہ جاؤں

و

فرش جس در کا ہے عرش معلیٰ یہ ہے
جس کے گنبد میں ہے جنت کا تجلی یہ ہے
نوبہار چمنستان تولا یہ ہے
ساتواں حق کی جماعت کا مصلا یہ ہے
بہشتیں کہے کوئی سب کا ہے نظارہ ایک
دیکھئے طرز عبادت کہ ہیں سیپارہ ایک

شاہ

صبح کا وقت سماں طاعت ربانی کا
چہچہے مرغ سحر کی گل افشانی کا
شور ہے رحمت معبود کی طغیانی کا
تر و تازہ ہے شجر شوکت ایمانی کا
شان اسلام حقیقی کی نظر آتی ہے
کلمہ پڑھتی ہوئی باد سحر آتی ہے

۱۱

میری آنکھوں میں ہے صفت و سامان سحر
شفقی رنگ میں ڈوبا ہوا دامان سحر
عالم افروز ادھر عارض تابان سحر
نقش دیوار ادھر رشک گلستان سحر
نعرۂ تکبیر کا تا اوج فلک جاتا ہے
عطر اخلاص سے گلدستہ مہک جاتا ہے

۱۲

پیر کا لیں جو ہے اس کعبۂ عظم کا مزار
خضر توفیق کا ارشاد ہے پھر ہے اصرار
چل دوبارہ طرف مرقد شاہ ابرار
جا کے پھر دیکھ وہاں صبح عراقی کی بہار
باغ قدرت کے نمونے ہیں بیابانوں میں
لوٹی جاتی ہے ضیا مہر کی ایوانوں میں

ن حرکت چرخ نے یوں دی کہ نہ ٹھہرا پانی
جام زریں میں چھلکتا ہو سنہرا پانی

۱۳

ضو فشاں ذرے ہیں ہر سو کے نگینوں کی طرح
خاک کے تودے ہیں قدرت کے خزینوں کی طرح
صاف میدان ہے فضائے جبینوں کی طرح
ناؤ بیٹھی ہوئی خشکی کے سفینوں کی طرح
چھیڑتی ہے موج صبا کیا ہی یہ منظر دیکھو
لہریں لیتا ہوا میدان میں سمندر دیکھو

ن نور بھی عکس شفق سے ہے شہابی گویا
مے گلگوں کی چھلکتی ہے گلابی گویا

۱۴

دور تک دشت عرب دیکھ کے ریگستانی
رات بھر اوس نے چھڑکا ہے زمیں پر پانی
وہ ہوا سرد کہ دل کو ہو خوشی روحانی
جلووں کی چشمۂ خورشید میں وہ طغیانی
نور بھی عکس شفق سے ہے شہابی دیکھو
جام زریں میں چھلکتی ہے گلابی دیکھو

۱۵ ن دلکش

بعد میدانوں کے دریا کا سہانا منظر
وہ کنارے کہ بہار آ کے لگائے بستر
جا بجا نخل کھجوروں کے جو ہیں بار آور
جنت العدن کے میوے سے ہیں شاداب ثمر
خوشوں کو دیکھ کے دل وجد میں آ جاتا ہے
ذکر آتا ہے زباں پر تو مزہ آتا ہے

۱۶

وہ قدرت نے خوشبوؤں کو وہ جو نہاں رکھا تھا
ڈالیوں میں لب غنچہ کے خوشنمائی تھا
جھاڑیوں کو وہ شعاعوں نے ابھر کے چمکایا
پہنے ہیں سبز نہالوں نے یہ پیش کے ہار
صنعت قدرت رب دو سرا دیکھی ہے
آ کے جنت کی بہار انکی ادا دیکھی ہے

۱۷

ابر و باراں چھلکتا ہوا پیمانہ ہوئی
سبزے سے جس کی ازل ہو نہیں سیری ہوئی
مستی شبنم حباب ایسی فضا میں آئی
سبزہ سوتا ہے کہ سبزہ کی یہ قسمت سوئی
مست صہبائے لطافت ہے وہ ہشیار نہیں
جو اسے خواب کہے آپ وہ بیدار نہیں

۱۸

محفل عیش ہے زینت کے ہر اک نخلستاں
شاخوں پہ چہچہاتے ہیں مرغ نغمہ زن خوش الحاں
اوس کے قطروں پہ ہے گوہر غلطاں کا گماں
پتوں میں ہے جو لطافت وہ زمرد میں کہاں
ماسوا رنگ کے نسبت ہے کس بات کی یہ
یہ نباتات ہے اور وہ جمادات کی ہے

۱۹

طاعت حق پہ ہر اک نخل جو ہے آمادہ
سبزہ بچھتا ہے بچھا جیسے ہو سجادہ
راستہ روکتے ہیں تیری نظر کا جادہ
اے تخیل آ کے نئے دیکھی یہ بہار سادہ
دام و صیاد کے دلدوز فسانے بھی نہیں
گل کی باتیں نہیں بلبل کے ترانے بھی نہیں

۲۰

یہی باتیں ہیں نہیں گو کہ فسانے باغ کے
ہم کو دنیا کی نہیں کچھ بھی پڑی وہ جانے
طبع کو غنچہ کے اور گل کا ترانہ چاہئے
جسکا دل چاہے وہ بلبل کے فسانے چاہئے
ہم تو بیکار مضامین بڑی کہتے ہیں
باغ عالم کا جو منظر ہے وہی کہتے ہیں

بند ۲۱

منطبق ہو جو تواریخ سے لکھا دی حال
آج ہی آپ نے ہیں ذکر شہ نیک خصال
صبح کا وقت ہے مداح کا دل بھی ہے بحال
حاضر صحن مقدس ہوں بہ حسن و داب کمال
جاگے تقدیر اسی در پہ جو تکیہ کرلوں
پہلے چوکھٹ پہ تو اللہ کا سجدہ کرلوں

بند ۲۲

کر کے سجدہ جو ہوا داخل روضہ اک بار
دو اماموں کے نظر آئے وہاں مجھ کو مزار
ایک ہے موسیٰ کاظم کی تجلی پر انوار
جس کے پہلو میں ہے جواد تقی عرش وقار
کاظمین اس کو میں زینت و بازیں کہوں
کیوں نہ پھر روضۂ انور کو جوادین کہوں

لسان اقدس

بند ۲۳

دونوں پر حیدر و زہرا و پیمبر ہیں فدا
رتبہ یکساں ہے کہ دونوں ہیں امام دوسرا
جیسے قرآن و حمائل میں نہیں فرق ذرا
حال فی الحال مگر ایک ہی کا ہے لکھنا
زیست باقی ہے تو غافل نہ رہے گا خادم
مرثیہ حال تقی میں بھی کہے گا خادم

بند ۲۴

السلام اے وطن آوارہ غریب بغداد
وارث عابد بیمار اسیر بیداد
باب دیں باب عطا باب اماں باب مراد
باغ زہرا کے گل تازہ علی کے شمشاد
اے بہار چمنستان پیمبر تسلیم
اے گل سرسبد گلشن جعفر تسلیم

بند ۲۵

جعفری پھول سے تھی باغ مدینہ میں بہار
رہتا تھا فاطمہ بوسیدہ میں وہ عرش وقار
صحن پر روشنی وادی ایمن تھی نثار
فخر موسیٰ تھا یہ موسیٰ گل باغ انوار
اس کی تنویر خداداد بھی اس نور میں تھی
اسی موسیٰ کی تجلی شجر طور میں تھی

۲۶

چشم اعدا میں سما سکتا تھا کیا نور خدا
زہر جب حضرت صادقؑ کو ستمگر نے دیا
مسند آرائے امامت ہوئے سلطان ہدا
دور منصور کا تھا زور تھا عباسیوں کا
دشمن باغ شہنشاہ نجفؑ کانٹے تھے
جعفری پھول تھا اور چار طرف کانٹے تھے

۲۷

گرچہ منصور ہی کے عہد کے تھے جور و ستم
اُسکی اولاد کا بھی دور نہ تھا ظلم میں کم
شوق سادات کشی رکھتے تھے وہ سب ظالم
خاندان نبوی سے تھی طبیعت برہم
ظلم ایجاد ہوا کرتے تھے غداروں میں
کتنی اولاد نبی چن گئی دیواروں میں

۲۸

جب جہاں میں ہوا مہدی بن منصور لئیم
یہ بھی تھا اپنے بزرگوں کی طرح ترو رجیم
ایک سال اس نے رکھا موسیٰ کاظمؑ کو اسیر
یونہی ہادی بن مہدی تھا شریر ابن شریر
عہد میں اپنے ستم اُسنے بھی ڈھایا کیا
نام سادات کے دنیا سے مٹایا کیا

۲۹

عہد میں اُسکے دوبارہ ہوئے شاہ طلب
پھر رہا ایک برس قید میں وہ عاشق رب
حاکم وقت نے یہ خواب میں دیکھا اک شب
کر علیؑ غیظ میں فرماتے ہیں کیا یہ غضب
قتل سادات و فسادات پہ تیار ہوئے
تم کو دولت جو ملی اور گنہگار ہوئے

۳۰

بعد ہادی کے جو ہارون ہوا تخت نشیں
اُسکے دو بیٹے تھے مامون تھا ایک اُن میں
آخرش مامون کا یحییٰ بن خالد تھا معین
دوسرے بیٹے کو جعفر کی وفا کا تھا یقین
ایسے احوال میں دربار کوئی کھیل نہ تھا
دونوں آپس میں مخالف تھے کبھی میل نہ تھا

۲۱

ایک دن آ کے یہ ہارون کو یحییٰ نے کہا
جعفر اس طرح سے ہے موسیٰ کاظم پہ فدا
جد اُسے سمجھتا ہے وہ اُن کو بخدا
بھیجتا ہے اُنھیں تحفے بھی یہ زر یہ ردا
کچھ نہیں پاس حکومت کا وہ پُرفن ہے
آل احمد کا محب آپ کا دشمن ہے

۲۲

حاکم شوم تھا خود دشمن اولاد علیؑ
یہ سخن سن کے طبیعت ستم آرا کی جلی
دل میں یہ ٹھان چکا تھا وہ شقی ازلی
ہیں زمانے پہ شرف موسیٰ کاظم کے جلی
مالک تخت ہیں حاکم ہیں شریعت کا نہیں
اُن کے ہوتے مجھے کچھ لطف حکومت کا نہیں

۲۳

تھا اسی قصد و عناد و ستم پہ غضب
حج کعبہ کے بہانے سے چلا بد مذہب
اتفاق ایسا کہ مکہ ہی میں تھے شاہ عرب
دل جلا اور کہا محض حسد اس کا سبب
دیکھا ہر چار طرف اہل یقیں بیٹھے ہیں
بیچ میں زیب حرم قبلۂ دیں بیٹھے ہیں

۲۴

سب ہیں زیارت سے مشرف ہو کر
محو تصدیق احادیث ہیں ہر با خبر
مسئلہ پوچھتا ہے کوئی مطیع حیدر
کوئی کہتا ہے کہ اے ختم رسل کے دلبر
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۲۵

دیکھی ہارون نے جس وقت یہ شان و عظمت
بولا اے قبلۂ دیں کعبۂ اہل ملت
آپ ہی کو ہے نبیؐ سے شرف ابنیت
آپ ہی ہیں جو لیا کرتے ہیں سب سے بیعت
آپ ہیں اُس کے مخالف جو مجھے مانتے ہیں
آپ ہی اپنی امامت کو بھی جانتے ہیں

۲۶

گرافشاں ہوئی گر اردو عالم کی زباں
حاکم جسم ہے تو میں ہوں دلوں کا سلطاں
حشر میں جائینگے جب پیش رسول ذیشاں
ابن عم کہکے نبی کو تو پکاریگا وہاں
سب بلاتے ہیں مدد کے لئے آفت میں انھیں
میں صدا دونگا پدر کہکے قیامت میں انھیں

۲۷

جب سنا یہ سخن فخر فصیحان عرب
دم بخود ہوگیا ہارون رہا محو تعجب
دل میں خواہ مخواہ دی رائے یہی ہے اب
چھوڑ کر مکہ مدینہ کو چلے ہیں خود مطلب
فتنہ کا خوف ہے تو مجھ سے لشکر کو وہاں
قید کرے اسد حیدر صفدر کو وہاں

۲۸

ہوا داخل جو مدینہ میں وہ ازراہ ستم
شہر کی گلیوں سے آواز یہ آئی السلام
ہے یہ آرام گہ بادشہ عرش حشم
اسی میں ہے نہاں نور خدائے اکرم
شور و شر کرنے میں اصلا تجھے پروا نہیں
جسکی امت میں ہے تو اسکا بھی کچھ پاس نہیں

۲۹

تیری صحبت میں بہت بانی شر رہتے ہیں
اپنے مطلب کے لئے آٹھ پہر رہتے ہیں
مشورہ دیتے ہیں اور ادھر کے در پے رہتے ہیں
جس طرف رخ ہو ہوا کا یہ ادھر رہتے ہیں
مست دولت ہیں یہ سب غم سے افاقہ ہی نہیں
ہیں یہ اغیار خوشامد سے علاقہ ہی نہیں

۳۰

باز آیا نہ ارادے سے وہ مردود دغا
پہلے روضہ میں پیمبر کے سحر گاہ گیا
نزد قبر پہ سلام اور درود اسنے پڑھا
پھر ندا دی کہ ماں باپ ہوں حضرت پہ فدا
حشر کے روز سے بالکل نہ ڈرونگا مولا
آپکے پیارے کو میں قید کرونگا مولا

۳۱

معذرت خواہ ہوں اے کشور اسلام پناہ
آئی آواز ہے بدتر زگنہ عذر گناہ
کس کے بارے میں کرتا ہے کلام او گمراہ
ساتواں میرا خلیفہ ہے یہ بر حق واللہ
راہ فردوس دکھاتی ہے محبت اسکی
سب پہ واجب ہے زمانے میں اطاعت اسکی

۳۲

کرکے مغموم پیمبرؐ کو چلا وہ مکار
آکے خیمہ میں دیا حکم یہ سب کو یکبار
کل دم صبح کرو نگاہیں یہاں پھر دربار
ہوکے قید آئے مرے آگے نبیؐ کا دلدار
پاس رشتہ کا پیمبرؐ کے نہ زنہار کرو
جس جگہ پاؤ وہیں اسکو گرفتار کرو

۳۳

پنجۂ مہر نے پھاڑا جو گریبان سحر
ناخن غم سے دریدہ ہوا دامان سحر
یوں لکھا خامۂ تقدیر نے عنوان سحر
صبح محشر کا نمونہ ہے یہ سامان سحر
ایک معصوم کے اب قید کی تدبیریں ہیں
پر شعاعیں ہیں کہ پھیلی ہوئی زنجیریں ہیں

۳۴

صبحدم قبر نبیؐ پر تھا وہ خورشید حجاز
نور میں شرع کا مصلیٰ تھا افق سے ممتاز
محو اوراد تھے جھکائے ہوئے سر بعد نماز
ایسی حالت میں نہ آئے وہ لعین ظلم سے باز
لحد پاک نبیؐ پر ستم آرا پہنچے
طوق و زنجیر لئے بہر جفا آ پہنچے

۳۵

دین کا ہاتھ کسی نے پسِ دنیا کھینچا
چھینا تسبیح کو دست شہ والا کھینچا
سجدہ گہ چھین کے حضرتؐ کا مصلیٰ کھینچا
کربلا میں جو ہوا تھا وہی نقشا کھینچا
وہاں شبیرؑ کا آرام جگر قید ہوا
اور یہاں جعفر صادقؑ کا پسر قید ہوا

۴۶
فرق اتنا ہے وہاں بھوک بھی تھی پیاس بھی تھی
تپ بھی تھی درد بھی تھا رنج بھی تھا یاس بھی تھی
ننگے سر عترت محبوب خدا پاس بھی تھی
گھر میں جو تھی نانی زہرا بھی وہ بے آس بھی تھی
تھی نہ اعدا میں حیا بد عملی کا ذوق بھی تھا
تازیانے بھی تھے زنجیر بھی تھی طوق بھی تھا

۴۷
تھے وہاں بارہ اسیر اور یہاں ایک اسیر
ہاں یہ قیدی بھی تھا دلبند جناب شبیر
جانشین مخبر صادق کا امیر ابن امیر
کر کے جب قید لیے جاتے تھے حضرت کو شریر
لوگ سب حلم امام عربی دیکھتے تھے
آپ حسرت سے سوئے قبر نبی دیکھتے تھے

۴۸
یہ اشارہ تھا کہ اے جد گرامی تسلیم
دیکھیے آپ کی امت نے کیے ظلم عظیم
روئے سب سن کے یہ فریاد شہنشاہ کریم
خوف حاکم سے نہ تھی کوئی مصیبت میں سہیم
شان سجاد زمانے کو دکھاتے تھے حضور
بیڑیاں پہنے ہوئے راہ میں جاتے تھے حضور

۴۹
آئے جب سامنے حاکم کے شہنشاہ عرب
سخت لہجے میں ستمگر نے کہا جو بہ غضب
میں بیاں کرنے سے قاصر ہوں کہ تھا بے ادب
حلم سے کام لیا کیوں نہ ہو کاظم تھا لقب
غیظ سے اُس نے شہ جن و ملک کو دیکھا
آپ خاموش رہے اور فلک کو دیکھا

۵۰
جب مدینہ میں امام مدنی قید ہوئے
ماہ شوال کی بستم ہی لکھی راوی نے
ہجرت پاک کے سن ایک سو اناسی (۱۷۹) تھے
ایک ہی قسم کی دو محملیں پھر منگوا کے
ایک محمل کو پئے سید عالی رکھا
دوسری کو ستم ایجاد نے خالی رکھا

۵۱

دونوں کے ساتھ حفاظت کو ہوئی فوج کثیر
شہر بصرہ کا جو عیسیٰ ابن جعفر تھا امیر
اس مسیحا کو وہیں بھیج دیا کرکے اسیر
لے کے محمل خالی سوئے بغداد شریر
تھا یہ مطلب نہ کھلے کوئی بھی سید ادھر ہیں
شاہ بصرہ میں مقید ہیں کہ بغداد میں ہیں

۵۲

قید ہو کر گئے بصرہ جو پیشوا شاہ امم
گھر میں اک حشر ہوا زار ہوئے اہل حرم
پیٹ کے سر بیٹھے گھر سنتے تھے حال پر غم
در و دیوار سے آتی تھی صدا ماتم
کوئی کہتا تھا کہ اے سید والا تسلیم
الوداع اے شہ دیں محسن دنیا تسلیم

۵۳

ایک انبوہ تھا رستہ میں پئے سلام
جنگلوں جنگلوں جاتا تھا نبی کا گلفام
راہ میں ڈیڑھ مہینہ کا وہ کچھ روز مقام
پہنچے تھے ہفتم ذی الحجہ کو بصرہ میں امام
حاکم بصرہ کے گھر محفل تجوازی تھی
تین دن پہلے سے ہی عید کی تیاری تھی

۵۴

نہ پیمبر کا تھا کچھ پاس نہ خالق کا حجاب
بزم آراستہ تھی ناچ رہے تھے چنگ و رباب
بھولے بیٹھے تھے شرع کے احکام کو وہ خانہ خراب
دور اسلام میں چھاتا تھا غضب دور شراب
نے فغاں کرتی تھی تربت یہ قیامت کیا ہے
ہاتھ ملتا تھا جلا جل کہ یہ آفت کیا ہے

۵۵

حاکم بصرہ اسی رنگ میں تھا متوالا
اک ملازم نے دیا لاکے جو خط ہارون کا
پڑھ کے مضمون یہ کہنے لگا وہ بے پروا
گوشۂ قصر میں اک تیرہ سا حجرا
صورت قبر جو تاریک ہے ایسا گھر دو
جاؤ محبوس وہیں گوشہ نشیں کو کر دو

۵۶

داخل حجرہ ہوا قلعہ کشا کا دلدار
کھلتا تھا آٹھ پہر میں در زنداں دو بار
صبح کو بہر وضو، شب بے یار دیار [?]
چند لمحوں کے لیے شب کو برائے افطار
کیوں نہ اس ظلم و ستم سے ہو کلیجا پانی
صرف دو نان جویں ایک کٹورا پانی

۵۷

رشتۂ دوں قید کا ناخن ہر علم و کمال
"ماہ کامل" ہو بڑھ بڑھ کے جو ناخن "ہلال"[۱]
سنبل گلشن اسلام بنے سر کے جو بال
آگئی یاد دبیر سخن آرا کی مثال
طول گیسو کا اسیری میں بہت کچھ طور [?] ہوا
سلسلہ بخشش امت کا دراز اور ہوا

۵۸

اک غلام حبشی پر تھی یہ تاکید مدام
ناظر حال رہے قید میں جو صبح و شام
آکے ہر روز وہ کرتا تھا یہ حاکم سے کلام
اے امیر ایسے ہی ہوتے ہیں دو عالم کے امام
کون سا جرم کیا جس پہ کہ بیداد ہے یہ
یوسف آل نبی ثانی سجاد ہے یہ[۲]

۵۹

شکوے کا نام نہیں اُن کی زباں پر اصلا
للہ الحمد و لک الشکر کی آتی ہے صدا
کام اوراد و وظائف ہی سے ہے صبح و مسا
کبھی قرآن کی تلاوت کبھی قائم [?] ہے دعا
اپنے معبود سے کرتا ہے وہ ایسی باتیں
ہوتی ہیں عاشق و معشوق میں جیسی باتیں

۶۰

سجدے کا طول بتاتا ہے یہی وقت نماز
نذر دیتا ہے کوئی سر کو سر محفل ناز
کھلتا ہے وقت دعا ہو تو لبی جنبش سے یہ راز
کرتے ہیں معشوق حقیقی سے سخن کیا کیا ناز
کچھ بناوٹ نہیں سب میں یہ شرف ذاتی ہے
بیڑیوں سے بھی صدا صلوات آتی ہے

۱؎ ماہ کامل سے مشابہ ہوئے ناخن کے ہلال

۲؎ یہ مصرع شاید میر انیس صاحب کا ہے "خبیر" ۱۲

۶۱

حبشی ہوں میں مرا قلب بھی ہے صبح فروز
اس طرح پڑھتا ہے قرآن وہ اللہ کا نور
ہوگئی دل سے مرے جہل کی ظلمت کافور
میں ہوں بندہ بے دام امام جمہور
منتخب سارے زمانے میں حجت کرنی
دل نے دلبند یاشتی کی بیعت کرلی

۶۲

ایک تو یہ ہے ہر وقت انکو عبادت ہی کا کام
مجھ بھر کو ہوئی فرصت تو بوقت آرام
لب پہ جز قاضی حاجات نہیں اور کلام
ہوکے خوش کہتا ہے وہ موسیٰ طور سلام
کنج عزلت میں ہے ہر بات کا سننے والا
تو ہے بندہ وہ کی مناجات کا سننے والا

۶۳

مجھکو مدت سے تمنا تھی یہ تجھ پر ہے عیاں
کر سکے پھر عبادت کوئی خلوت کا مکاں
مرے اس باپ فدا مجھ پر نکلا ارماں
گھر جو مانگا تھا ملا شکر میں قاصر ہے زباں
بہتر اس قید سے دنیا کی مجھے سیر نہیں
میں ہوں اور میرا خدا اور کوئی غیر نہیں

۶۴

جبکہ دربار میں حاکم نے سنی یہ تقریر
دیکھا سب دیکھتے ہیں محفل میں صغیر اور کبیر
خود بھی مسند سے وہ اٹھ بیٹھا بحال تغیر
خدمت شاہ میں آیا پئے عفو تقصیر
رو کے بولا مرا جرم او شہ والا بخشا
بخوشی کہہ دیا اب تک جو کیا تھا بخشا

۶۵

خدمت شاہ سے پلٹا جو مشرف ہوکر
خط میں ہارون کو لکھا یہ سچی ہے خبر
باخدا موسیٰ کاظم سا نہیں اور بشر
باز آ بد ارادے سے اب اے شہ گر
بے گنہ کو نہ سزا دے کہ گنہگار رہو تو
میں ہوا کرتا ہوں اب تجھکو خبردار رہو تو

٦٦

پڑھ کے اس نامہ کو ہارون بہت گھبرایا
ظلم تازہ ستم ایجاد نے پھر دکھلایا
واں سے مظلوم کو ظالم نے یہاں بلوایا
ہائے بغداد میں یثرب کا مسافر آیا
ہر طریقہ سے اسیری کی بلا ساتھ ہوئی
کوچ بصرہ سے کیا جب تو قضا ساتھ ہوئی

٦٧

ہو گئے بغداد میں جب داخلِ زندان مولا
پہلے فضل ابن ربیع آپ کا دربان ہوا
تھا یہ قدغن نہیں تکلیف میں شاہِ والا
یاں بھی بیکس پہ تشدد رہا بصرہ کا سوا
ہو گیا خون مباح آپ کا پانی کی طرح
کٹ گئی قید میں ساری ہی جوانی کی طرح

٦٨

حکم دیتا تھا یہ دربانوں کو ہارون عنید
دیکھو اس موسیٰ کے مہماں پہ رہے ظلم شدید
جو اسے قتل کرے ہے مرے نزدیک سعید
فضل نے کہہ دیا مانوں گا نہیں تاکید
لاکھ ناراض ہے حاکم خود سر مجھ سے
قتل ہوگا نہ جگر بند پیمبر مجھ سے

٦٩

سن کے یہ فضل کی حالت ہوا برہم وہ شقی
منتقل ہوئی یحییٰ سے حراست شہ کی
کر گیا نقل مکاں دیر نہ ہرگز کی
ایک اک غار کہنہ میں جگہ شہ کو ملی
خاص یحییٰ کا غلام آپ کا دربان ہوا
وہ بھی حضرت کا شرف دیکھ کے قربان ہوا

٧٠

قید میں ننگ عبا دیکھ کے چمن کا تھا عیاں
باغ لاہوت کا اک پھول تھا سجدہ کا نشاں
لاغر اتنا ہوا تھا مالک گلزار جناں
حالت سجدہ میں تھا دیکھنے والوں کو گماں
طاعت حق میں یہ جبریل کا شہزادہ ہے
یا کہ چادر یہ سر خاک جو افتادہ ہے

۱۷۱

تھے عباس قید میں اعجاز شہ عرش سریر
دم بخود بیٹھے تھے اعدائے امام دلگیر
آپ کے ساتھ علی ابن مسیب تھا اسیر
عرض کرنے لگا اک روز کہ اے کل کے امیر
یاد اطفال میں ہوں مضطر و حیران بیحد
دل ہے اب طول اسیری سے پریشان بیحد

۱۷۲

قبلۂ دیں نے نماز اُٹھ کے پڑھی دو رکعت
کہا آنکھوں کو ذرا بند کرو خوش نیت
بولے فوراً ہی یہ پھر کعبۂ اہل حاجت
نظر شوق سے اب دیکھ خدا کی قدرت
کھولیں آنکھیں تو عجب لطف نمایاں تھا وہاں
اب نہ بغداد نہ بغداد کا زنداں تھا وہاں

۱۷۳

قبۂ روضۂ سلطان مدینہ دیکھا
قلزم رحمت باری کا سفینہ دیکھا
ضو فشاں مہر شہادت کا نگینہ دیکھا
پاس ہی روضۂ سقائے سکینہ دیکھا
بولے مولا کہ سر در دلگیر ہے یہ
سامنے بارگہ بانوئے شبیر ہے یہ

۱۷۴

جب بجا لا چکے آداب زیارت تو کہا
کرکے بند آنکھوں کو پھر کھول کہ اے اہل ولا
کی جو تعمیل تو کیا دیکھتا ہے صل علا
سامنے آنکھوں کے ہے قبر رسول دوسرا
بولے شہ دولت ایمان کا خزینہ یہ ہے
جد امجد کا یہ روضہ ہے مدینہ یہ ہے

۱۷۵

جا کے اطفال کو گھر سامنے ہے وہ ترا گھر
آنا جلدی کہ ہے درپیش ابھی دور سفر
ملے ہر ایک سے حاضر ہوا وہ نیک سیر
تھام کر ہاتھ یہ بولا وہ جہاں کا رہبر
سامنے تیرے در کشور اعجاز کھلیں
بند کر آنکھیں پھر اپنی کہ نئے راز کھلیں

٧٦

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٧٧

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٧٨

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٧٩

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٨٠

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۸۱

شادماں ہے غنچے میں کچھ دل میں تاسف ہی نہیں
سبزہ بیگانوں کا محتاج لطافت ہی نہیں
بے تصنع وہ سجاوٹ کہ تکلف ہی نہیں
دست قدرت کے سوا اور تصرف ہی نہیں
دامنِ حسن میں پھولوں کی بسر ہوتی ہے
چاک کرتے ہیں گریباں تو سحر ہوتی ہے

۸۲

ہے کہیں برگ و بار کی دُرافشانی
کہیں سبزے نے بچھا رکھی ہے چادر دھانی
قوتِ نامیہ بڑھ گئی یہ طغیانی
سنگِ خارا کا جگر توڑ کے نکلا پانی
یہ تری کیسی لبِ کوہ ہے پیدا ساقی
جیسے شیشے سے چھلک اٹھتی ہے صہبا ساقی

۸۳

ساقیا آج پھر کوہ اُٹھے بادۂ ناب
صورتِ حضرتِ موسیٰ ہوں نہیں بیہوش شباب
ذکرِ فرہاد سے کیا کام وہ تھا خانہ خراب
دل کو شیریں کی نہیں عشق سے مجھ کو تو تراب
خوش تر از فکرِ مے و جام چہ خواہد بودن
تا بہ بینم سرِ انجام چہ خواہد بودن

۸۴

رو رہیں کا جو دستور نظر آتا ہے
چشم میخوار میں ہر انگور نظر آتا ہے
شیشہ اک دیدۂ مخمور نظر آتا ہے
جام مے شعلۂ طور نظر آتا ہے
کوہ پر دیکھ کے جو لوں سے گھٹا ساقی
مجھ سے بیتاب کی ہیں آنکھیں کہ ڈرے ساقی

۸۵

ہے مسیحا گلشنِ اعجاز میں کر تحصیل
تو بھی کہہ دے ہے عرفاں کی کرم کو سبیل
آتشِ تر سے کلیجہ ہو خنک کر دے سبیل
پھول بن جائے یہ آگ ہے گل گلزار خلیل
جب کھلے کوئی کلی ساغرِ گل بن جائے
خارِ حسرت چمنِ خلد کا گل بن جائے

۸۶

میرے ساقی ہی کے دریا نے روانی سیکھی
ابر تر نے صفت فیض رسانی سیکھی
بلبل سدرہ نے بھی نغمہ خوانی سیکھی
لب مسیحا نے بھی اعجاز بیانی سیکھی
نظم صاف آئینہ حسن حقیقت ہی سہی
غیر اعجاز نہیں ہے تو کرامت ہی سہی

۸۷

درس عرفاں کی ہوئی باب علی سے تکمیل
اسی مکتب سے کیا علم ولایت تحصیل
کیوں نہ پھر جائے دل اپنے سخن کی تمثیل
ایک استاد کا شاگرد ہوں میں اور جبریل
وہ بھی میری ہی طرح باب شہ دیں پہ رہے
ہے یہی بات مگر ہم سبق وہ کہتے ہیں

۸۸

مست جبریل ہیں پڑھتا ہوں میں ساقی نامہ
شور مدحت سے بپا ہوتا ہے ہنگامہ
بن گیا ہے جو قلم مے کا یہ رنگین خامہ
شاہد نظم نے پہنا ہے گلابی جامہ
سرخرو ہو کے عجب پایۂ رفعت پایا
مدحت ساقی کوثر میں یہ خلعت پایا

۸۹

ساقیا نشۂ الفت میں جو ہم چور رہے
رند مشرب تری توصیف سے مشہور رہے
چھلکے جب جام جگر صاعقۂ طور رہے
دل میں چھائے ہوئے داغ انگور رہے
یوں بہے بحر میں مے سے ہیں شرابی ساقی
ہو گئی اشکوں کی رنگت بھی گلابی ساقی

۹۰

شکر صد شکر کیا دل سے غبار ہم و غم
اسداللہ و یداللہ ہے تو حق کی قسم
… نشے سے فرزند کے بھیجے ہیں قدم
مہدی آل نبی نور خدا شمع حرم
ہو گئی صبح دل مضطر کو تسلی دیکھیں
ہیں موسیٰ سے موسیٰ کی تجلی دیکھیں

۹۱

ہیں ہر کوہ باعجاز امام والا
کر کے پھر چشمے وضو قبلۂ دین و دنیا
آئے سجادۂ طاعت پہ پڑھی ظہر کی فرض
باندھی نیت تو کھلا عقدۂ سرِ خدا
جز خلوص اور نہ تھا کوئی عبادت میں شریک
تھے جو چالیس نفر آگئے جماعت میں شریک

۹۲

پڑھ چکے قبلۂ کونین جو خالق کی نماز
عرض کی ابن مسیب نے کہ اے بندہ نواز
یہ جگہ کونسی ہے کون ہیں یہ اہل نیاز
لبِ اعجاز سے گویا ہوئے سلطانِ حجاز
قاف کے نام سے جو کوہ ہے موسوم یہ ہے
ہیں جو خاصانِ خدا خوبی معصوم یہ ہے

۹۳

بعد ازاں بند کیں اور کھولدیں آنکھیں فورن
وہی بغداد کا زنداں تھا وہی اک روزن
وہی زنجیر وہی طوق وہی رنج و محن
وہی دربان وہی ایذا و ستم کا دشمن
شکر فرمانے لگے شروع جو ظہر آئی تھی
نہ ہوا آئی تھی جس سے نہ دھوپ آئی تھی

۹۴

تھا اسی قید میں وہ امت عاصی کا شفیع
حاضر خدمت اقدس جو ہوا ابن ربیع
عرض کی پیش خدا آپکا رتبہ ہے رفیع
حاکم وقت نے بلوایا ہے اے حق کے مطیع
دشمن آل شہنشاہ نجف بیٹھا ہے
آج سر کاٹنے کو تیغ بکف بیٹھا ہے

۹۵

کہکے بسم اللہ اٹھا حافظ اسمائے خدا
زیر لب آپ نے آہستہ پڑھی ایک دعا
پھیر کر ہاتھ رخ پاک پہ حضرت نے کہا
وہ نگہبان ہے میرا نہیں ڈر بیجا ذرا
نفس کے ساتھ وہ منصوص من اللہ چلا
محفل حاکم باطل میں حق آگاہ چلا

۹۶

فضل دربار میں آیا مع فضل داود
دیکھا کیا یہ شقی کانپ رہا تھر تھر
عرض کی آئے ہیں فرزند جناب جعفر
ابن عم کہہ کے پکارا شہ دیں کو سو بار
تا بہ مسند بصد اعزاز وہ لایا شہ کو
مرحبا کہہ کے قریب اپنے بٹھایا شہ کو

۹۷

ڈالکر ہاتھ گلے میں یہ پکارا مغرور
حق یہ ہے وارث اورنگ خلافت ہیں حضور
کیوں کئے پاس نہیں آئے امام جمہور
شہ نے فرمایا کہ تو ترک دنیا ہیں چور
ہم فقیروں کو نہ دولت نہ شاہی سے غرض
قید میں بھی ہے فقط یاد الٰہی سے غرض

۹۸

پانی پانی ہوا یہ سن کے وہ حق کا دشمن
جعفری گل کے لئے عطر منگایا احسن
ریش اقدس کو معطر کیا کہکر یہ سخن
زینت گلشن اسلام سے کیسی ان بن
نور معبود سے بستان زمن روشن ہے
آپ کے دم سے بقا کا چمن روشن ہے

۹۹

فضل نے پوچھا رخصت ہوئے جب شاہ امم
اے امیر آگئی کیوں راہ پہ یہ طبع برہم
کی عوض قتل کے تعظیم گرفتار ستم
کہا ہارون نے پیش آئی عجب بات ہمدم
میری آنکھوں نے عیاں حشر کا ساماں دیکھا
اس محل میں ابھی انبوہ فراواں دیکھا

۱۰۰

گوشہ گوشہ سے صدا آتی تھی یہ ہیبتناک
پھینکدے ہاتھ سے تلوار ابھی او سفاک
ہے ارادہ ترا فاسد تو ابھی ہو گا ہلاک
گر کے یہ قصر زمیں پر ابھی ہو جائیگا خاک
فضل اسوقت نہیں گرچہ وہ حالت باقی
دل میں اب تک ہے مگر کاوش حیرت باقی

۱۰۱

بے خبر ہرثمہ مولا سے نہ تھا بدتر تدبیر
باز آیا نہ شقاوت سے رکھا پھر بھی تیر
قتل کر دو کہ نہ روز نبی کی تدبیر
ہوا سازش میں یک ابن شاہک ساحر
ہو چکا تھا یہی فرمان [illegible] کا ہلاکت
حرص مال نے کیا عالم آل کا دوست

۱۰۲

تھا نگہبان شہر دوسرا ابن زبیر
ایک دن کہنے لگے آپ کرو جا خبر
بعد دو روز کے حالت ہی بدل جائے گی غیر
تیرے روزے ہیں گلشن فردوس کی سیر
ہے ارادہ کہ مدینہ کو مقرر جاؤں
اپنے فرزند کو آج اپنا وصی کر آؤں

۱۰۳

کچھ امانت مرے ہمراہ ہے پیغمبر کی
اب وراثت یہی دولت ہے مرے دلبر کی
بولا دربان خوشی جو نہ تھی مجبوری کی
مرے مالک پہ قدر اب نہیں میں ایسا کی
فقط اٹھنے نہ کوئی خوف ہے مجبور جاں کا
قفل در کھل نہیں سکتا میرے زنداں کا

۱۰۴

مسکرایا وہ در علم نبی کا دلدار
اٹھ کے فرمایا نہیں قفل کا کھلنا دشوار
دیکھ جاتا ہے مدینہ کی طرف کو ناچار
کہہ کے یہ آنکھوں سے اوجھل ہوا شاہ ابرار
جس سے زنداں میں ہی تھی تجلی نہ رہا
خاک پر صرف مصلیٰ تھا مصلی نہ رہا

۱۰۵

تھوڑی ہی دیر میں پھر آ گیا زندان میں نور
آ کے بیٹھے مصلے پہ امام رنجور
موت کا وقت ہے یا جان پیمبر سے دور
بھیجے ہارون نے کچھ زہر ملا کر انگور
رہا یہ مکر بن شاہک مکار کے ہاتھ
کہا کھانے کے لئے شاہ سے [illegible] اصرار کے ساتھ

۴۰۶

نوش کرتے تھے وہ انگور امام دلگیر
سگِ ہارون وہاں پہنچا شرر انگیز
نذر نے پھینکا اُسے اک دانہ کر دو وقت شریر
کھا کے وہ مر گیا کی زہر نے فوراً تاثیر
ذکر حاکم سے جو اک سم آرا نے کیا
سن کے مرنے کی حقیقت سگ دنیا نے کیا

۴۰۷

حاکمِ شوم کو جس وقت یہ پرچہ گزرا
جان بلب ہو گئے ہیں زہر سے شاہِ والا
بھیجے زندان میں پھر کچھ علما و فضلا
بن شاہک نے بعد مکر یہ اُن سب سے کہا
لوگ کہتے ہیں کہ حاکم نے اذیت دی ہے
آپ سب دیکھ لیں حالت جو شہِ دیں کی ہے

۴۰۸

نہ کوئی جسم پہ ہے زخم نہ درّے کا نشاں
نہ کوئی تیر لگا ہے نہ کہیں تیغ و سناں
دست و پا دیکھیے اور نہ ہو گریباں
سُن کے یہ کہنے لگے بادشہِ کون و مکاں
آلِ احمد پہ بڑا ظلم کیا ہے اس نے
ظلم ہارون سے مجھے زہر دیا ہے اس نے

۴۰۹

مجھے ظاہر میں ہے پر اصل میں سم کا اثر
ہوگا کل تک مرا تن سبز بہ رنگِ شجر
پرسوں درپیش ہے فردوسِ معلیٰ کا سفر
حق و ناحق کا ہے پھر فیصلہ پیشِ داور
ستم و ظلم کا مہمان سزاوار نہ تھا
بیکسی میری کہے گی کہ خطاوار نہ تھا

۴۱۰

ہے مسیّب کا بیاں حاضرِ خدمت میں تھا
متغیر تھی بہت حالتِ سلطانِ ہدیٰ
آچکا تھا تنِ اقدس پہ ورم وا اسفا
مجھ سے اُس سیدِ مسموم نے پانی مانگا
تشنگی نزع کی وہ تھی شہِ والا کے لیے
میں نے حاضر کیا پانی گلِ زہرا کے لیے

۱۱۱

آخری وقت سکینہ نے دیا شاہ کو جب
کر رہیں تشنگی سے ہوئے آقا بیتاب
یاد آیا مجھے اک تشنہ دہن عرش جناب
پیاس سے جسکی زبان خشک تھی اور دل بیتاب
دو شب و روز سے تھا حق کا شناسا پیاسا
زیر خنجر وہ محمدؐ کا نواسا پیاسا

۱۱۲

اک مسلماں تھا سکینہ شہ مظلوم کے قریں
اس نے دیکھی نزع کی حالت خضر رہ دیں
کلمہ گویوں سے تھی پُر ماریہ کی ساری زمیں
دلبر ساقئ کوثر کا نہ تھا کوئی معین
تھا یہ دشوار کہ دیں دشمن جانی پانی
شہ تہ تیغ بھی کہتے رہے پانی پانی

۱۱۳

کُند خنجر سے کیا حلق شہنشاہ عرب
ہے مگر واقعۂ موسیٰ کاظمؑ بھی عجب
نزع کے وقت جو بیتاب تھا وہ عاشق رب
کیا فرزند کو زندان میں باعجاز طلب
آیا دلبند تو سینے سے لگایا اُسکو
تھا کوئی راز جو چپکے سے بتایا اُسکو

۱۱۴

دفعتاً روح ہوئی پیکر اقدس سے جدا
باپ کی لاش پہ کہتا تھا پسر واویلا
اپنے ہی ہاتھ سے پھر غسل و کفن شہ کو دیا
کیا بتاؤں جنازہ بھی لیے دور اعدا
نہ کھلا اور کسی غیر پہ راز میت
خود پڑھی آپ نے زندان میں نماز میت

۱۱۵

یونہی طے ہو گیا زندان میں ہر امر بخیر
رہا ہمراہ غلام آپ کا اور ابن زبیر
پھر اُٹھا درد جگر حالت مہ ہوئی غیر
کی شہ کے نواسے نے جو فردوس کی سیر
لاش پر کوئی نہ تھا اشک بہانے کیلئے
خاک اُڑتی تھی کفن شہ کو پہنانے کیلئے

۱۱۶

کون تھا اُسکے سوا کرتا جو میت پہ نماز
رہی بے غسل و کفن رہ گیا سلطانِ حجاز
شادیانوں کی وہ جنگل میں پہنچی آواز
ظلم کے ہاتھ کو فوجِ ستمگر نے دراز
نہ بچا کوئی ستم دلبرِ حیدر کے لئے
پائمالی کی جفا سبطِ پیمبر کے لئے

۱۱۷

ایک بیمار پسر وہ بھی اسیرِ بیداد
جس طرح قیدِ ستم میں تھا غریبِ بغداد
جب سنی سندی مردود سے نعش کی روداد
لایا کچھ لوگوں کو ہمراہ وہ پیرِ عباد
ہائے ظالم نے نہ بیکس کا اٹھایا لاشہ
کھول کر بندِ کفن سب کو دکھایا لاشہ

۱۱۸

اس طرح بے ادبی کر چکا جب بد انجام
آئے مزدور اٹھانے کے لئے لاشِ امام
اس قدر رسے میں جکڑے ہوئے تھے شاہِ امام
بوجھ سے جھکے نہ حمال اٹھا سکے وہ کام
بعد مرنے کے مقید شہِ ابرار رہے
قیدِ ہستی سے چھٹے بھی تو گرفتار رہے

۱۱۹

ساتھ اوزار لئے آئے وہاں حداد
بیڑیاں کاٹی گئیں اور ہوا قیدی آزاد
سب چلے پل کی طرف لاش کو وہ با اعتقاد
کہتے جاتے تھے یہ اربابِ ستم با دلِ شاد
لوگ حاکم کے مخالف کا تماشا دیکھیں
جسرِ بغداد پہ رکھا ہوا لاشہ دیکھیں

۱۲۰

ماورا اسکے بھی کہتے تھے کچھ الفاظ لعیں
سخن سخت وہ [illegible] سکتے نہیں جب دیں
[illegible] حال ہوا دل غمگیں
آ گیا پھینک کے دستار وہ اہلِ یقیں
[illegible] کی لاش وہ خود لیکے چلا روتا ہوا
سر جھکائے ہوئے منہ آنسوؤں سے دھوتا ہوا

۱۳۱

آگے آگے تھی بلند ایک منادی کی صدا
موسیٰ آل محمد کا جنازہ اُٹھا
قید سے جانب فردوس گئے شاہ ہدیٰ
سب کو لازم ہے کریں نالہ و فریاد و بکا
لاش یہ حیدر کرار کے گلفام کی ہے
رنج ہمراہ روش، بانی اسلام کی ہے

۱۳۲

ہو گئے ساتھ جنازے کے ہزار و دیندار
لائے جب مقبرہ میں لاش امام ابرار
واں دیا اور کفن شہ کو بصد عز و وقار
[illegible]
جو کفن جسم مبارک پہ نشان عبادت سے تھی
پورا قرآن تھا تحریر عبارت جو تھی

۱۳۳

دفن بیکس کو کیا عزت و توقیر کے ساتھ
تھی گر یہ کفنی لاش پہ تشہیر کے ساتھ
بیڑیاں جیسے بھیجے تھے جاں زنجیر کے ساتھ
کیا شقاوت تھی نہیں تھا تب تقدیر کے ساتھ
قبر کیسی یہ ستم سید مظلوم پہ تھے
ستم ہوا رہے گل لاشہ معصوم پہ تھے

۱۳۴

الٰی یہ ہے تحریر علامہ دربندی کی
جب گرا خاک پہ ہوا رے دلبند نبی
جسم سے نکلی جو آگ فرزند زہرا و علی
ڈھونڈتے تھے تھی نہ لاش فرزند مظلوم کی
روئے کمی تھی کہاں سے بیٹا تم ہو واہ
آئی ہے ماں سے برادر واویلا

۱۳۵

نکل بھی ہر سو کھلے کاتبین و طلبگار
مقتل شاہ میں تھا بچھو و تھا کل اینار
جذب دل سے وہیں پہنچا دیا آیا تقرار
پاس بے جرم بیا ادھی جانثار
بچھڑ گئیں دو لعل نبی واویلا
ب بیر مظلوم کا یہ سبز یہ واویلا

ح سعادات ناصری مؤلفہ علامہ دربندی علیہ الرحمۃ مطبوعہ مطبع محمد حسین تبریزی صفحہ ۲۹۵ سطر ۱۲ لغایت ۱۴ بزبان فارسی پہلے یہ روایت انہوں نے
اپنی کتاب اسرار الشہادت میں لکھی ہے وہ کتاب عربی میں ہے ۱۲ خبیر ۱۲

سلام

[illegible]

بفضلہ تصنیف مرثیہ ہذا بتاریخ ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ
باختتام رسید

رباعی

مشہور ہے ذوالفقار شمشیروں میں — چمکے وہ تو کچھ خوشی ہو دلگیروں میں
سجادؑ کا غم موسیٰ کاظم کا ملال — جکڑا ہوں خبیرؔ دُہری زنجیروں میں

مرثیہ ۱۰

فردوس کی ہوا گرے باغ سخن میں ہے

تعداد بند (۱۲۱)

در حال امام رضا علیہ السلام

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا غَرِیْبَ الْغُرَبَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُعِیْنَ الضُّعَفَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَمْسَ الشُّمُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَنِیْسَ النُّفُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْمَدْفُوْنُ بِاَرْضِ طُوْسٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُغِیْثَ الشِّیْعَةِ وَالزُّوَّارِ فِیْ یَوْمِ الْجَزَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا الْحَسَنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْكَ فَاشْفَعْ لِیْ

تاریخ ولادت ۱۱ ذلقعدہ ۱۵۳ھ شہادت ۲۳ - ذیقعدہ ۲۰۳ھ

جائے دفن مشہد مقدس
خراسان

۵

محبوب کبریا کا ہیں عاشق ترے نصیب
بندہ غلام حضرت صادق ترے نصیب
ہوا [illegible] ہیں موافق ترے نصیب
جبریل پر [illegible] سے ہیں لائق ترے نصیب
پروانہ کام شمع ہے جو فائق کا ہو رہے
[illegible] نہیں تو سعت [illegible] رہے

۴

مانا نہیں ہیں بوذر و عمار سے ہم
لیکن اسی گلی کا ہوں پہونچا ہوا فقیر
بانو جو ہے نبی کا وہ اپنا ہے دستگیر
مداح آل فخر صادق ہے فقیر
دامن میں ان کے رحمت حق کا ہے
[illegible] داغ میں جس طرح [illegible] کی خاک ہے

۳

یہ در وہ ہے فقیر جہاں ہوئے امیر
اس در کا جو گدا ہے وہی سلطان ہے
پیکاں [illegible] کی خاک کے ذرے ہیں مہر منیر
تکبیر کہہ رہا ہے جو [illegible] پہ ہے
جام مئے ولا سے جو سرشار ہو گیا
دل [illegible] بوذر و عمار ہو گیا

۲

دریائے فکر کی یہ روانی یہ زور شور
ملتا نہیں ہے بحر فصاحت کا اور چھور
دیکھے یہ چشم صاف تو بینا ہو چشم کور
اللہ رے [illegible] کا زور
اس لامکاں کا [illegible]
سب کچھ ملا جو آل محمد کا در ملا

۱

فردوس کی ہوا ہے باغ سخن میں
خوشبوئے ہشت خلد دماغ سخن میں ہے
نور جبین حور چراغ سخن میں ہے
صہبائے سلسبیل ایاغ سخن میں ہے
ہے جوش مدح طبع [illegible] میں
لہرا رہا ہے چشمۂ کوثر بہشت میں

[illegible] داغ [illegible]

۶

شامل ہو لطف بادشہ آسماں حشم
مجکو ثنائے آل کہ ہے کام یک قلم
مدح امامؑ ضامن ثامن جو ہے رقم
فضل الٰہ سے یہ مسدس ہے محترم
انگشتری نظم کا طرفہ قرینہ ہے
یہ مرثیہ کہ آٹھ پہل کا نگینہ ہے

۷

اے عاملان عرش الٰہی یہ ہے خطاب
میری کتاب نظم کا یہ آٹھواں ہے باب
اصحاب کہف دیکھیں یہ تحفہ مرا شتاب
ہیں لما اجرت موسیٰ بھی انتخاب
دروازوں پہ جنان کے ہے شہرہ بیان کا
ہیں مدح خوان موسیٰ و عیسیٰ کاظمؑ کی جان کا

۸

ہے شور نظم گنبد فیروزہ رنگ تک
بفضل خدا یہ شاہ خراساںؑ کی ہے کمک
ہیں سات آسمان یہ ہے آٹھواں فلک
یوں مدح خوان شاہ ہے گردوں پہ ہر ملک
دل ڈوبے ہیں شراب ولا کے پیالے میں
کیا کچھ نہیں ہے آٹھ ورق کے رسالے میں

۹

ممدوح میرا دونوں جہاں کا امامؑ ہے
مضبوط جس سے دین خدا کا نظام ہے
اصل اصول شجرۂ دین الاسلام ہے
شمع حریم حرمت بیت الحرام ہے
کعبہ گواہ ہے کہ عجب مرتبا دیا
مشہد کو اسنے قبلۂ عالم بنا دیا

۱۰

اے چشم شوق دی ہے جو اللہ نے نظر
میرے سخن کے حرف سنہرے ہیں غور کر
چمکا رہا ہے لطف شہنشاہ بحر و بر
اس مرثیہ پہ ہے نظر کیمیا اثر
ماہ عجم کی مدح سے کامل ہے یہ کلام
ہاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے یہ کلام

۱۱

سر سبز میرے باغِ سخن کے ہیں شجر
ہیں اس اثر سے کہ پھول زمرد کے جلوہ گر
منظر بنا ہے طوطیِ سدرہ کا سبز پر
توفیقِ خضرِ راہ ہے قسمت سے راہ پر
مداح کو ثنائے رضا کی امنگ ہے
اب تو زمینِ نظم بھی فیروزہ رنگ ہے

۱۲

منسوب ہے یہ رنگ جو سادات کی طرف
اس نظم کی ہے دھوم خراساں سے تا نجف
ممدوح میرا موسیٔ کاظم کا ہے خلف
مجھ کو بھی اپنے جد کی ثنا کا ملا شرف
مقبل کے در کا ذرہ ہوں مقبل نہیں سہی
دعبل کی خاکِ پا تو ہوں دعبل نہیں سہی

۱۳

ہمعصر گرچہ کہتے ہیں بے باریاب جواب
جو قابلِ جواب ہوا اس کا کیا جواب
فیروزۂ سخن کا جوہر رنگ لاجواب
کہتے ہیں جوہری کہ نہیں ہے ترا جواب
مجلس کو نورِ مدح سے معمور کر دیا
تو نے تو لکھنؤ کو نشاپور کر دیا

۱۴

رنگِ بہار رنگِ خزاں کھو رہا ہے آج
ابرِ کرم لباسِ چمن دھو رہا ہے آج
باغوں میں نظام نیا ہو رہا ہے آج
بیدار بخت سبزہ ہے کب سو رہا ہے آج
ابرِ بہار رازِ بہاراں فاش کردہ اند
رنگِ سحر ز ہشتِ چمن وام کردہ اند

۱۵

پھرتے ہیں میری چشمِ تصور میں کئی بار
باغِ رضا میں روضۂ رضواں کی ہے بہار
پہنچی ہے فکر سوئے خراساں بافتخار
پلٹا ہے ذہن پھر عربستاں میں ایکبار
حاسد پہ برقِ طبع تجلی نشاں گری
دیکھو یہ کوندتی ہوئی بجلی کہاں گری

عہ بر بنائے شہرت دعبل کو بکسر بائے موحدہ عرض کیا ہے ۱۲

ٹ ہندوستان کو تو نے نشاپور کر دیا

۱۶

لازم ہے مجکو باغ رسولِ امم کی سیر
یعنی مدینہ اور گرد حرم کی سیر
بعد اسکے شہر شاہ عالی ہمم کی سیر
پہلے عرب کی سیر کروں پھر عجم کی سیر
ممدوح میرا باغ پیمبر کا پھول تھا
سبطِ اکمل مجاورِ قبرِ رسول تھا

۱۷

گوشہ نشیں مدینہ میں تھا رضی رضا
عباسیوں کے دور سے فتنہ کا زور تھا
دن رات اک فساد سے اک حشر تھا بپا
ہر شہر میں بغاوتیں ہوتی تھیں رونما
دام بلا بچھا تھا سادات کے لئے
مامون کا تھا دور فسادات کے لئے

۱۸

دل میں خیال کرتے تھے یہ بانئ فساد
سادات کے سبب سے ہے دنیا میں یہ فساد
ایسی سلیقے چال چلا وہ بد اعتقاد
سید کوئی شرف میں نہ پائے زیاد
حاکم وطن سے کر کے طلب نیک نام کو
فرضی خلیفہ اپنا بنائے امام کو

۱۹

علم و فضل و زہد میں بیشک وہ منتخب
حاجت نہیں بیاں کی عیاں ہے سبب
اس عہدۂ جلیل کا مژدہ سنا جو اب
سادات انکو جانتے ہیں لائق ادب
سمجھے ہوئے دلبر حیدر بٹھائے گا
اس کے لحاظ سے نہ کوئی سر اٹھائے گا

۲۰

یہ رائے خود خلیفہ نے سمجھی تھی چند بار
بھیجے خطوط عالم کے محسن کو بار بار
مضمون یہ تھا کہ ہے دل مشتاق بیقرار
ہے قائل فضائل مولا یہ خاکسار
ہے آرزو جو دیکھوں خالق کے نور کو
تفویض کر دوں اپنی حکومت حضور کو

٢١

مولا کے ہر جواب کا حاصل یہی تھا آہ
میرے بہانے دل میں نہ خواہش دنیا نہ جاہ
مرغوب ہے ہوائے مدینہ خدا گواہ
جنت ہے قرب قبر رسولؐ فلک پناہ
مجبوریاں پسند ہیں ہر ابتلا پسند
رہتا ہے مجھ کو جانب نبیؐ کے جوار پسند

٢٢

انکار اس طرف تھا تو اصرار تھا اُدھر
آخر کئے پیام طلب آئے اہل شر
جس طرح سے حسینؑ غریب چھوڑا تھا اپنا گھر
مولا مرا یہ جبر ہوا عازم سفر
قبل تھا رسولؐ پاک کی سرکار رہ گئی
پھر آج کل اجڑ کے بہار لُٹ گئی

٢٣

یثرب سے جا رہا تھا محمدؐ کا نور عین
کیا کم وطن کے واسطے تھا ماتم حسینؑ
آئی ندا بقیع سے اُمّ بیقرار و بین
اے میرے لعل کیسے ہے مجروح دل کا چین
کچھ درد دل حسینؑ کی موت نہ کہہ سکے
آخر بھی مری لحد کے مجاور نہ رہ سکے

٢٤

افسوس کس طرح ہوا تاراج میرا باغ
محسنؑ کی لاش گود میں تھی پہلو میں داغ
شبیرؑ رو دو ماں پیمبرؐ کا تھا چراغ
حاصل ہوا نہ سوگ سے اک پل بھی فراغ
یوں تو کبھی بجھے گا نہ میرے جگر کا زخم
تازہ ابھی ہے دل میں تمہارے پدر کا زخم

٢٥

محفوظ تو نہ رہ سکا بے جان ہو گیا
بیٹا تجھے بھی زہر دیا ادا نصیب
شبیرؑ کے گلے پہ چلا خنجر جفا
عابدؑ کو پیٹا حیف کہ زہر بھی دیا
باقی کوئی رہے نہ فائق اکبر کے قہر سے
مارا گیا ہے باقرؑ و جعفرؑ کو زہر سے

۲۶

ناسور بن کے دل میں، کیا ظلم کا داغ غم
افسوس پہلے قید میں کھا بصد ستم
پھر قید ہی میں سکو دیا بیجانے غم
محبس ہی سے سدھارا مسافر سوئے عدم
بیکسی انتہا ہے، بس عمر گذر گئی
زنداں میں جوانی و پیری گذر گئی

۲۷

تم باعثِ سکون دل بیقرار ہو
میرے خزاں رسیدہ چمن کی بہار ہو
نائب نبیؐ کے حجتِ پروردگار ہو
اب سارے خانداں میں تمہیں نامدار ہو
تم سے مرا نشان ہے باقی جہان میں
جو کچھ ہو تم ہو اب کے اجڑے مکان میں

۲۸

گویا ہوئے زبان ادب کے امام دیں
اے جدۂ معظمہ ماجرا ہے یہ حزیں
میں چھوڑتا نہ اپنی خوشی سے یہ سرزمیں
لیکن یہ جبر مجکو بلاتے ہیں اب کہیں
کچھ بھی نہیں ملال کہ چھوٹے وطن چھٹا
غم ہے تو یہ مزار رسولؐ زمن چھٹا

۲۹

انجام کے خیال سے تھا شہر کو انتشار
تھے گرد جمع خویش و اقارب بحال زار
بیت الشرف میں شور قیامت تھا آشکار
ہمشیرہ تھیں فاطمہ زہرا کی یادگار
معصومہ تھا خطاب وہ عصمت شعار تھیں
زینب کی طرح بھائی پہ اپنے نثار تھیں

۳۰

کہتی تھی یوں زبان وفا سے وہ نوحہ گر
گر مجکو لے نہ جائینگے مولا سے بحر و بر
جینا وبال ہو گا مجھے تم سے چھوٹ کر
اے بھائی جان آپکے آباد ہے یہ گھر
منہ اشکوں سے فراق میں دھویا کروں گی میں
خالی مکان دیکھ کے رویا کروں گی میں

۳۱

جب مجھ سے بیان [illegible] نیاز
[illegible] مجاز
[illegible] زبان [illegible] بے نیاز
بندہ [illegible] کام [illegible] نیاز
[illegible] نیاز
[illegible] نیاز

۳۲

[illegible] وفا
[illegible] وفا
[illegible] کمال کا
[illegible]
[illegible] عطا کیا
[illegible] عطا کیا

۳۳

[illegible] دیا
[illegible]
[illegible] دیا
[illegible]
[illegible] دیا
[illegible]

۳۴

[illegible] الوداع
[illegible] الوداع
[illegible] الوداع
[illegible] الوداع
[illegible]
[illegible]

۳۵

[illegible] نہیں
[illegible] نہیں
[illegible]
[illegible]
[illegible] نہیں
[illegible] نہیں

۳۶

گھر آکے صحنِ قبر میں لا بہ درد و یاس
گھر روتے روتے غش ہوئے دیوارِ در کے پاس
بیکس کا چہرہ دیکھ کے دیواریں تھیں اداس
محراب کہہ رہی تھی کہ اے شاہِ حق شناس
جلوہ تھا سب یہ آلِ پیمبر کے پھول کا
سونا ہوا اب آج سے روضہ رسول کا

۳۷

ہر چند بیقرار بہت تھا دلِ حزیں
روضے کے باہر آ گئے سلطانِ مومنیں
لی راہ مکہ چھوڑ دی مدینے کی سرزمیں
کعبہ میں آیا قبلۂ دیں کعبۂ یقیں
مقصد یہ تھا رضائے الٰہی حصول ہو
اس بے وطن کا طوفِ وداعی قبول ہو

۳۸

فارغ ہوئے طواف سے جب شاہِ سرفراز
پڑھنے لگے مقامِ براہیمؑ پر نماز
دلبندِ شیر جنابِ نبیِ اخترِ حجاز
کمسن مگر مطیعِ خداوندِ بے نیاز
آثارِ خوفِ حق سے عیاں رخ سے صاف تھے
کاندھے پہ اک غلام کے مصروفِ طواف تھے

۳۹

دیکھا پسر کا حال تو گھبرا گیا وہ ماہ
جا بیٹھا اک مقام پہ باحالتِ تباہ
رو کر دعائیں کرتا تھا وہ حرزِ جانِ شاہ
کچھ دیر بعد کہنے لگا عبدِ خیر خواہ
اس حالِ پر ملال پہ یہ نیم جاں فدا
اے شاہزادے صدقے مرے ماں باپ ہوں فدا

۴۰

بولا امامِ حق سے یہ دلبرِ امام
میری خوشی یہی ہے تو چھوڑ دیجے مقام
یہ کہہ کے پہنچا شاہ کی خدمت میں وہ غلام
سرکار کو یہ حال سنایا بعد سلام
اٹھے امام ابنِ علی سن کے ملنے کو
حضرت چلے بچے کو تسلی دینے کو

۴۱

فرمایا پیارے کو اٹھوا کے قبر
نورِ نگاہ میوۂ دل پارۂ جگر
شہزادے نے کہا کہ میں کیا جاؤں اپنے گھر
اب شاہِ دیں اکیلے رہیں کعبے میں عمر بھر
بولے امامِ دیں کہ مرے نورِ نظر ہو تم
راضی رہو قضا پہ مثلِ پدر ہو تم

۴۲

جنتی ضمانِ حق کے خریدار ہو تمہیں
عمدہ اہلبیت کے غمخوار ہو تمہیں
وارث تمہیں ہو اور پرستار ہو تمہیں
اب تو خدا کے بعد مددگار ہو تمہیں
چپ ہوگیا وہ حکم شہِ مشرقین سے
فرما کے الوداع چلے نورِ عین سے

۴۳ مطلع

گھر سے جب غریبِ خراساں رواں ہوا
اصحابِ قافلہ میں رونے لگے خوفِ جاں ہوا
پہونچے جو ہاتھ بحر کا ساماں عیاں ہوا
حضرتِ شہ چلے کرشمۂ قدرت عیاں ہوا
جس کوہ پر گئے اسے گلزار کر دیا
تاریک جنگلوں کو ضیا بار کر دیا

۴۴

پیشِ نظر وہ بارشِ رحمت قدم قدم
صدقے تھی اہلِ رسول پہ جنت قدم قدم
رستے میں معجزوں کی وہ کثرت قدم قدم
تازہ وہ شاخسار کرامت قدم قدم
ہر برگِ خشک غیرتِ ریحانِ تر بنا
جس خار پر نگاہ پڑی نیشکر بنا

۴۵

جس باغ کے قریب گذرا شہِ حضور
سنبل کو سنبل کیا نرگس کو چشمِ حور
جاری تھا فیضِ کرامت قریب و دور
پہونچے اسی طرح جو نیشاپور میں حضور
آواز آئی آج شاہِ غریب ہے
پیاسو چلو کہ چشمۂ رحمت قریب ہے

۴۶
وہ شہسوار قاطر شہت ہے سوار
بالائے پشت جس کے عماری ہے زرنگار
ہے سائباں دامن رحمت بصد وقار
صورت سے شان جاہ و جلالت ہے آشکار
آیات نور عارض تاباں کی ضو میں ہیں
حاضر بہت سے حافظ قرآں جلو میں ہیں

۴۷
معروف ساتھ تھا تو ہے یکتائے ہر فنوں
ہمراہ سب محدث و قاری و فقہ داں
واعظ خطیب اہل سخن صاحب زباں
کوٹھوں پہ وہ ہجوم کہ جنبش میں ہیں مکاں
صدہا فقیر و صوفی و زہاد صف بہ صف
تسبیح ہاتھ میں لیے عباد صف بہ صف

۴۸
ہے مصر ایک حسین خریدار سیکڑوں
یوسف ہے ایک اور خریدار سیکڑوں
موسیٰ ہے ایک طالب دیدار سیکڑوں
عیسیٰ ہے ایک عشق کے بیمار سیکڑوں
الیاس ایک تشنۂ الفت ہزار ہا
خضر ایک رہ نورد محبت ہزار ہا

۴۹
بازار میں کھڑی ہے سواری حضور کی
کوئی پکارتا ہے کہ اے دلبر نبی
ہم فدا برائے پیمبر ہیں اے علی
پردہ اٹھا عماری زیبا کا گھڑی
ہیں مضطرب جمال منور کے واسطے
موتی نہیں ہیں یہ دل ہیں نچھاور کے واسطے

۵۰
اے شاہزادۂ بنت پیمبر کے واسطے
معشوق ذات حضرت پیغمبر کے واسطے
پیارے حسین کشتۂ خنجر کے واسطے
اس بھیڑ پر ہو لطف بہتر کے واسطے
محروم رکھ نہ حسن ضیابار سے ہمیں
سیراب کر شربت دیدار سے ہمیں

ت ہم دل لئے کھڑے ہیں نچھاور کے واسطے

۵۱

ساقی ہے نذر دید جمال امام کی
رکھیں گے ہم سبیل ترے جد کے نام کی
شہ نے قبول عرض جو کی ہر غلام کی
ہٹنے لگی نقاب رخ لالہ فام کی
میرے نصیب میں ہے باقی ہوا یہ خبر
ہاں ہاں یہ میرا آٹھواں ساقی ہوا یہ خبر

۵۲

ساقی علی ہیں ساقیٔ اول کا ہے جو نام
نام خدا ہے تو بھی علی زبدۂ انام
تو خود امام تیرے بزرگوں میں سات امام
اولاد میں بھی چار امام فلک مقام
وابستہ ہیں امیدیں مری سب کی ذات سے
مجھ سے لے کر ساقیٔ اول کی بات سے
د بارھویں ساقی

۵۳

مجھ کو ترے کرم نے وہ نسخہ بتا دیا
گر ایک گھونٹ بھی ہو عطا مجھ کو ساقیا
اس ایک گھونٹ سے میں کروں ہزار با
کوثر پہ بھی دکھاؤں مزہ بادۂ ولا
تازہ شراب میں - اثر کہنگی رہے
پانی بھی میں پیوں تو حلاوت وہی رہے

۵۴

آج اپنے ہاتھ سے یہ ساغر مجھے پلا
تو نے تو کی ہے دعوت اغیار بھی ادا
لیکن اثر ہے اس کا ہر اک جا جدا جدا
اک مصرع دبیر مجھے یاد آگیا
رحمت محب کے واسطے دشمن کو قہر ہے
مومن کو زہر مہرہ ہے کافر کو زہر ہے

۵۵

وہ مے عطا ہو جام حرم میں پیوں جسے
پھر روضۂ رسول امم میں پیوں جسے
ہنگام نزع آخر دم میں پیوں جسے
دنیا میں پی چکوں تو ارم میں پیوں جسے
تو بخش یا نہ بخش جزا کے ولا مجھے
ہاں شرط ہے کہ بادۂ وحدت پلا مجھے

۵۶

ہم میکشوں کو ناز جو تیری عطا پہ ہے
سرمست جھوم کے کرتے ہیں ایماں کی واسطے
سمجھے ہیں اس سے بڑھ کے نہیں اور کوئی شے
دھانی ہو شیشہ اور گلابی ہو رنگ مے
سرسبز تر خرد ہوں وہ نعمت شباب دے
جام حسین میں مجکو حسینی شراب دے

۵۷

باغ ارم میں دھوم ہے رنگیں شراب کی
پہونچی کہاں بہار ہے لاجواب کی
سرخی شفق سے بڑھ کے ہے اس آفتاب کی
لالہ کی اصل ہے نہ حقیقت گلاب کی
فکر بلند کا ہے نہ ذہن رسا کا ہے
یہ خاص رنگ قدرت رنگیں ادا کا ہے

۵۸

خوشبو عجیب رنگ نرالا شراب کا
ایماں کی بزم میں ہے اجالا شراب کا
بحر کرم ہے بانٹنے والا شراب کا
ڈھویا ہے خوب اُسنے پیالا شراب کا
پاکر گئی ہے نہ تا حشر جائے گی
کوثر کی آبرو بھی یہی مے بڑھائے گی

۵۹

ساقی چراغ بادہ نہ ہو انجمن سے دور
ساغر کا تیرے لب ہو نہ کسی کے دہن سے دور
میخانہ اک نیا ہے بنا ناوطن سے دور
تیری بہار جاتی ہے اپنے وطن سے دور
دیدار کا عرب ہوا محتاج ساقیا
رکھ دے رہ عجم میں سبیل آج ساقیا

۶۰

میری طرح ہیں جمع ہزاروں شراب خوار
ہے زیب قاطر احمد مرسل کا یادگار
شان صف اعادی زیبا سے آشکار
بل کھا رہے ہیں شانوں پہ گیسوئے طرہ دار
نافے میں منہ چھپائے ہے مشک ختن کی بو
زلفوں سے آرہی ہے رسول زمن کی بو

٦١

صورت پہ دل نثار کیے ہیں ہزار ہا
خاک قدم پہ جان دیے ہیں ہزار ہا
جام شراب عشق پیے ہیں ہزار ہا
کاغذ قلم دوات لیے ہیں ہزار ہا
مشتاق سب ہیں فیض ہو حاصل زبان سے
بندے سنیں حدیث خدا کی زبان سے

٦٢

بولے امام حق پیمبر میں د فتن
اجداد کی سند سے نبی کا ہے یہ سخن
جبریل وحی لائے تھے واقف ہیں مرد و زن
دل سے پڑھے جو کلمۂ توحید ذو المنن
واجب ہے جنت اس پہ یہ حکم الٰہ ہے
اسکو خدا کے حصن حصیں میں پناہ ہے

٦٣

لیکن یہ حکم چند شرائط کے ساتھ تھا
یعنی ولائے آل نبی طاعت خدا
کی عرض حاضرین نے اور اسکے ماورا
فرمایا شاہ نے وانا من شروطہا
مطلب یہ ہے جزائے عبادت کوئی نہیں
دل میں اگر محبت آل نبی نہیں

٦٤

اک بادشاہ نے جو سنی یہ حدیث نور
لکھوا کے آب زر سے بصد فرحت و سرور
بولا مرے کفن میں یہ تعویذ ہو ضرور
دنیا سے اٹھ گیا جو وہ سلطان ذی شعور
ظاہر کیا یہ خواب میں اس نیک اصل نے
پہونچایا خلد میں اسی قول رسول نے

٦٥

کہتا ہے بارگاہ امامت میں یہ جعفر
میں داد خواہ ہیں تری جو کچھ کہا ہوں نعم
تیرے سوا ہے کون غریبوں کا دستگیر
مست مئے ولا ترا مداح ہے حقیر
دھویا ہے دل کا صفحہ شراب طہور سے
لکھا ہے اس بیت بآب خلوص سے

۶۶

ہنگامِ نزع مجھ کو دُرِ مدعا ملے
قطرہ یہ جس کا ہو اُسی دریا سے جا ملے
مرنے کے بعد صحنِ ریاضِ رضا ملے
تُربت میانِ روضۂ شاہِ ہدا ملے
محشر میں پاس ہو شفاعت میں حضور
میرے لئے بھی قرب جنت میں حضور

۶۷

مہماں ہوں میرے خانۂ دل میں شہِ ہُدا
جس طرح ہے پسند پسندہ کا گھر کیا
بادام کا درخت وہاں شہ نے بو دیا
میری بھی آرزو کا شجر کیجیے ہرا
جس طرح نخلِ طور تھا موسیٰ کے واسطے
تھا یہ نہال اُس گلِ زہرا کے واسطے

۶۸

بہرِ کلیم شمعِ حقیقت وہ نخل تھا
تھا یہ درخت دہرِ موسیٰ کا معجزہ
پھل چشمِ حور شاخیں تھیں ابرو خوشنما
پتوں کے صفحوں پر تھی رقم آیۂ شفا
دیکھا جو ناتواں نے توانائی آ گئی
پھل چھو لئے تو آنکھوں کی بینائی آ گئی

۶۹

نخلِ مسیح تھا جو وہ خضرِ رہِ شفا
رویا میں ایک شخص کو نسخہ بتا دیا
داؤدؑ سے شرف میں وہ ذی قدر تھا سوا
تکبیر جو کوہِ طور پہ سرور نے کر لیا
سنگ اُس کا نرم ہو گیا آقا کے فیض سے
اب تک وہ نقش ہیں مولا کے فیض سے

۷۰

سرسبز معجزوں کا یہ نہیں بوستاں ہوا
دن پھر گئے زمین کے وہ گلِ جہاں ہوا
خوشبوئے جاں فزا سے معطر جہاں ہوا
یوں رشکِ سرو نرگس و یمن رواں ہوا
نخل تھا کہ رنگ پر چمنِ دیں کا پھول ہے
روحِ ملک میں مدحِ رسولؐ ہے

۷۱ مطلع
جب شاہ جہاں میں آئی سواری امام کی
شہرت ہوئی دو چند سکندر کے نام کی
آئینہ بن گئی تھی زمیں اس مقام کی
جمشید شکل بھول گیا اپنے جام کی
آئی بہار شان چمن تازہ ہو گئی
دنیا مکان شوق کا دروازہ ہو گئی

۷۲
ہے ساری خیر نظم کا حسن ادا نیا
ہے واقعہ قدیم مگر جب کہا نیا
یہ تیری کائنات سے ہے مدعا نیا
نکلا عجب بہار کا پہلو نیا نیا
مانے کوئی برا تو کہو کیا خطا ہوئی
کیا بہت نظم طبیعت رنگیں عطا ہوئی

۷۳
سب برگ و بار تھے جو شجر بارور ہوئے
کلیاں کھلیں تو پھول ہوئیں گل ثمر ہوئے
رشک نجوم لالے کے داغ جگر ہوئے
طلعت میں تو حسن عنادل کے پر ہوئے
جلوہ ہر ایک شمع میں ہے کوہ طور کا
چھٹکا ہے پتی پتی سے فوارہ نور کا

۷۴
صیاد دم بخود ہیں چمن میں ڈرے ڈرے
گلہائے تر نہیں کہ وہ سب کم رکھے ہرے
وہ بار ور درخت وہ پتے ہرے ہرے
وہ دھانی دھانی کونپلیں شاخیں بھری بھری
سبزہ کا رنگ دیکھ کے غیرت زمرد کو
سادات کو پسند یہی سبز رنگ ہے

۷۵
غنچے چٹک کے حسن دل آرا دکھاتے ہیں
نقارہ سلامی مولا بجاتے ہیں
مرغان خوش نوا یہ مژدہ سناتے ہیں
تازہ ہے چمن سے گلشن ایماں وہ آتے ہیں
پھولوں میں رنگ قدرت پروردگار ہے
وہ دم ہے کہ جس کے قدم سے بہار ہے

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

۸۱

ساقی اک لعبِ جام کہ موقع کی بات ہے
سن لے یہ ایک بند جو وجہ نجات ہے
روشن تری ولا سے چراغِ حیات ہے
اتنی بھی روشنی نہ ہو پھر دن بھی رات ہے
ساقی تو بھی نور کا ہے صراحی بھی نور کی
تصویر ہے کھنچی ہوئی قندیلِ طور کی

۸۲

ہاں میکشو آل کی جانب کرو نظر
پہونچی وُرودِ شاہ کی حاکم کو جب خبر
خود آیا پیشوائی مولا کو خیرہ سر
ہمراہ کل سپاہ وہ شاہانہ کر و فر
بولا ادب سے مجھکو سرافراز کیجئے
حاضر غریب خانہ ہے ممتاز کیجئے

۸۳

مہماں ہے شہ حضور تو کہنے لگی قضا
غربت میں آ حسینؑ ہوا ہی لٹے گا دربا
ظاہر میں قدر کرتا ہے یہ دشمنِ خدا
اب میزباں بن کے کریگا یہی دغا
دنیا امامِ صابر و شاکر کو دے گی
روحِ بتولؑ اب نہ سکوں سے رہے گی

۸۴

مولا زبان صبر سے فرما رہے تھے آہ
ہم کو کبھی بھی خبر ہے خدا گواہ
آخر وہ وقت آیا کہ حالت ہوئی تباہ
خلوت میں بولا آپ کا ہوں میں بہی خواہ
ہر چند کچھ نہیں ہے ضرورت حضور کو
دیتا ہوں میں خوشی سے حکومت حضور کو

۸۵

یہ فوج یہ خزانہ یہ دولت یہ ملک و مال
سب مال آپ ہی کا ہے اے فاطمہؑ کے لال
[illegible] میں شک ہے پھر سے یہ شہ کیا مقال
[illegible] میں چلا آیا خستہ حال
[illegible] کے فقیر کو دولت سے کیا غرض
میں فاقہ کش ہوں مجھکو حکومت سے کیا غرض

شہ سدم زبان صبر سے فرما رہے تھے شاہ

۸۶

مامون بولا خیر جو شاہی نہیں پسند
ہو جائیں آپ میرے ولیعہد کیا گزند
شہ بولے اس بیان سے ہے لرزہ میں بند بند
اسکو خلیفہ کرتا ہے سلطان عقلمند
کچھ دن جو میرے جہاں میں بسر کرے
مجھ سا نہیں کہ تجھ سے ہی پہلے سفر کرے

۸۷

وہ بولا کہہ رہے ہیں یہ کیا سیدِ امم
فرمایا شاہ نے کہ میں ہونگا شہیدِ سم
کی عرض کسکی تاب جو شہ پر کرے ستم
آگاہ سرِ دہر سے ہیں بیکسِ چشمِ نم
کیفیتِ وفات سناؤں جو تو کہے
قاتل کا اپنے نام بتاؤں جو تو کہے

۸۸

غصہ سے تب یہ کہنے لگا حاکمِ لعیں
بیکار رنج کیجئے نہ مجھ سے آپ خشمگیں
کچھ دل میں میری سطوتِ شاہی کا ڈر نہیں
سُن لے لہو سے آپکے تر ہوگی یہ زمیں
قطعی یہ فیصلہ ہے اب اصرار کیا کرو
شہ نے کہا جو یہ ہے تو انکار کیا کرو

۸۹

خود اپنے ہاتھوں جان ہلاکت میں ڈالنا
ہے یہ خلافِ حکمِ خداوند ذوالعُلا
پر عزل و نصب سے میں رہونگا علیحدہ
آئین و رسم کو بھی نہ بدلونگا مطلقا
اپنا طریق ایک ہے ہر ایک کے لئے
میں مستعد ہوں مشورہ نیک کے لئے

۹۰

بعد اسکے بارگاہِ خدا میں دلِ حزیں
کرنے لگا یہ عرض کہ اے ربِّ عالمیں
مجبور کر رہا ہے مجھے یہ عدوئے دیں
تو جانتا ہے خوب کہ میری خوشی نہیں
تیری نگاہ نیک رہی دانیالؑ پر
یوسفؑ کی طرح رحم کر اس خستہ حال پر

ن تب وہ اہلِ کیں

۹۱
آخر یہ پنجشنبہ شعبان کا ذکر ہے
پہلا دو پنجشنبہ تھا ماہِ صیام کا
دربارِ شاہ جب آراستہ ہوا
یکجا رزق سب کو نئی جا عطا کیا
تھی دھوم جوش جمعہ پہ اس کا ہے
اک یہ بھی فیض کا ہم خود ہی فرمائے

۹۲
تیار جب وہ بزم ہوئی با شکوہ و شان
مولا نے ایک خطبۂ اعلیٰ کیا بیاں
الفاظ جس کے درجِ بلاغت کے ترجماں
نکلے یہاں سے جو تھے اثر کی زباں
کیا فائق کلام کی ہے شان دیکھو تو
آؤ یہ بولتا ہوا قرآن دیکھو تو

۹۳
فارغ جو خطبے سے ہوئے سلطانِ انس و جاں
بیعت کے بعد لائے قصیدہ قصیدہ خواں
توصیفِ جانِ ساقیٔ کوثر میں تر زباں
ہر نظم کی زمین سے تھا ثابت آسماں
یوں تو بہت سے قصیدے بلاغت میں فرد تھے
اشعار ہو تو ہیں حقیقت میں فرد تھے

۹۴
عجمی کی نظم آپ ہی اپنا جواب تھی
گویا مدحِ آلِ نبی کی کتاب تھی
جس پر امام کی نظرِ انتخاب تھی
جو سطر تھی وہ جادۂ راہِ صواب تھی
جب وہ سخن پسند امامِ ہدیٰ ہوا
عجمی کو سب کلام کے صلہ بھی عطا ہوا

۹۵
دنیا سے بخشے اور دیئے درہم ہزار ہا
اپنا لباسِ خاص بھی اس کو کیا عطا
تھا اس پہ ہر جو عطر وہ عرق سے بسا ہوا
اس پہ تو جانتے ہیں کہ کتنا زیادہ تھا
ہم کو بھی اس کے پڑھنے سے قرآن بار ہا
اس سے پڑھی ہیں ہم نے نمازیں ہزار ہا

۴۹۶

مجھو ملے ہیں وقت قلیل اے آمرزں
نالہ ہے سینہ میں وہ طلب ہستی کی نہیں
لیکن ترکیا نالہ ہے نازان حزیں
مجھ پر ہی عطا ہے سدا کارو نہیں
یار حضور ہے عیں ثابت
ہے جوان ہی ارادے

۴۹۷

کمن نہیں ترے اتری وحشت ونا
نیم ہے نیم ترے نفس بنا ہر کہ
نہی تر ہے ہو ان عیاں قدرت
بنا تیرہ ہی ہے تری دنیا
بان حیات ان کیا ان کیا
جب ہے اہوا اٹھا ہے ارال کیا

۴۹۸

وال کیوں نہ ہو تو نہ بنا کی لا لال ہے
بانی ترے ہے یہ ہے نہ تو حال ہے
ہے نفس الک یہ تیر کا حال ہے
نہ تیرے اسد دوا یکسال ہے
جب یکانہ ہو اللہ انبار نہیں ہیں در نہا
وال ہیں کا تیرے بنتا ہے سہا

۴۹۹

کہہ نہ ہو تو حسن اوج ہے
دلوادر ہے آتی ہی نہ کس کی صدا
اسلاف کا وفا اسرار ہے اونچی
نادان ہو ج خلق ہے نہ کیوں بنا ہو ا
بچیت فدا ہے دو وفا ہیں ترا ہے
دنیا ہی ہے نفس کی فنا ہے الگ ہے
اسلاف کا وفا

۵۰۰

ان مجھ ملے ربک تھا سلطان ابن فرہاد
کیا تھا الٰہی یاں ہر برباد
ارادہ سے مہرکیا از رہ عناد
اتھ دیا ہی بچالے تو اولیا کا ارادہ
[illegible] ننادہ انکار ہوا عجیب
حضرت کو [illegible] دنیا ہوا عجیب

۱۰۱

انگور وہیں، لایا گیا اُس دم اُس قدر
کھانے جسے تو سچ نہیں سکتا کوئی بشر
بلوا کے شہ کو پاس یہ بولا وہ بد گہر
دعوت امام دیں کی ہے یہ وقت ہے سحر
خاطر سے میری آج حسیں نوش کھائیے
آئے ہیں ایک تھم سے انگور کھائیے

۱۰۲

مولا نے چشم یاس سے انگور کو دیکھا
ظالم کے رخ پہ غور سے کرنے لگے نگاہ
انگور نوش کر کے یہ بولا وہ رو سیاہ
درپیش ایک دن ہے سب کو عدم کی راہ
تاثیر سم سے قلب و جگر ٹکڑے ہو گئے
مامون نے کہا کہ سب کام بن گئے

۱۰۳

فرمانے یہ چلے سوئے بیت الشرف امام
حجرے میں آکے لیٹ گئے سید انام
کچھ دیر بعد آکے اجل نے کیا سلام
بولے زبان یاس سے مولا یہ تمام
اے موت تھم کہ دیکھ لوں نور نظر کو میں
اک بار تو گلے سے لگا لوں پسر کو میں

۱۰۴

اتنے میں ایک چاند ہوا غیب سے عیاں
آلودہ غبار تھے رخسار ضوفشاں
مغموم و دل حزیں و جگر تفتہ خستہ جاں
داخل ہوا وہ حجرے میں با آہ و فغاں
حسرت سے شاہ روئے پسر دیکھنے لگے
رو کر جمال نور نظر دیکھنے لگے

۱۰۵

کہنے لگے زبان محبت سے شاہ دیں
ہے آج انتظار تمہارا مرے مہ جبیں
بس اس کے بعد تو ہی ہے میرا جانشیں
تجھ کو بھی آہ زہر دغا دیں گے اہل کیں
جس طرح سے جفا ہوئی اس دل ملول پر
تو بھی نثار ہوئے گا قبر رسول پر

١٠٦

دلبر سے کچھ وصیتیں کیں تھام کر جگر
بتلا کے سب رموز امامت بچشم تر
اک شئے بشکل برق تھی پہنچا کے پاک پر
تھی ایک چیز سینۂ اقدس پہ جلوہ گر
یہ دونوں چشمہائے علوم الٰہ تھے
اسرار مستحق متقی دیں پناہ تھے

١٠٧

مولا نے اپنے لعل کے رخسار چوم کر
فرمایا الفراق عدم کا ہے اب سفر
یہ کہہ کے سوئے خلد گئے شاہ بحر و بر
دنیا سیاہ ہو گئی یہ غم کا تھا اثر
گردوں پہ شور ماتم شاہ زمن ہوا
نور نظر کے ہاتھ سے غسل و کفن ہوا

١٠٨

کافور آیا خلد سے مولا کے واسطے
تھے نالہ کش ملک شہ والا کے واسطے
روئے نبی مصطفیٰ و زہرا کے واسطے
سر پیٹیں اب غلام بھی آقا کے واسطے
رو کر کہیں یہ سب اے شہ ابرار الوداع
غربت نصیب بیکس و ناچار الوداع

١٠٩

آقا تھا اپنے عالم غربت میں جاں نثار
لیکن نبھائے عہد کی تھی یہ یادگار
اک غلمہ تھی جنازۂ مولا پہ اشکبار
اُس بیکس و غریب کا تھا کون غمگسار
ماتم کفن دیا پسر سوگوار نے
اُس بیکفن کی لاش چھپائی غبار نے

١١٠

بیٹے کے ہاتھ سے غسل و کفن ہوا
اُس پر ... جفا و محن ہوا
بیشک لقب بجا ہے غریب الوطن ہوا
برباد اُس غریب کا سارا چمن ہوا
چھوٹے بڑوں کے قتل سے تا دل ملول تھے
پامال ظلم کا تھی باغ میں غنچے نہ پھول تھے

ولہ

جو یاد آیا وطن اک کو فلاں کا
وہ سایہ کسی مہ زینب کو بھائی کا
جو حال ... تھا زہرا کی جائی کا
غم خواہر رضا کو تھا اس کی جدائی کا
کہ وہ ملال دل سے اٹھانے سے اٹھ گئیں
آخر اسی قلق میں زمانے سے اٹھ گئیں

ولہ

در ماتم میں بھائی کے ابھی تھی دکھی بہن
ہر وقت اشک غم سے تھی آلودہ پیرہن
چوکھٹ پہ نوحہ کرتے تھے مردان و زن
ماتم سرا میں عورتیں روتی چلی آتی تھیں
غل تھا سارے شہر میں مصیبت اٹھائی ہے
ماتم کی صف پہ زینب بہن بھائی ہے

ولہ

ہر انصرام شہر کو ہوئی معلوم جب خبر
دل درد سے غم میں خواہر سلطان بحر و بر
پرسے کے واسطے آئے سب جمع ہو کر
... شہر قلق سے چاک گریباں بہ چشم تر
ہر سو یہ دیکھا جو صورت عیاں ہوئی
معصومہ ایک شیعہ کے گھر میہماں ہوئی

ولہ

جب تین سال تک نہ ملی بھائی کی خبر
گھر سے ہوئی روانہ قم وہ نکو سیر
پہونچی وہاں تو دیکھی گیا ہم وطن نہ گھر
کالا لباس پہنے ہوئے ہے ہر اک بشر
ایسی خبر سنی کہ جگر غم سے ہل گیا
دیدار کا جو شوق تھا مٹی میں مل گیا

ولہ

گرچہ تمام ساتھ تھا لیکن اسیر تھا
ہمشیر پر تھا ظلم نہ کر سکتی تھی بکا
دیکھا تھا اس نے پیکر بے سر حسین کا
اسی خواہر رضا کا یہ غم خیز ماجرا
بھائی کے ساتھ بھائی کا واقف تھی
تربت پہ جو پہونچی بھی تو تربت پہ جا سکی

۱۰۶

کل سولہ روز قید رہیں با دلِ حزیں
جنت میں کی زیارتِ شاہِ فلک نشیں
تکلیفِ دردِ ہجر سے جانبر ہوئی نہیں
بھائی کی شکل آنکھوں میں تھی وقتِ واپسیں
با غمِ جہاں سے سوئے جناں کوچ کر گئیں
بس منھ سے ہائے بھائی کہا اور گزر گئیں

۱۰۷

شیون کا اک ہجوم جنازہ کے ساتھ تھا
غسل و کفن کے بعد یہ سب میں سے طے ہوا
قادر غلام آپ کا ہے مردِ پارسا
معصومہ کو لحد میں اتارے وہ باصفا
اس خدمتِ جلیل کے قابل کوئی نہیں
یاں کوئی اور اُس سے سوا متقی نہیں

۱۰۸

یہ باتیں ہوتی تھیں کہ یکایک اٹھا غبار
رخ پر نقاب ڈالے نظر آیا اک سوار
بڑھ کر زبانِ حال سے بولا وہ نامدار
ہاں ہاں پھوپھی کی لاش کو چھوڑو نہ زینہار
مجھ کو ہی امید تھی قربت کی ذات سے
دفناؤں گا پھوپھی کو میں اپنے ہات سے

۱۰۹

دیکھا تو اُن امام نے جنازے پہ آ گئے
پڑھ کر نماز دفن کیا لاشہ آپ کا
پنہاں ہوا نگاہوں سے عالم کا پیشوا
آئی جناں سے فاطمہ زہرا کی یہ ندا
زینب کی طرح سے تو مصیبت زدہ بہن
غربت نصیب بھائی کی ہے غربت زدہ بہن

۱۱۰

بھائی کی جاں نثار بزرگوں کی یادگار
تو بھائی کی نثار ہوئی میں ترے نثار
زینب کے غم سے رہتا تھا دل میرا بیقرار
اب تیری موت نے بھی جگر کو کیا فگار
دنیا سیاہ سوگ نشیں کی نظر میں ہے
زینب کا زخم دل میں ترا جگر میں ہے

٧٣

[illegible] ١٣٥٢ھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بفضلہٖ تصنیف مرثیۂ ہذا بتاریخ ۵ راکتوبر ۱۹۳۳ء بوقت شب ساڑھے ۹ بجے باختتام رسید

جو صاحب یہ مرثیہ پڑھیں مصنف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں

•

عہ میر مہدی حسن صاحب مصنف کے ایک خالص الولاء دوست ہیں

انکی فرمائش سے یہ مصرع دعائیہ کہا گیا

رباعی خبیر

گوہر کی بھی آبرو یہاں پانی ہے — ہیرا ہے نہ یاقوتِ بدخشانی ہے
دیکھے کوئی مدحِ شہ معصوم کا رنگ — فیروزہ دل مالِ خراسانی ہے

•

دیگر

بیتاب ہوں تحصیل سعادت کیلئے — سلطانِ خراساں کی زیارت کیلئے
محشر میں کہونگا کہ رضا کا ہوں غلام — مشہد کو میں لاؤنگا شہادت کیلئے

۸۵

مرثیہ

تقوی نہیں تو نخل عمل میں ثمر کہاں

تعداد بند ۱۱۱

درحال امام محمد تقیؑ

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ اِلْاِمَامِ الْبَرِّ
التَّقِیِّ الرَّضِیِّ الْمَرْضِیِّ وَ حُجَّتِكَ عَلٰی مَنْ
فَوْقَ الْاَرْضِیْنَ وَ مَنْ تَحْتَ الثَّرٰی صَلٰوةً
كَثِیْرَةً نَاصِیَةً زَاكِیَةً مُبَارَكَةً مُتَوَاصِلَةً
مُتَرَادِفَةً كَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ
مِنْ اَوْلِیَآئِكَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَاللّٰهِ فِیْ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا
اِمَامَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ وَارِثَ النَّبِیِّیْنَ وَ سُلَالَةِ
الْوَصِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَاللّٰهِ فِیْ
ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ قَصَدْتُكَ زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّكَ
مُعَادِیًا لِاَعْدَآئِكَ مُوَالِیًا لِاَوْلِیَآئِكَ فَاشْفَعْ
لِیْ عِنْدَ رَبِّكَ

تاریخ ولادت دہم ماہ رجب سنہ ۱۹۵ھ تاریخ شہادت آخر ذیقعدہ سنہ ۲۲۰ھ
جائے دفن کاظمین شریفین

[illegible]
ند فدا سے کوئی ہے روشن شمع دشت ہجر
ملا ہے جب ہیں کو دیکھو جسے سے حقیقت کا سر
بیک ختم ہو گئے کل کو ین بخوبی نظر
آگے [illegible] بیاب تھا قسم
[illegible] سے نام در رکھ
کچھ [illegible] آستانۂ عالی پہ سر رکھ

[illegible]
آنکھیں روشن ہیں کہ ہے دو جہاں
جس جا نشے کو ذوق ہیں گزر ہی راہ و سال
کس سے جہاں میں جچکی تقی پیر کمال
سر سبز آرزو سے چمن کا ہو اماں
گل دفتہ جوا [illegible] فانہ ہو گئے
قندیل نور دامن ہی نہ ہو گئے

[illegible]
عبرت ہوا عقل تقی اہل دل جواد
باب سخاوت ہاں مخزن مراد
وہ صاحب کرم کہ کرم اُن کا خانہ زاد
شان عطا پہ شق علی تقی کا صاد
ہر اک شرف بزرگی کی صد مستوفی ہے
مثل علی وہ نام کہ واجب درود ہے

[illegible]
قرآن ہے خود نہایت کا لا کلام
چھڑا جکے صاحب تقوی ہیں وا السلام
تقوی علی کی ذات سے ایمان کا نام
پیرو کار دہے جو پیرو امام
آل نبی میں یوں تو ہر اک متقی ہوا
پر اک امام کا تو لقب بھی تقی ہوا

[illegible]
تقوی نہیں تو نخل عمل بے ثمر گیا
نیاں نہیں تو باطن صیف بیں گیا
عرفاں نہیں تو جسم حقیقت بکھر گیا
صدق زباں نہیں تو دعا سے اثر گیا
رحمت پہ بھی نگاہ ہو خوف الٰہی یوں رہے
جب خوف کا خوف ہو سندوں مگر [illegible] رہے

سے ریحانہ نام ماں بود امام محمد تقی علیہ السلام

۵۶

تشریف لائے گود میں رضاؑ اماں جناب
ہمشیر شاہ دیں کی لیے دیں کے آفتاب
لیجے مبارک آپکو یہ نعمت لاجواب
مولا پکارے ہاں یہ ہے میرا در خوش آب
ہاتھوں پہ اپنے لیکے بہن سے کہا [illegible]
آنکھوں کو سر کو چوم لیا شہ نے پیار سے

۵۷

کہنے لگے حسین سے یہ تب سید عرب
راحت سے کاٹ ہو اسے میں سکون و ادب
موجود رہنا جھولے کے نزدیک روز و شب
بچے نے کھولیں آنکھیں ہوا تین دن کا جب
دیکھا فلک کو اور یمین و یسار کو
پھر کلمہ پڑھ کے سجدہ کیا کردگار کو

۵۸

بچے کی پرورش پہ رہا مشغول شاہ
دہن امام دین کا بنا سایۂ الٰہ
جبتک جہاں میں آیا نہ تھا [illegible] نبی کا راہ
لوگوں کو تھا رضاؑ کی امامت میں اشتباہ
آیا تھا خود جو سب کی ہدایت کے واسطے
شاہد بنا پسر کی امامت کے واسطے

۵۹

مقصد [illegible] دوراں میں یتیم
قائل نہ تھے رضاؑ کی امامت کے وہ لئیم
کہتے تھے لاولد ہیں رضاؑ جبتک ہیں عقیم
قائل نہیں عقیم کے یہ عہدہ عظیم
تھا فخر کا وہ شان خدا دیکھ لیجیو
فرزند ہوگا مجھکو عطا دیکھ لیجیو

۶۰

یہ [illegible] تو مجھ سے وہ کہا کریں
[illegible] کہتے تھے ہم [illegible] نہیں
[illegible] بیقین
تو بیٹی [illegible] شاں [illegible] دیں
گر وہ رضاؑ کا بیٹا [illegible]
وہ جسطرح سے [illegible]

۱۱۱

راضی ہوئے رضا کو وہ تھے راضی بہ رضا
حجت تمام کرنے کو مولا نے یہ کہا
اس امر میں بھی مجھکو نہیں عذر مطلقاً
حسرت نہ تھی کہ دل میں نہ باقی رہے ذرا
کھل جائیگا کہ جادۂ باطل پہ کون ہے
منزل سے دور کون ہے منزل پہ کون ہے

۱۱۲

سرسبز جس سے دین خدا کا تھا بوستاں
مزدوروں کا لباس پہنکر ہوا رواں
کام اک چمن میں کرنے لگا شاہ باغباں
مطلب یہ تھا نہ کوئی یہ دل میں کرے گماں
پہچانتے تھے اہل قیافہ امام کو
اس واسطے چھپا گئے اصلی کلام کو

۱۱۳

نزدیک باغ جمع ہوئے اہل قیافہ واں
برقع میں عورتیں بھی گھر کی ہو گئیں یہاں
اک عالم قیافہ سے سب نے کہا کہ ہاں
اس طفل کے پدر کو بتاؤ کہ ہے کہاں
بولا وہ شخص بس وہی پیش نظر نہیں
بھوئیاں میں سمجھ لے وہ لیکن پتہ نہیں

۱۱۴

اتنے میں پہنچے باغ کی جانب جو کی نظر
بولا کہ اس پسر کا حقیقت ہے وہ پدر
زیر شجر کدال جو رکھے ہے دوش پر
پوچھی جو وجہ بولا وہ ہے تم کو کیا خبر
جنبش لبوں کی ہے وہی گفتار بھی وہی
نقش قدم کی شان بھی رفتار بھی وہی

۱۱۵

غل علی کا شور ملائک میں پھر اٹھا
جبریل اسے کہتے تھے یہ مختار مصطفیٰ
آئی ندا نبی کی یہ ہے جانشیں مرا
زہرا نے دی صدا کہ میں ان پہ ہوں فدا
حیدر پکارے یہ ہی تو تھا لکھو کا نوشت
ہنسنے لگے حسن ... مرے ہے

ولہ

شبیر نے کہا کہ یہ ہے میرا گلعذار
سجاد بوستان شرافت کی ہے بہار
اور باقر اس علم کا مخزن ہے یہ نگار
جعفر کی بھی صدا کہ صداقت ہے افتخار
کاظم کا قول تھا یہ مرا ہم جبیں بھی ہے
ہے جانشیں بھی اور مرا ہم نشیں بھی ہے

ولہ

بولے رضا کہ باغ رضا کا یہ پھول ہے
ہمتا بلا عدد و سمیٔ رسول ہے
حجت خدائے پاک کی ہے نیک خصال ہے
معصوم ہے یہ جان علی و بتول ہے
نور نگاہ حیدر کرار و فاطمہ
اسکے پدر پہ تو ہے امامت کا خاتمہ

ولہ

فرمائے یہ علی بن محمد نے پھر کہا
کچھ بھید ہے عجیب یہ ہم سب سے چھپا
خالق نے اسکی ماں کو دیا ہے وہ مرتبا
جیسے کہ دین سے نہ بہشت آئی ہم سا
حق نے خلد میں نزول رحمت بنایا ہے
دامن کو گاہوارہ عصمت بنایا ہے

ولہ

رتبہ بڑھا ابی ہو کا یہ تھا جواب
دیکھا نسکی ماں کو بھی شہ نے دیا خطاب
گرتہ تو ہیں پسر کا ہو تارو ذرا شتاب
تعمیم علم کی و فضیلت کے کھولے باب
نقش نگینہ خاتم عصمت نظر پڑی
بالطاف پشت ہر امامت نظر پڑی

ولہ

مولائے دل نے ... بالائی شعر پر
قدرت علی ہر بھی ایسی ہو رہی جلوہ گر
دیکھا تو یہ علی بن حضرت نے کہا
پیشانی امام کے پیوند ہے ... دلدار
کہو من تو امام ہمارا امام دوراں ہے
شمس ... پاکیزہ ... غور سے

۲۰۰ھ

البتہ ہوش کے جب ہوئے لوگ ادھر ادھر
بچپن سے شہ کو شوق عبادت تھا اس قدر
گھر میں اک غلام کے کاندھے پہ بیٹھ کر
صحن طواف کعبہ رہا ہے وہ بیشتر
کرتا تھا جب دعا تو منہ خاک پہ دھرتا تھا
راتوں کو اٹھ کے خوف الٰہی سے روتا تھا

۲۰۱ھ

کل چار پانچ سال کے تھے باپ کے قریب
مامون نے رضا کو بنایا بہت غریب
چھٹ کر پدر سے گھر میں رہا حق کا وہ حبیب
وہ ایک سال بعد یتیمی ہوئی نصیب
مولا نے طی الارض سے جوہر دکھا دیے
جانب پدر کے جنازے پہ آ گئے

۲۰۳ھ

غسل و کفن کے بعد پڑھائی بھی خود نماز
دفنا کے پھر ہوئے اسی صورت رہِ دراز
پہنچے وطن میں آ کے امامت سے سرفراز
تھی ساڑھے آٹھ سال کی عمر شہِ حجاز
اس سن میں کب یتیم ہوا ہے کوئی امام
بابا امام اور ان سے بھی کمسن تقی امام

۲۰۴ھ

اعلان مستقل ہوا اب شہِ نجف
احباب کم حریف زیادہ تھے ہر طرف
کرتا رہا ہدایت عالم وہ ذی شرف
فرقے نصیحتوں سے تھے ہوتے ہی منحرف
غل تھا پدر بھی ان کے تھے کامل اسی طرح
قرآن سے کم نہیں ہیں حامل کسی طرح

۲۰۵ھ

اک دن کہیں کو جاتے تھے راہ میں
کھیلتے تھے طفلِ خورد سال
جو ان کے ساتھ تھا معصوم باکمال
نکلی ادھر سواری ماموں شر مآل
وہ خسروانہ شوکت و شان بڑی جلال
سب بچے ڈر کے بھاگ گئے راہ چھوڑ کر
اور آپ نے نظر بھی نہ کی منہ کو موڑ کر

٥٢٦

اون غم سے کے بولا کہ اے طفل بے لقا
کیوں باپ کے ساتھ تو بھی نہ بھاگا کہاں رہیا
شہزادہ ہنس کے بولا کہ رستہ وسیع تھا
مجرم نہ تھا میں اور نہ کچھ تھی کوئی خطا
وہ بولا میری سطوت شاہی کا ڈر نہ تھا
فرمایا تیرا دل ابھی اُس کی بہ شرہت

٥٢٧

پوچھا جو نام بولے کہ شہنشاہ اتقیا
میں ہوں محمد ابن علیؑ رضی رضا
یہ سن کے بادشاہ نہایت خجل ہوا
یاد آگیا رضاؑ کی شہادت کا ماجرا
مغموم ہو کے شاہ غریب الدیار پر
میدان کی طرف ہوا راہی شکار پر

٥٢٨

پہونچا شکار گاہ میں جب وہ بہ کرّ و فر
تیتر ہوا پہ اُڑتا ہوا آیا اک نظر
چرخی کلاہ باز کے سر سے اُتار کر
چھوڑا شکار کے لیے اُسے بصد ہنر
باز اُڑ کے پلٹا راز الٰہی سے لیے ہوئے
منقار میں زباں کی طرح سے ماہی لیے ہوئے

٥٢٩

مٹھی میں مچھلی لیکے پھر آ جب وہ بدگماں
پھر پہنچے بھاگ کے، رہ گیا شہزادہ جہاں
اون بولا آپ کے والد تھے غیب داں
بتلایئے تو کیا ہے مرے ہاتھ میں نہاں
فرمایا بے خبر نہ سمجھ باخبر ہیں ہم
علم خدا کا شہر پیمبر تھے در ہیں ہم

٥٣٠

جاتے ہیں صیدگاہ میں جو بن کے شہریار
واں باز چھوڑ دیتے ہیں کر کے پئے شکار
زیر فلک بھی چشمۂ قدرت ہے آشکار
اور چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اُس میں ہیں بے شمار
ماہی شکار کر کے جو شہباز لاتے ہیں
ہم اہلبیت راز الٰہی بتاتے ہیں

۵۳۱

شانی جواب پا گیا جس دم سوال کا
اور اس لیے امام کے حلقے میں در آیا
ہمراہ اپنے رہبر ایمان کو لے گیا
اک خانۂ وسیع میں بیٹھنے کو بھی جا
دربار میں بٹھاتا تھا تکریم کرتا تھا
اپنے قریب بٹھاتا تھا تعظیم کرتا تھا

۵۳۲

جو کچھ کیا تھا ظلم رضا کے غریب پر
سمجھا تھا اس ستم کی تلافی وہ بد گہر
دریائے فیض تھے جو شہنشاہ بحر و بر
رہتا تھا وہ ہدایت مولا سے بہرہ ور
تحقیق کا خود اس کی طبیعت میں ذوق تھا
اور عالموں کی بحث کے سننے کا شوق تھا

۵۳۳

یحییٰ کا خوب جب زبانوں میں شہرہ تھا
شیخ بنی سے بحث میں جب فیصلہ ہو گیا
مامون نے تقی سے کیا عقد بیٹی کا
قسمت پکاری راس نہ یہ بیاہ آئے گا
رشتہ یہ توڑ ڈالے گا رشتہ حیات کا
شادی یہ پیش خیمہ ہے حضرت کی وفات کا

۵۳۴

انکار شاہ دیں نے بہت کچھ کیا مگر
راضی کسی طرح نہ ہوا وہ زبوں سیر
دُرِّ نجف کے عقد میں آئی تو بد گہر
مولا کی آبرو کی وہ درپے رہی مگر
مکارہ مست دولت دنیا کی بیٹی تھی
بنت العنب کے عاشق و شیدا کی بیٹی تھی

۵۳۵

حضرت کا تھا یہ حال ادھر تو ادھر خلاف
عباسیوں کی ساری جماعت ادھر خلاف
زوجہ خلاف اُس کے مددگار بر خلاف
گویا مکان کے بھی تھے دیوار و در خلاف
صدمے اٹھائے جان علی و بتول نے
کانٹوں میں رہ کے عمر گزاری تھی پھول نے

۳۶ع

اک آن زندگی میں نہ راحت ہوئی نصیب
بغداد میں رہا تو تعب ہو گیا غریب
ثابت قدم رہا گر ایمان کا طبیب
پہونچا یا فیض سب کو اسے دور یا قریب
دشمن ہزار ہا و معاون خدا رہا
دریا کرامتوں کا بھی جاری سدا رہا

۳۷ع

دجلہ کا واقعہ بھی کسی سے نہیں نہاں
بیٹھے ہوئے تھے تختِ سلیماں پہ شہ زماں
ناگاہ معجزے کی ضرورت ہوئی عیاں
پھینکی انگوٹھی آپ نے پانی کے درمیاں
مجمع میں اضطراب جو تھا دور ہو گیا
دریا تمام تختۂ بلور ہو گیا

۳۸ع

دستِ صبا سے کھاتی تھیں موجیں تھپیڑیاں
دہشت سے کھل سکیں نہ حبابوں کی مٹھیاں
تھیں غرقِ بحر بادۂ اعجاز مچھلیاں
ساحل کے لب خموش تھے ساکن تھیں کشتیاں
پانی کی تہ میں مردمِ آبی بھی سو گئے
سارے حباب ساغرِ معکوس ہو گئے

۳۹ع

ساقی کنارِ دجلہ پہ پینے کا اہتمام
حجاز کے چمن کی ہوا سے ہوں شاد کام
دکھلا رہا ہے معجزہ میرا نواں امام
تقوی ہے جسکے نشہ میں مستی کا ایک علم
داماں تر و خشک کرے جو وہ آب ہے
توبہ کے بعد جسکو پیوں وہ شراب ہے

۴۰ع

جس مے نے دل کو ساغرِ عرفاں بنا دیا
جس آدمی نے پی اسے انساں بنا دیا
اک بوریا نشیں کو سلیماں بنا دیا
فارس کے رہنے والے کو سلماں بنا دیا
ایماں شرابِ الفتِ حیدر میں مل گیا
پردیسی اہلِ بیتِ پیمبر میں مل گیا

۱

ساقی تستا سے ہے مجھے اہل شور و شر
مے جام خیر دے کہ نہ باقی رہے خطر
غیر نظر جور کا مطلق نہ ہو اثر
تیری دلاوری رہے دل کے لیے سپر
بن جائے نقش ساغر مئے سرمدی
نادِ علیؑ بھی لکھی ہوا ہو زجاج بھی

۲

زاہد بحث کو ہم رہ فہمی نہ کہتے ہیں
عاشق مزاج کوچہ جاناں نہ کہتے ہیں
کچھ لوگ برق طور کا افسانہ کہتے ہیں
ہم مسکرا کے جلوہ مستانہ کہتے ہیں
تھا نخل طور شان تکلم لیے ہوئے
بجلی بھی تھی ترا تبسم لیے ہوئے

۳

جبریل عرش کو ترا کاشانہ کہتے ہیں
کعبہ کو ہم بھی ترا زچہ خانہ کہتے ہیں
اک داستان عشق ہے روزانہ کہتے ہیں
قرآن پڑھتے ہیں ترا افسانہ کہتے ہیں
قول نبیؐ ہے ذکر علیؑ میرا ذکر ہے
کچھ شک نہیں کہ ذکر خدا تیرا ذکر ہے

۴

ساقی میں کیسے ترا کاشانہ چھوڑ دوں
کیا واعظ عزیز کا کہنا نہ چھوڑ دوں
کس دل سے ذکر شیشہ و پیمانہ چھوڑ دوں
بے ربط گفتگو سے افسانہ چھوڑ دوں
حمد خدا کروں کبھی نعت نبیؐ پڑھوں
بے فاصلہ صحیفۂ حب علیؑ پڑھوں

۵

ساقی دم اخیر مدد کر [illegible] کی
لیکن تمام ہو یاں رسولؐ قدیر کی
یوں نکلے بعد مرگ تمنا ضمیر کی
جس طرح ہے یہ بیت مرزا دبیر کی
قالب نجف میں رہے روح حسین میں
آنکھیں بچھا کے [illegible] میں

۵۶

بتر سے پہ حبیبِ خدا کے پھپتے ہیں
بخشے لباس خلد میں ادریس پہنتے ہیں
عیسیٰ فلک پہ پھرتے ہیں دم تیرا جیتے ہیں
الیاس و خضر بھی تو یہی بادہ پیتے ہیں
یوسف کے پیرہن کی جو نکہت بنی یہ سے
یعقوب کے لیے بھی بصارت بنی یہ سے

۵۷

ہجرت کی شب تو فرشِ رسولِ سپاہ پہ تھا
معراج میں گذر ترا عرشِ علیٰ پہ تھا
کعبے میں دوشِ پاکِ حبیبِ خدا پہ تھا
خیبر میں در تو ہاتھ میں تھا تو ہوا پہ تھا
یہ فیصلہ ہے قولِ رسولِ جلیل پر
قائم تھے پاؤں تیرے پرِ جبرئیل پر

۵۸

روشن ستوں کو ادا تھا یوں جھوم جھوم کر
جیسے زمیں پہ رکھ سکے کوئی رو بہ قدم کر
روح الامیں تھے مست ترے پاؤں چوم کر
کرتے تھے تیری مدح و ثنا جھوم جھوم کر
مجھکو صدائے قلقلِ مینا جو بھاتی ہے
لا سیف و لا فتیٰ کی ندا صاف آتی ہے

۵۹

روحانیت میں وہ ترا درجہ بلند تھا
خیبر میں زیرِ پا تری خاطر تھی ہوا
تنت جگر ترا ہے تو تھی یہ بخششِ عطا
ہے آج سے حکم سے دریا رکا ہوا
کیا خاتم النبی کی ہے معجزانہ کی شان
حسنِ علی و جانِ بخشِ انا کی شان

۶۰

قطع کمر سے ہیں یہ گھنگھرو کے ار بار
ساکن ہوئی ہیں کشتیاں کیوں دل ہیں بیقرار
جنبش نہیں ہے موجِ ہوا میں بھی ہے بہار
ہاتف کی ہے ندا کہ انھیں کہہ ہے اختیار
چلتا ہے سب علی کے حکم سے بیڑا حیات کا
حیدر نے جنھیں بنایا سفینہ نجات کا

۵۵۱

جو وقت مجھ سے کی ضرورت نہیں رہی
کہنے لگے غلام سے یہ شاہ متقی
انگشتری نکال لے بس بات ہو چکی
پھر کچھ نہ تھا جو آپ نے تقسیم جو کی
موجود جو درم تھے لگے سب کے نام پر
آنکھیں ملیں جا کے اپنے پیارے امام پر

۵۵۲

دنیا کا مال گرچہ بظاہر نہ پاس تھا
تھے مالک خزانۂ اسرار کبریا
رہتا تھا رنگ پر چمن بخشش و عطا
زینت سے کٹ گئے تو ملے تھے شاہ اتقیا
مفتاح کنز قدرت حق انگلیاں بنیں
حصے نہ کر سکے، تو فنی ہوئی بیاں نہیں

۵۵۳

اک دوست نے دو درہم و دینار اٹھا لیے
بازار میں جو بھیجے تھے تو دم سے چلا لیے
سلطان دیں نے گوہر صدق و صفا لیے
جیتے کے جو چلن تھے وہ مولا نے پا لیے
خاک قدم سے خلق کی تقدیر بن گئی
ٹھوکر لگا کے سنگ کو اکسیر بن گئی

۵۵۴

مٹی کی خاک پر زر ہے ہوا فدا
دیکھا جو خاک کو گل نورس سے کم نہ تھا
اک روز ہاتھ آپ نے منبر پہ رکھ دیا
اب یہ جو پستہ خاک بھی سہہ سکتی کیا بھلا
منبر وہ شہ کے فیض سے ممتاز ہو گیا
تازہ نہال گلشن اعجاز ہو گیا

۵۵۵

ہر چند دشمنوں میں گھرا سا تھا شہ ہدا
موجود دوستوں کی مدد کو رہے سدا
بشار کا پسر شہ والا پہ تھا فدا
رہتا تھا ایک حجرے میں وہ مرد باصفا
مزدور پیشہ سب تھے وہ تکلیف سہتے تھے
چادر دوستاں کے جو ساتھ رہتے تھے

وله

وہ دور تھا کہ آل محمد کے جاں نثار
پابند ہوں میں بیٹھے گئے بیحد و بیشمار
زنداں میں کوئی ظلم و ستم کا نہ تھا شمار
کوئی تھا قتیل تیغ کسی کو سزائے دار
متعلقین اہلبیتؑ کی حالت تباہ تھی
گویا ولائے عترت احمدؐ گناہ تھی

وله

دیکھو تو اختیار مددگار دوسرا
گھر بیٹھے خود اور اُسے زندہ کر دیا
کیسی دوا۔ دوا کا بظاہر بہانہ تھا
دراصل کام کر رہی تھی آپ کی دُعا
ساتھی سب اُس کے پاس ستمگر کا رہ گئے
معجز نما وہ فخر مسیحا حضور تھے

وله

لیکن نشان قتل گلے پر رہا سدا
طوق غلامی ہشت عالی پڑا رہا
پوچھا جب اُس سے دوستوں نے ماجرا ہوا
بلا کر دشمنوں نے مجھے مار ڈالا تھا
قدرت دکھائی الفت شاہ امام نے
بخشی حیات تازہ مجھے پھر امام نے

وله

لے آئیں اُسکی لاش کو جب گھر میں دوستدار
سر کو ملا کے جسم سے سب رکھیں ایک بار
اور یہ دوا پلائیں نہ گھبرائیں زینہار
ہو جائیگا صحیح بہ فرمان کردگار
تعمیل حکم شاہ کی ہر ذی شعور نے
پھر زندہ کر دیا اُسے رب غفور نے

وله

اک شب پلٹ کے آیا نہ بشار کا پسر
تشویش سب کو تھی کہ کہاں ہے وہ خوش سیر
اتنے میں پہونچا حکم شہنشاہ بحر و بر
وہ میرا دوست قتل ہوا اُس مقام پر
لے آؤ لاش اُسکی کسی کو خبر نہ ہو
اُمید ہے کہ چشم احبا بھی تر نہ ہو

٦٦١

اک سودا یا مذمت ہوا ہیں ایک پیر
کی عرض میں بھی پاکی چوکھٹ کا ہوں فقیر
ہے سو برس کا سن مرا اب عمر ہے اخیر
اکلوتا میرا بیٹا ہے سب کے دستگیر
لمبا پاس کے شکستہ دہن کو جلایا ہے
ننھی سی چشم ہے وہی آنکھوں کا تارا ہے

٦٦٢

جرم ہوا ہیں قید ہوا ہے وہ بے خطا
نافذ ہوا ہے حکم یہ قاضی شہر کا
اس نوجواں کے باندھ کے [illegible] لٹکا دیا
پھینکو فراز کوہ سے ہو جائے تا فنا
قلقیں ہیں عقربوں کے مرا راہ جاتا ہے
قاضی جو شہر کا ہے وہ ہمراہ جاتا ہے

٦٦٣

فرمایا شاہ دین نے کہ لازم ہے مجھ کو صبر
یہ سن کے وہ خموش ہوا کر کے دل پہ جبر
آنکھوں سے لیکن اشک تھے جاری مثل ابر
گھر میں تو وہ گیا تھا مگر گھر تھا مثل قبر
زوجہ نے دی صدا مجھے تو نظر کو لا دو
جاتی ہے میری جان مجھے لخت جگر دکھا دو

٦٦٤

حالات سب کے تو نے کہا تھا وہ بولا ہاں
ہشے نے کہا ہے صبر کو ہے میرا دل طپاں
مایوس ہوں میں بھاری ہو اور کسی جاں
لیکن وہ مومنہ ہے عقیدہ تر ایک ماں
ہشے نے کہا ہے صبر کو صبر اچھا ہوتا ہے
کڑوا ہے یہ درخت اثر میٹھا ہوتا ہے

٦٦٥

پانی پہ ہو رہی تھیں لڑائی ادھر ادھر ہر طرف
فوجیں بھی [illegible] سرشتہ طبل دف
لایا گیا جس پہ وہ [illegible]
[illegible] عنبر [illegible]
قدرت نے اختیار دکھائے پہاڑ پر
دو شخص آسمان سے آئے پہاڑ پر

۴۶۶

ابتر تھا بہشت کے پہننے کو لباس
پوچھا یہ اس نے سب سے کہ یہ کیوں ہے بدحواس
سب نے سنا یہ واقعہ سارا بدرد و یاس
اُن میں سے اک فرشتہ گیا اُٹھ جبرئیل کے پاس
ہاتھ اس کا تھام کر کہا اے خوش نگاہ دیکھ
اعجاز اہلبیت رسالت پناہ دیکھ

۴۶۷

یہ کہہ کے اپنی کرشمۂ قدرت دکھا دیا
قاضی کو اس جوان کی صورت بنا دیا
ویسا ہی ایک لباس بھی اُسکو پہنا دیا
دونوں میں امتیاز جو تھا سب مٹا دیا
مجرم سمجھ کے فوج نے قاضی شہر کو
پھینکا رسن میں باندھ کے مردود دہر کو

۴۶۸

عیسیٰ کو آسماں پہ خدا نے اٹھا لیا [illegible]
اُنکی شبیہ دار پہ کردی گئی [illegible]
اس شیعہ کے لئے بھی یہی واقعہ ہوا
حق نے بچا لیا دشمن ہوا تلف
آنکھیں نہ [illegible] سے پردہ [illegible] نے
قاضی کی جستجو بھی نہ کی اہلِ نار نے

۴۶۹

اس طفل کو ہوا پہ بٹھا کر بشکل نور
لائے حضور شاہ فرشتے بصد سرور
بیٹھے تھے جانماز پہ شاہنشہ غیور
کی عرض ادب کے ساتھ کہ حاضر ہے یہ حضور
فرمایا شاہ نے یہی خدمت کیا کرو
تم میرے دوستوں کی حفاظت کیا کرو

۴۷۰

ہاتھوں کو چوم کر کے فرشتوں نے دی صدا
مولا کے ہم [illegible] ہم فدا
گزرے ہیں سال ہم پہ تیس ہزار سے یہ شرف ہوا
مامور ہم تو ہیں اسی امانت پہ ہیں سدا
تسبیح کی بجائے تیری صفت میں لگے ہیں
زبانِ حق سے ہم تیرے اسماء جپتے ہیں

اکم

[illegible]

٢کم

[illegible]

٣کم

[illegible]

٤کم

[illegible]

٥کم

[illegible]

۵۶

ہر چند بیٹی دیکھا تھا شہ کو وہ شقی
لیکن ہمیشہ ابن رضا سے رہا بغی
دختر نے ایک شب جو کیا شکوہ عم شقی
اُسوقت نشے میں تھا وہ مغرور دنی
خود سوئے منزل شہ صابر رواں ہوا
شمشیر اٹھا کے قتل کی خاطر رواں ہوا

۵۷

دختر کو ساتھ لیکے علاوہ زبوں شعار
سوتا تھا ایک حجرے میں یاں کا تاجدار
تلواریں ماریں شاہ کو بیحد و بیشمار
اپنے خیال میں کیا صد پارہ جسم زار
رکھی گلے پہ تیغ جفا قطع سر کیا
مطلق مگر نہ ظلم نے اُسکے اثر کیا

۵۸

اُسکو اور اُسکی بیٹی کو آتا تھا یہ نظر
ٹکڑے ہیں جسم کے ہیں جسد زمین پر
دل میں شریر خوش تھا یہ احوال دیکھکر
آیا محل میں پھر کے اُسی شب ہی سحر
اترا جو نشہ بیٹی نے سب ماجرا کہا
شرمندہ ہو کے بولا اسے تو نے کیا کہا

۵۹

وا قہر اب زمانے میں مجکو نہیں مفر
مارے شہید ہو گیا وہ شاہ نامور
اُسوقت چور نشہ میں تھا کچھ نہ تھی خبر
باہر سے بولا جا ابھی شاہ امم کے گھر
پھر آ ادھر نہ اب ایک آن کر
جلد آ کے مجھ سے کیفیت اُنکی بیان کر

۶۰

یا ہر کہ ہے بیان اگر ہو سچ جو ہیں ہاں
مسوا کسکے ہاتھ تھا وہ اُسکی زباں
میں بعد اذن گھر میں گیا تھا یہی گماں
زخمی ضرور ہونگے شہنشاہ انس و جاں
مسند پہ میں نے شہ بچشم حیرت نظر پڑا
بچھ کر تمام صندل جنت نظر پڑا

۵۵۱
یا امیر نیلم پیرہن کی لے خبر در زمن
مجھکو عطا ہو وہ آپ جو پہنے ہیں پیرہن
شہ نے کہا میں خلعت نو دوں یہ ہے کہن
بولا وہ ہاتھ جوڑ کے یہ ہے جو زیب تن
شہ اسکی تہ سمجھ تو گئے پر رہا کیے
یا آپ نے ہی دعا کبھی شکر خدا کیے

۵۵۲
دیکھا بغور پیکر شاہ ملک سیر
کوئی نہ زخم تھا نہ خراش آئی کچھ نظر
رخصت ہوا امام سے وہ پاؤں چوم کر
ماموں منتظر تھا اسے جا کے دی خبر
خوش ہو امیر زندہ سلامت امام ہیں
یہ رخت پاک دیکھیے زہر ناکام ہے

۵۵۳
ماموں نے خوشی میں کیا سجدۂ خدا
انعام اسکو دیجیے یہ تاکید سے کہا
دینار دس ہزار دیے اور یہ یاد یا
شہ نے نذر امام دی اسکو یہ پھر کیا التجا
آتا میں خود ہی آپکی سرکار میں حضور
تشریف لائیے مرے دربار میں حضور

۵۵۴
یاسر نے جا کے شاہ کو دیا ماموں کا پیام
تشریف لائے بزم میں حاکم کی جب امام
تعظیم کر کے پاس بٹھایا باحترام
پھر سر جھکا کے بولا نادم ہے یہ غلام
بیشک میں مستحق ہوں خدا کے عذاب کا
فرمایا شہ نے چھوڑ دے پینا شراب کا

۵۵۵
بیٹی بھی تھی ہوا وہ حاکم لئیم
آخر وطن میں جا کے شہ دیں ہوئے مقیم
باتوں سے ام فضل کی دل رہتا تھا دو نیم
عاجز تھے اسکے طرز عمل سے شہ کریم
پرہیز حلق کھانے سے جلا نہ کرتی تھی
بالکل اطاعت شہ والا نہ کرتی تھی

۵۲۶
تجھ سی ہی رو دو ادب [illegible] جوش [illegible] ہے
[illegible] زور [illegible] ہے
[illegible] دل [illegible] ہے
[illegible] اب [illegible] ہے
[illegible] ہے

۵۲۷
[illegible] صاف
[illegible] آن
[illegible] آن
[illegible] طلاف
[illegible] ساری

۵۲۸
[illegible] یار
[illegible] کا م
[illegible] کام
[illegible] دام
[illegible] اوپر
[illegible] جضور

۵۲۹
[illegible] بتا
[illegible] کا ملبا
[illegible] سبب
[illegible] غا
[illegible] اپنا سب
[illegible] الابتا

۵۳۰
[illegible] طرب [illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible] دامن
[illegible] بیٹھ کر [illegible]

٥٥

معتضد سا ان دنوں میں تھا وہ اک شیخ تھا فلاں
ہو کتنا اقطع اسی میں تھا اختلاف
پوچھا جو شیخ سے ہوئے اگر تو دیکھا صاف
عالم متحیر تھا تو کہا حکم ہے صاف
عضلے سجدہ کی بھی حفاظت ضرور ہے
اور جو ہے سو یہ حفظ شریعت ضرور ہے

٥٦

بعد اس کے شاہ دین کو بغداد کو رواں
بلوایا معتصم نے جو پہنچے شہ زماں
مسند پہ اپنے پاس بٹھایا بعز و شاں
اور اہم فضل علم کے معنی دی اہل مکاں
کی چند ماہ عزت و حرمت امام کی
لی جان پھر حسد نے شہ والا مقام کی

٥٧

ابن سکیت جو کہ ادیب تھا امام
جس جس کا لقب ہے تقی اور علی ہے نام
حسرت سے جب کہ روضہ کو شہ نے کیا سلام
سوئے بقیع کر کے اشارہ یہ تھا کلام
تشریف میں سب یہاں سے گزرنے کے واسطے
آزادی جان جاتا ہوں نیکی کے واسطے

٥٨

رخصت جو ہو کے گھر سے بصد حسرت و ملال
کی عرض اک محب نے بہ تشویش و کمال
کب واپسی کا قصد ہے اے شاہ خوش خصال
فرمایا اب پلٹ کے نہ آئینگا خستہ حال
بغداد سے رسول کی خدمت میں جائینگے
اور اپنے دادا جان کا پہلو بسائینگے

٥٩

عبدالملک کے بیٹے بڑے کوئی محل مراد
مولا کے علم و فضل سے رکھتا تھا عناد
ہر دم ہجوم خلق سے برہم تھا بد نہاد
مجبور اس نے قتل پہ ہی کر دیا زیاد
فاسد نہاد سے اسے جو معلوم ہو گئے
آزادہ سوختہ مظلوم ہو گئے

٥٩٦
اسواسطے ہوں قطع فقط دستِ سنگیاں
چوری سے تاکہ باز رہیں یہ جا و دواں
مولا کی بات سنکے ہوا خوش وہ بدگماں
کٹ کٹ گئے دل میں سے گئے وہ سارے فقد
ہر جبہ پوش صاحب عمامہ چپ رہا
داؤد کا پسر جو تھا علامہ چپ رہا

٥٩٧
چوروں کے ہاتھ کٹنے میں یہ احتیاط آہ
اسوقت یاد آئے مجھے چند بیگناہ
جب باغیوں نے گلشن زہرا کیا تباہ
تھی کربلا میں لاکھوں مسلمانوں کی سپاہ
شانوں سے کاٹے دلبر خیبر شکن کے ہاتھ
[illegible] سے قطع کردیئے ابن حسن کے ہاتھ

٥٩٨
جاہل نے جدا کئے اسطرح نبی کے ہات
جس نے سکھایا سجدۂ خالق یہ تھی وہ ذات
کس منہ سے میں بیان کروں ساری واردات
ششدر تھا معتصم بھی مگر لائی شر کی بات
ہاں ناگوار یہ ابن داؤد کو ہوا
سب سے سوا قلق اسی مردود کو ہوا

٥٩٩
گھر سے بھی چند روز نہ نکلا وہ بے حیا
خلوت میں معتصم کی خوشامد کی اور کہا
بیحد ذلیل و خوار ہوئے ہم بتائیں کیا
ابن رضا کا علم بھی اور ہم سے کیا
ہم خیر خواہ تخت حکومت ابھی سے ہیں
اس بوریہ نشیں کے محب شاد ہوتے ہیں

٦٠٠
بیساختہ اپنے سر اخلاق کر لیا
اسوقت ہے سیاہ جو تقی ہو بے شور ہا
پڑھتا ہو گر ملک زیر شاہ و ملک
پھر تیری سلطنت کا نہ کچھ پتا
فتنہ سے ہر ایک و فتنہ میں کیا کہوں
تو ہی نکال کوئی طریقہ میں کیا کہوں

۱نلہ

پھیلی ہوئی یہ بات تھی فوج میں جب تھا
اک تیر تھا کمان میں ملا وہ سچ چل گیا
دل سے پسند آگیا اسکو یہ مشورا
جاکر کہا یہ حبشی سے اسیری دلربا
یہ زہر دے سکتی ہوں تو حاصل بنا ہو
لیکن کسی پہ کھلنے نہ پائے وہ بلا جرم

۲نلہ

راضی وہ ظالمہ ہوئی اُلٹی خوش ہوا
انگور رانی میں بھرا زہر پُر دغا
شاہ جہاں سے کھلانے کو اصرار سے کہا
انگور رکھا ہوا تھا کہ اجل کا تھا سامنا
ایسا اثر ہوا دل اندوہناک پر
آیا ورم اثر کے سبب جسم پاک پر

۳نلہ

رونے لگی دکھا کے وہ بیچارا
فرمایا شہ نے روتی ہے کیا بس سنبھالیو
دنیا میں اپنے جرم کی پا سکتی یہ سزا
ہوگا مرض وہ جس کی میسر نہ ہو دوا
منہ آنسوؤں سے تر کرکے وہ دیکھنے لگی
کچھ بھی کہا جواب میں چپ ہو کے رہ گئی

۴نلہ

مسموم شاہ دیں ہوئے ہر ایک کا اتنا
بانی ستم کا معتصم بد نہاد تھا
البتہ راویوں نے لکھا ہے جدا جدا
ترکیب کیا تھی زہر کی تھا کون واسطہ
تاریخ کی کتابوں سے یہ اقتباس ہے
جو قول میں نے لکھا قرین قیاس ہے

۵نلہ

جب زہر رفتہ رفتہ اثر اپنا کر چکا
دو چار روز بعد شہ دیں کی تھی قضا
جو وقت موت آئی یہ بیکس کا حال تھا
ہمدرد تھا کوئی، نہ تھا کوئی دیکھتا
غربت تھی ایک عالم اندوہ و یاس تھا
تھے اقربا قریب نہ فرزند پاس تھا

۲۲۰ھ

یوں تو ہر اک امام پہ ہوتی رہی جفا
پایا کسی نے زہر کسی کا گلا کٹا
زندہ ہے اک امام اُسے قائم رکھے خدا
کمسن کوئی جناب تقیؑ سے سوا نہ تھا
واقع ہوئی تھی موت جب ان نوجوان کی
اس وقت عمر پاک تھی پچیس سال کی

مثلہ

یوں سب سے پہلے جانے کو پہنچا جب امام
چل کر وہ سامرہ سے چلے گیسوئے بحر غم
اعجاز سے جناب نقیؑ ہادیؑ امام
آئے برائے خدمت آخر بچشم نم
غسل و کفن کے بعد پڑھائی نماز بھی
دفنائی خود ہی لاش امام حجاز بھی

مثلہ

جس جا جناب موسیٰ کاظمؑ کا ہے مزار
دادا کے پاس دفن ہوا وہ فلک وقار
یاد آیا پھر ستم زہر سے ہوں بیقرار
آئے تھے قید خانے سے سجادؑ سوگوار
ماتم کیا تھا باپ شہ خاص و عام کو
دفنایا تھا انھوں نے لاشِ امامؑ کو

مثلہ

پنہاں ہوئے جناب تقیؑ جس جگہ مزار
بالائے قبر دولت اعدا تھی شکبار
کیا پوچھوں حال لاشۂ شبیرؑ نامدار
سر شام میں تھا دھڑ تھا زمین کربلا زار
اعضائے جسم شاہ شہیداں نہ مل سکے
تھے منتشر جو پارۂ قرآں نہ مل سکے

مثلہ

اک لاش کے بھی تن پہ نہ سر تھا نہ تھا کلاہ
پہلے ہی دفن ہو گئے بعد ۳ دن کے آہ
خونیں لباس جسم میں بے کفن سیاہ
دو چار روز تن بیکس باحالت تباہ
جنگل کو شہ نے خلد بداماں بنا دیا
اور اک جگہ پہ گنج شہیداں بنا دیا

۱۱۱

[illegible] حسینؑ [illegible] یہ مضمون نارسا

[illegible] بیاں کھلا

[illegible] فراست [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فراست [illegible]

[illegible]

مصنف مرثیۂ ہذا سید سرفراز حسین صاحب خبیر کو علاوہ حضرت اوج دل رفیع مرحوم کے جناب میر فراست حسین صاحب فراست مرحوم زیدپوری سے بھی تلمذ حاصل ہے جناب فراست اعلی اللہ مقامہ نے بتاریخ ۲۷ صفر ۷۲ھ بمقام زیدپور انتقال کیا

تصنیف مرثیۂ ہذا بتاریخ

۲۰- دسمبر ۱۹۵۲ء

باختتام رسید

رباعی خبیر

کیا حسن پیری کی خراشیں نکلیں   گویا دل صد چاک کی قاشیں نکلیں
دانتوں نے دہن چھوڑا قیامت کی ہے بات   اک قبر سے بتیس یہ لاشیں نکلیں

دیگر

رہتی تھی جو ذلتوں کی بانی پہنچی   بدنامی دنیا کی نشانی پہنچی
طفلی نے نہ پیری نے دیا ساتھ خبیر   جنت میں مرے پاس جوانی پہنچی

دیگر

آزادی دنیا سے اسیری اچھی   سرکش جو شباب ہو تو پیری اچھی
بندوں میں خودی کی شان آجاتی ہے   ہمکو تو امیری سے فقیری اچھی

مرثیہ ۱۲

بس بارہ اماموں میں یہی چار علیؑ ہیں

تعداد بند (۱۱۰)

در حال امام علی نقی علیہ السّلام

مصنّفہ

سید فراز حسین رضوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت امام علی نقی علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَصِيَّ الْاَوْصِيَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْاَتْقِيَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ عَلَى الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلَفَ اَئِمَّةِ الدِّيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ يَا عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا التَّقِيُّ الْعَسْكَرِيُّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ اللهِ الْمُضِيْئُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ

تاریخ ولادت باسعادت ۵ رجب ۲۱۴ھ تاریخ شہادت ۳ رجب ۲۵۴ھ
جائے دفن سامرہ

۲۸۶

بس بارہ اماموں میں یہی فرق علی ہے
پہلے تو بلا فصل پیمبر کے وصی ہیں
پھر حضرت سجاد ولی ابن ولی ہیں
ہر ایک غریب الوطن ایک نقی ہے
تعریف نبی وصف ہے ہر ایک علی کا
اترا کا ہے ذکر جو ہے ذکر نبی کا

۲

کونین میں اللہ کا ہے ذکر عبادت
بس طاعت حق آل محمد کی ہے مدحت
مائل ہوتی ہے مدح علی پر طبیعت
پہنا ہے قلم نے کے لبوس نظافت
لکھی جو ثنا صفحۂ کاغذ پہ نقی کی
جب غور سے دیکھا تو وہ مدحت تھی علی کی

۳

کم سن تھے پدر سے جو مقدر نے چھڑایا
اور داغ یتیمی دل نازک پہ اٹھایا
خالق نے انہیں [illegible] پہ بٹھایا
اقلیم شریعت کا شہنشاہ بنایا
اس عمر میں عہدہ جو امامت کا دیا تھا
اللہ نے ہر عیب سے معصوم کیا تھا

۴

دریائے ہدایت کو ہر سمت کو جاری
بن بن کے گھٹا آنے لگی رحمت باری
اسلام کے گلشن میں چلی باد بہاری
سرسبز ہوا ہے سے جلنے لگے ناری
[illegible] نے کہا [illegible] حضرت کو وطن ہے
یہ پھول امامت کا [illegible] کے چمن میں

۵

مرتبہ [illegible] کہ محمد بھی علی بھی
حیدر تھے اولی الامر بھی [illegible] ولی بھی
ہے فاطمہ کا باغ [illegible] حسینی بھی
عصمت کا علم [illegible]
تجنیس [illegible] میں
اک نقطہ کا ہے فرق نقی اور نقی میں

۶

اک روز نقی صاحبِ معراج کے دلدار
تھے زینتِ مجلس صفتِ احمدِ مختار
عمار بن زید بھی تھے حاضرِ دربار
وہ بولے کہ کیا چرخ پہ جا سکتے ہیں کفار
یہ سنتے ہی بالائے ہوا شاہِ اُمم تھے
جھپکی نہ پلک بھی کہ نگاہوں سے نہاں تھے

۷

جبریلؑ نے کی عرض جو ہو حکم براق کے
مدت سے ہے محروم یہ خادم بھی شرف پائے
پھول اپنے بچھا دو گلستاں جناں لائے
معراج کے منظر شہِ کونین دکھلائے
دم بھر میں گئے مثلِ نبی عرش پہ مولا
تھے فرش پہ ابھی اور ابھی عرش پہ مولا

۸

پھر اپنی جگہ آ گیا وہ تختِ سلیماں
تابوت کے جمع آگے تھے عیسیٰ دوراں
یا حجرۂ شرف میں تھا عیاں نیرِ ایماں
یا عرش سے نازل ہوا تھا کعبۂ قرآں
ہمراہ تھا شہ کے چمنِ راز کا طائر
اڑتا ہوا اک گلشنِ اعجاز کا طائر

۹

پر اس کے سنہرے تھے ذرا سی تھی منقار
تھا وردِ زباں کلمۂ توحید بتکرار
کہنے لگا حضرت سے وہ اے قبلۂ مختار
صدقے قدمِ شہ پہ ہے جنت کا بھی گلزار
کیا حکم ہے آیا ہوں کہاں سے یہ بتاؤں
قدرت ہے ابھی پھر سوئے فردوس میں جاؤں

۱۰

فی الحال کہ یہ شانِ شہِ معجزہ آرا
اڑتا تھا جو نہیں قانعِ حیدر میں ستارا
راضی جو ہوا مالکِ فردوس کا پیارا
پھر اڑ گیا وہ سوئے جناں پا کے اشارا
پہلے سے ہوا شہپر میں ہیں رنگ زیادہ
خوش لحن و خوش آواز و خوش آہنگ زیادہ

۱۱

رنگین و طرح دار تھے مرغ جناں اور
اس طائر مخصوص کی حالت پہ کیا غور
کہتے تھے کہ اسوقت میں کچھ اسکے ہیں طور
ممتاز ہوا سارے پرندوں میں وہ فی الفور
طائر نے کہا آتا ہوں گلزار علیؑ سے
عزت یہ ملی ہے مجھے دربار نقیؑ سے

۱۲

اے صل علیٰ ذات نقیؑ سید ذیجاہ
مختار جہاں شاہ زماں عاشق اللہ
بعد نقیؑ عرش نشیں تیرہ برس آہ
یثرب میں رہا منزل اسلام کا وہ ماہ
عباسیوں کا دور تھا اور بھول علیؑ کا
تھا عصر ہوئی بیچ میں مہ جابر نبیؐ کا

۱۳

عبداللہ مردود مدینے کا تھا والی
ایماں کا عدو دشمن شاہنشہ عالی
حضرتؑ کے ستانے کو یہ راہ اُس نے نکالی
خط میں متوکل کو لکھا جھوٹ بحالی
سادات میں ہوں لوگ تو بدخواہ بھی ہیں
اک فوج کی ترتیب میں ان روز نقیؑ ہیں

۱۴

کذاب نے جو لکھا تھا وہ جھوٹ تھا یکسر
واقف ہوئے اس امر سے فرزند پیمبرؐ
حضرتؑ نے بھی خط بھیج دیا اسکو یہ لکھ کر
والی نے جو تحریر کیا کیجو نہ باور
کچھ یہ نہیں برہم ہو وہ بدخواہ مجھی سے
بے فائدہ رکھتا ہے عناد آل نبیؐ سے

۱۵

یہ دونوں خطوط اُسکو بیک وقت ملے جب
حضرتؑ کو خوشامد سے لکھا شرع میں تب
واقف تھا معلوم ان باتوں کی کیا آپکو مطلب
والی مدینہ کو بھی معزول کیا اب
ہرگز نہ قدم راہ عداوت میں دھریگا
اب اُسکی جگہ کام ابوالفضل کریگا

١٦

پھر بھی گیا شہ کو یہ نہیں لکھے پر آنا
ہر خط میں وہ مکار یہ لکھتا تھا بہانا
مشتاق زیارت ہے غلام آپکا آقا
سرکار مع اہل و عیال آئیں تو اچھا
باہر نہیں ہے آپکی خدمت سے یہ خادم
محروم نہ رہ جائے سعادت سے یہ خادم

١٧

ہر نامہ کے مضمون ہوا کرتے تھے ایسے
شبیر کے پاس آتے تھے خط کوفے سے جیسے
عباسیہ سلطان ہوا کرتے تھے کیسے
یہ جیسے تھے وہ شامی و کوفی بھی تھے ویسے
بد اصل تھے یہ بیشتر اونکا رہتے تھے دلوں
جبال تھے غدار تھے مکار تھے دونوں

ز سعاک

١٨

آخر تو کہا سبھی نے کیا تازہ ستم آہ
دربار سے بھیجا جسے مخصوص ہوا خواہ
اک فوج بھی ہمرہ کی بصد شوکت و باجاہ
الغرض سب کو بن ہر شہ کے کردیا ہمراہ
بھیجا طرف شاہ نمائندہ بناکر
سمجھایا بن ہرثمہ کو گوشہ میں جاکر

١٩

کیا لکھ دیا چپکے سے یہ معلوم نہیں ہے
اک خط بھی دیا شاہ کے نام اس نے لکھکر
یہ تیر ہوا خواہ یہ سردار یہ لشکر
حاضر ہیں اطاعت کو جو فرمائیں گے سرور
جس طرح بھی ہو سید ابرار چلے آئیں
ممنون میں ہونگا جو سرکار چلے آئیں

٢٠

یہ خط جو ملا قبلۂ ارباب صفا کو
مولا نے کیا یاد شہ کرب و بلا کو
مطلب تھا آمادہ ہیں غدار جفا کو
میں نعمت حق سمجھا ہوں ایک بلا کو
نامہ طلبی کا نہیں پیغام قضا ہے
یہ آپ کا فرزند بھی پابند رضا ہے

۲۱

بڑا ہوا تھا اسکو بلانے کا قرینا
انداز حرارت کا با الفاظ دگر تھا
محفوظ رہیں تا کہ رہے دوست اپنا
انکار مناسب نہیں سمجھے تھے والا
بولے یہ پیمبر سے ہم تمہارے ساتھ چلوں گا
جو خدا کہے
اشتر نے جا کے ہمراہ چلوں گا

۲۲

بہتر ہو جو اک ہفتے کی دے مجھ کو مہلت
وہ بولا مناسب ہے بڑے شوق سے حضرت
احباب میں برپا ہوا اک شور قیامت
پیغمبر نے کہا ہے یہ پیمبر کی ریاضت
حیدر سے چھٹا چھوڑا حسین ابن علی نے
پھر موسیٰ کاظم نے رضا اور تقی نے

۲۳

دسواں چمنستان امامت کا جو ہو گل
تیار سفر کے لئے اس وقت ہے بالکل
نور صمدی شمع شبستان توکل
اندیشہ یہی ہے متوکل نہ کرے گل
دنیا میں ہے اب ماہ امامت کے سوا کیا
پھر بزم شریعت میں ہے ظلمت کے سوا کیا

۲۴

ہر چار طرف پھیلا تھا دود غم ہجراں
اور کوچ پہ تیار تھے شاہنشہ ایماں
ناگاہ دیا حکم بنے جانے کا ساماں
خیاط جو آئے تو کہا در ہوا فرماں
کثرت سے ہر اک چیز ہو دونی ہوں قبائیں
ہوں صدریاں تو روئی کی دونی ہوں قبائیں

۲۵

بارانیاں تیار ہوں اور گرم قبائیں
وافر ہوں لحاف اور متعدد ہوں ردائیں
موٹی ہوں قمیصیں جو ہواؤں سے بچائیں
کمبل ہوں بڑے ایسے کہ ٹھنڈک کو مٹائیں
موجود وہ سامان ہے رخت سفر ہو
جس پر نہ تو اولوں کا نہ بارش کا اثر ہو

۲۶

اک ہفتے کے اندر ہوا تیار وہ سامان
کہتا ہے یہ ہر فرد دلیل تھا میں حیران
واقف نہیں شاید کہ سفر سے ہیں پریشان
ہے دور کئی ماہ ابھی فصل زمستان
بیکار ہے ایسا بھی ہے سودا یہ ذرا ہے
ہے بھی تو یہ اک ہفتہ دو ہفتہ کا سفر ہے

۲۷

جو شخص سفر سے بھی نہ واقف ہو ذرا سا
وہ راز الٰہی کو سمجھ سکتا ہے پھر کیا
ایسے کو بھی لوگوں نے امام اپنا بنایا
یہ سوچ کے ہنس دیتا تھا میں اور رب اعلیٰ
اک شخص جو ہم لوگوں کے ہمراہ تھا چپ تھا
وہ آل پیمبر کا بھی ہمراہ تھا چپ تھا

۲۸

سامان سفر ہو گیا جس وقت مہیا
رخصت ہوئے روضے سے نبی کے شہ والا
پھر اور بزرگوں کی لحد پر گئے آقا
گویا یہ اشارہ تھا کہ رخصت کو ہو گیا
آباد مکانوں میں بھی بستی تھی اداسی
ہر در و دیوار پہ برستی تھی اداسی

۲۹

روتا ہوا نکلا جو پیمبر کا مسافر
بولے در و دیوار خدا حافظ و ناصر
جب چل چکا جانب عراق وہ صابر
نقارہ بجا کوچ کا مرکب ہوا حاضر
یثرب سے وہ اہل کرم و داد سدھارا
زہرا کا قمر جانب بغداد سدھارا

۳۰

شہروں سے گزرنا کبھی جنگل میں ٹھہرنا
وہ تپتے ہوئے دشت وہ جلتا موسم گرما
کھولا ہوا پانی تھا جو تھا بھی کہیں چشمہ
سوکھے ہوئے پتے تو وہ دہکتا ہوا صحرا
چلتے تھے بگولے کہ شرارے سے تھے
جلتی ہوئی شمعوں کی لویں بنتے تھے

۳۱

آیا تھا اسی راہ سے جب لشکر غدار
اک شخص تھا ساتھ اُس کے کہ تھا جو نیزہ بردار
یہ قول علی کا ہے جو تھے فوج کے سردار
خالی نہیں ہے کوئی زمیں قبر سے زنہار
یہ شکل کی بات یقیں کوئی کرے گا
اس دشت کو دیکھا ہے کہاں کون مرے گا

۳۲

اُس وقت وہ جب چپ ہو گیا تھا عاشق مولا
تا گرد ہی دشت آ گیا پھر لشکر اعدا
اتنے میں اُٹھا ابر سیہ چھایا اندھیرا
وہ سرد ہوا اور وہ اولوں کا برسنا
جاڑا وہ کڑاکے کا وہ جمتا ہوا پانی
وہ گرتی ہوئی برف وہ جمتا ہوا پانی

۳۳

وہ موت کے ناخن کی ہوا وہ ہیں خراشیں
وہ اُنکی جگر کاویاں وہ اُنکی تراشیں
اولوں کے وہ انبار کہ دب جائیں گی لاشیں
خیموں کی طنابیں بھی نہ بن سکیں کہ تاشیں
طوفان فنا سے جو ہم آغوش تھا میداں
یخ پوش تھا بلکہ کفن پوش تھا میداں

۳۴

جب شاہ کو سردی کی نظر آئی یہ حالت
اُس جاڑے کے سامان سے ہوئی درد و وحشت
مولا کے جو ہمراہ تھے پانے لگے راحت
ناقوں پہ بھی جاڑے کی لگی کھل فراغت
خیمہ میں بن ہر شے بھی کانپ رہا تھا
ہمراہ وہی عاشق ضرغام خدا تھا

۳۵

ناگاہ پکارا یہ غلام شہ والا
سرکار نے یہ جاڑے کا سامان سمجھا
دیکھا جو یہ ہر شے نے تحفہ مولا
دی دل سے دعا شہ کو کیا شکر خدا کا
سردی کے سبب جس سے ہم آئے تھے دونوں
اب بچ ہوئے جاڑے کا ملبوس تھے دونوں

۳۶

کیوں حُر جو پیاسا تھا اور پانی تھا نایاب
اُسکو مع لشکر کیا شبیرؑ نے سیراب
یاں جاڑے کی شدت سے جو سب ہو گئے بیتاب
حضرتؑ نے مہیا کیے آرام کے اسباب
اعدا کو وہاں پانی دیا سبطِ نبیؐ نے
اغیار کو خلعت یہاں بانٹے ہیں نقیؑ نے

۳۷

اپنے ہوں کہ بیگانے ہوئی سب پہ عنایت
موت آئی نہ تھی جنکی ملے زیست کے خلعت
محروم رہے جنکی نہ یاور ہوئی قسمت
مُنکر بھی بچا لے یہ ہے انکی حجت
جو پاچکے تھے شاہؑ کے انعام وہ سوئے
مرنے سے بچے اور بآرام وہ سوئے

۳۸

جب دُھوپ آئی تو سدھرنے لگی حالت
بادل سے چھپا مہرِ مبیں کی ہوئی طلعت
دکھلائی پھر آکر یہیں خالق نے یہ قدرت
مطلع ہوا اب صاف ہوئی دھوپ میں حدت
اب جان کے بچنے کی نشانی ہوئی پیدا
پھر خون میں پہلی سی روانی ہوئی پیدا

۳۹

فرمایا یہیں پر شہِ کشتاہ نے اُس آن
ہمراہیوں کی اپنے خبر لا کسی عنواں
کیا دیکھتا ہے جا کے وہ ہے ستم کا سماں
اُن ساتھیوں میں اتنی ٹھنڈ سے ہو گئے بیجاں
حضرتؑ کو گلہ اُس نے کیا چرخِ کہن کا
شہؑ نے کہا ساماں کرو اب غسل و کفن کا
دفن

۴۰

کچھ دیر میں قبریں بنیں اس دشت میں شاد
حضرتؑ نے کہا جد کا یہ قول ہے مجھکو یاد
واللہ ہے حق حیدرِ کرار کا ارشاد
محبوب منافق ہو کے مومن ہو دلشاد
کہتا تھا محب شان ہے ربِ ازلی کی
کیوں بھائی یہ تصدیق ہوئی قول علیؑ کی

۳۱

اس واقعہ کا گرچہ اثر سب پہ ہوا تھا
یحییٰ ہوا تھا جو کسی طرح عاشق مولا
پھر چلنے پہ تیار ہوا قافلہ سارا
جب سامرہ میں پہنچا اسی طور سے بولا
رستے کی زمیں گوہر اعجاز سے بھر دی
عالم کو بن ہر لمحہ نئے جلوے کی خبر دی

۳۲

پہلے متوکل کو تھا وہ شوق زیارت
جو خط میں لکھا تھا کہ چلے آئیں حضرت
سب مکر کی باتیں تھیں نہ تھی کوئی حقیقت
بلایا یہ بن ہر لمحہ کے صاحب حکمت
ایوان نہ کسی خانہ روشن میں جگہ دو
اس شخص کو تھا جو کہ مسکن میں جگہ دو

۳۳

وہ جائے کثیف آہ تھی آبادی سے دور
پڑے رہتے تھے واں سارے فقیروں کا تھا معمور
اک حجرہ تاریک میں ٹھہرے شہ پرنور
سامرہ میں ہر سو یہ خبر ہو گئی مشہور
ان ذروں پہ یاں جلوہ نما ماہ مدینہ
تھا جو کہ رہے ساتھ کبھی شاہ مدینہ

۳۴

صالح کہ تھا محب آپ کا آئے یہ جناب جب
حاضر ہوا وہ خدمت اقدس میں جو بے تاب
حضرت نے کہا اسکو لگا یہ ہوش جب
جب علم ملا بیٹھا محب ہو کے مہذب
کی عرض بیاں کر کے سلطان غیور آئے
دشمن کے طلب کرنے پر افسوس حضور آئے

۳۵

دانستہ کبھی آپ کے لائق نہیں یہ جا
شہ بولے مصیبت میں یہ ہم پہ ہی آیا
سجاد کو کہاں اور کہاں قید کی ایذا
زنداں کے ستم حضرت کاظم نے کیا تھا
ہاروں کو عداوت تھی پہ سن شاہ امم سے
مرنے پہ رہائی ہوئی تھی قید ستم سے

۲۴۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۶

صانع تو مری حالت ہر پیچ ہے معلوم
دیکھ آنکھ اٹھا کر تو ذرا قدرتِ قیوم
کیا دیکھتا ہے وہ کہ جہاں بستے ہیں معصوم
اک باغ ہے جنت سے جسے کہیے موسوم
بلبل کی زباں پر ہے ثنا آلِ عباؑ کی
آتی ہے ہواؤں سے صدا صلِّ علیٰ کی

۴۷

وہ طائروں کی زمزمہ خوانی کی بہاریں
شاداب نہالوں میں جوانی کی بہاریں
وہ نہرِ مصفا کی روانی کی بہاریں
تھالوں میں چھلکتے ہوئے پانی کی بہاریں
ہر عکس سے شاخوں کے اثر ہوتے ہیں پیدا
کچھ زیرِ شجر اور شجر ہوتے ہیں پیدا

۴۸

پھولوں میں حسینوں کی نزاکت کی ادائیں
پتوں میں نمِ مُرد کی لطافت کی ادائیں
قامت میں صنوبر کے قیامت کی ادائیں
نرگس کی وہ آنکھوں میں بصارت کی ادائیں
ہر غنچے میں وہ جام مئے نور کا عالم
انگوروں میں وہ دیدۂ مخمور کا عالم

۴۹

ساقی ترے قربان وہی جام وہی جام
جس جام پہ لکھا ہے ترا نام وہی جام
کہتے ہیں جسے ساغرِ اسلام وہی جام
دیتا ہے جو ایمان کا پیغام وہی جام
نشہ میں کبھی حد سے زیادہ نہ بڑھے گا
ہر گھونٹ پہ کلمہ [illegible] پڑھے گا

۵۰

ہم رتبۂ زمزم سے کہیں ہے یہ بادہ
الیاسؑ و خضرؑ کا بھی ہے جادہ یہ بادہ
عرفاں کی منزل میں ہے نور یہ بادہ
خاکِ درِ میخانہ ہے دُردِ تہِ بادہ
ذروں میں ہر اک درد مصیبت کی دوا ہے
عصیاں کے مریضوں کے لیے خاکِ شفا ہے

۵۱

ساقی تو مرے ظرف کو پیمانہ بنا دے
پھر اپنے کرم سے خم میخانہ بنا دو
سلماں کے دل کو در جانانہ بنا دے
میثم کی طرح مجھ کو بھی دیوانہ بنا دے
پھر اور نصیری کی طرح کہہ نہیں سکتا
پھر کوئی نہ میرا اگر رہ نہیں سکتا

۵۲

ہیں جتنے یہ عیسیٰ ترے بیمار محبت
زنداں میں ہیں یوسف سے گرفتار محبت
کعبہ میں اٹھائے تھے نبی بار محبت
معصوم ہیں یہ سب میں گنہگار محبت
وہ اور ہیں جن کردہ گناہ بخشی کرم ہے
ناکردہ گناہی بھی محبت میں خطا ہے

۵۳

ساقی ترے در پر مجھے مرنا مجھے جینا
جینے کے سہارے ہیں یہی ساغر و مینا
اب تو ترے میکش کا ہوا ہے یہ قرینا
واعظ کو جہاں دیکھ لیا رند ہیں پینا
ہے وجد میں خم نکہت مے جھوم رہی ہے
توبہ ترے میکش کا دہن چوم رہی ہے

۵۴

اس میکدے سے پہلے تو پایا نبوی جام
پھر فاطمی اک جام ملا اک علوی جام
تو پی چکا جب جام اٹھایا رضوی جام
اس سلسلے میں پھر تقوی و نقوی جام
چودہ کی محبت میں نکالا تو جو نکلا
باقی ہیں مرے دو جام ابھی دیر سو نکلا

۵۵

سبطین ز صہبائے حسن دیکھ رہے ہیں
در ہائے ولایت کے عدن دیکھ رہے ہیں
ہم معجزۂ شاہ زمن دیکھ رہے ہیں
صالح کی طرح طرز حسن دیکھ رہے ہیں
تو بھی ہے علی یہ ترا دلبر بھی علی ہے
کیا باغ کرامات نقی ابن نقی ہے

۵۶

مومن نے ذرا غور سے جب باغ کو دیکھا
دریا نے کہا تھا کہ ابر، میں گل تر آ
کچھ وقت ہے تھوڑا سا دن اے صبح ادا جا
چھینا ہے ہلال و گل نے کہیں دامن آقا
صبا نے کہا تا شاہ چمن زار کی انصر
سوال تری کا ایں بند ہو اوری کی نصر

۵۷

وہ بانہ وہ بیکل رہے سجدے کی بھی خواہ
بن وان جہاں بھی بنا ہے جبیں پہ سجدہ
وہ بولا کہ دل کو آپ کی ہے صدر جا نکلہ
کا سر آبرو یہ عدو آ نکلا اے بندہ نگاہ
تب نے کہا دو نہیں شوق کل پہ بہارا
لیکن ہے زمین وہ مرا آفاق پہ بہارا

۵۸

آخر وہ کوئی عید نہ لگا یار کی رخصت
سوال نے کہا ہم اسکو لگا یار ہے محبت
پھر آگیا ہی اے دیر نہ ہم وحشت پہ ابرا سب
یہ نالی کا تا ہاں اگ زمیں کو کی طلعت
سر خاک ہے یہ تھا اور فرم راز وصبا میں
معروف زبان بچوں کی انگلی ہے نہ خدا میں

۵۹

دو بین کی یادوں کو نہیں ہے بھی چھوٹ جو بیتنی
اس بیشتر و سیاہ وہ کاسہ نمرہ
دریا بن زرا آتی ہی آگ کتھا منجم
اب ملکی جو است ہے بس نے اگر بیرنجی جو ای نہیں کی
روتی تھا وہ اور دل بیچارا ہوا تھا
حد نہ کی گلہ وری کی بھی جلوہ گر کی تھی

۶۰

م رہ میں یہ جو من تھا کہ نہ سکتے ہی پہ آرزو
افعال پہ یہ کردار یہ بہ وحدت ہے کہ لطف عدد
لیکن بنظر آئے اب منظوم ہے کہ وہ طور
داخل ہو مولا کے محبوب ہیں بن وہ ذی العقد
بلند مسلک ہے ابرار کا جو نہ چاہے بادب
جہاں محوو نکو ہر بات اک بھی ادب

٦١

زرّاقی اسی طرح رہا حاضرِ خدمت
معلوم ہوئی جب متوکل کو یہ حالت
دراصل تھا منحوس سعید اہلِ شقاوت
اُسکے متعلق ہوئی بیکس کی حراست
بد اصل تھا بد نسل تھا بد بخت تھا ظالم
نرمی سے نہ واقف تھا بہت سخت تھا ظالم

٦٢

ہر روز نئی دیتا تھا مظلوم کو ایذا
قسمت نے یونہیں بارہ برس قید میں رکھا
حاکم سے مگر کہتا تھا جا کر ستم آرا
حضرت کو کوئی بات نہیں ہوتی ہے بیجا
ہر چند نہ راحت ہے نہ آرام ہے اُنکو
اوراد و وظائف سے مگر کام ہے اُنکو

٦٣

آخر متوکل نے نکالی نئی تدبیر
دربار میں بلوایا گیا وہ شہِ دلگیر
جلادوں کو فرمان دیا کھینچ لو شمشیر
جب آئیں وہ پھر قتل میں تم کیجو نہ تاخیر
شہ آئے تو عنوان نرالا نظر آیا
تلواروں کے سایہ میں علی کا پسر آیا

٦٤

جلاد پریشاں متوکل کو تھا آزار
اعزاز سے حضرت کو قریب اپنے بٹھایا
پوچھا یہاں کیوں آئے تھے فرزندِ نبی جی
کہنے لگے مولا کہ طلب تو نے کیا تھا
کی عرض کہ آقا مرے اب شوق سے گھر جائیں
زحمت ہوئی بیجا یہ شہِ جن و بشر جائیں

٦٥

جب پاؤں رکھا آپ نے دروازے کے باہر
جلادوں نے سر جھک کے رکھے شہ کے قدم پر
راہی سوئے منزل جو ہوا ماہِ پیمبر
سرہنگوں کو بلوا کے یہ کہنے لگا کافر
کس واسطے فرزندِ پیمبر کو نہ مارا
کیوں مجھ سے چھپے دلبرِ حیدر کو نہ مارا

ملا دو دل کسی کو عوض حالت [illegible]
در دو دست میں [illegible]
اگر شخص نظر [illegible] تھا [illegible]
کستا تھا جو [illegible]
محفوظ [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱

حیوان بھی پہچانتے تھے رتبۂ مولا
حیوانوں سے بدتر تھے وہ انسان سگِ دنیا
جن لوگوں نے حق آلِ پیمبر کا نہ جانا
دیکھا متوکل نے جو قدرت کا یہ نقشا
شرمندہ ہوا دل میں بہت او دیا حکم
اب جانے دو فی الحال نہیں کوئی نیا حکم

۲

کھولا گیا پھاٹک تو برآمد ہوئے سرور
پہنچانے کو ساتھ آئے وہ حیوان بھی تا در
آرام سے گھر کو شہِ دیں آئے پلٹ کر
تکلیف دی پر آپ کو ظالم نے برابر
کچھ قدر نہ کی جانِ رسولِ دوسرا کی
کی گھر کی تلاشی کبھی پھر اور جفا کی

۳

اک مرتبہ دربار میں پھر شہ کو بلایا
تعظیم کی مولا کی اٹھا اپنا پرایا
مردود نے پاس اپنے با اعزاز بٹھایا
حضرت کی طرف جامِ مئے ناب بڑھایا
معصوم نے فرمایا برا کرتا ہے ظالم
ساغر کو ہٹا قہر کیا کرتا ہے ظالم

۴

ہم چار رسولان و ائمہ کے ہیں وارث
جن بندوں پہ ہے شانِ قدم ہم ہیں وہ حارث
قرآن میں تطہیر کی آیت کا ہیں باعث
ہم طیب و طاہر ہیں یہ ہے ام خبائث
یہ راہِ ضلالت کی بھی دکھلاتی ہے تجھکو
اللہ سے کچھ شرم نہیں آتی ہے تجھکو

۵

متعجب ہوا دل میں بہت دشمنِ اطہار
پھر کر نہ سکا قبلۂ ایماں سے وہ اصرار
حضرت سے کہا شاہ کو یہ بولا وہ خطاکار
پھر گانے کا بھی شوق ہے اے سید ابرار
برہم ہوئے مولا کہا یہ ہو نہیں سکتا
میں دولتِ ایماں کو کبھی کھو نہیں سکتا

۴۶م

بولا وہ تیقن کا جرس رہ کے حسن سے کچھ پیدا انتشار
راضی ہوا وہ احمدِ مختار کا دلدار
ایمان کا وہ جوہر ہے جس کا ایماں پہ جو ہر دار
تقریب کے عزم سے سب ہی جمیل ہوئے ایمان کا اقرار
اعلیٰ بخدا ہے وہ ہی اہلِ صفا میں سے یہ
وہ صفا ہوں ان پہ ہوسِ وقت انتقال میں

۴۷م

ہاں جی بیاں کرتا ہو ابن نظر کا منصور معلوم
وہ تاج کہاں ہے کہ جو یہ عیش نہیں
وہ جو ہر دن کی یہاں ان کی زینت ہوئی معلوم
شکی میں جھکا ہے اصح ہوئے کہ مقدم
محکوم میں یہ الوان ہیں جو علم پایا
جب بدن کے بن کے کھینچے ہیں جو یہ علم پایا

۴۸م

آرام کہاں دل کو ایسا بنا ہے کہ اندا
سے کھا نام کو باتیں یہ ان کا الہی ہو کیا
بجان کی ہے کوں دردو سو کو ان ہی بڑا ہے کہ حافظ
یہاں یہ شہید کی ہے کربلا ہی ہے صلا
جا انہیں کی نو یہ بصیرت سے کہ ہو آیا
حاصل ہوا ان کی یہ جو خیر کو آیا

۴۹م

کرم سا ہو ہو سا شیخ تھا وہ انتظار
دنیا بنا یہ فضل عمر و بن یہ افضار
دو پاس تو دل کو ان کا تن بد ہا تار
سے کھا سیخ علی طبیعت کو کہا ہوئے یا چار
الفاظ یہ مرحوم ہو دنیا سے آئے
یہ ہو شیخ وہ باغ و دنیا کے آئے

۵۰م

ہے خصلت کا سب ہے العباد اعزاز
یہ بات کا ایجاز ہے اعجاز
یا علی عالم ہیں نماز و نیاز ہے از فراز
بیان کی دو عالم صل علی ہوئے گی کی آواز
دادا کا ان ہی اسلام ہے واداد کی ایمان نظم
دادا ان کا بہ کا سب ہے اس کی ابتدا ہو نظم

۱۸۱ م

معلوم تھا یہ جس کو یہ ظالم کے ارادے
اولاد نبی قطع ہیں یوں کر کے جیت داور
بازار یہ دنیا کے ہم دو جوان کے
ناقدری سے ہم جفا کار نے آزار
والے نے زیارت سے اکثر مسلط ہی
بے بادہ جو زیارت ہی حسین ابن علی کی

۱۸۲ م

بیدار ونیا طلب کیا اسے تھا کے الغرض
تھی فکر میں جانے کو سے ارادہ امر
ظالم یہ ہے ظلم کا عیار جگر سے بند ہیں
عاجز ہے خدا سے تباہ روضہ کا رو
کوفہ دانا ہم اس سے ہم تھا خدا یہ بیغم
خود یہ سے کہ دو جگر کے ہیں سایہ بیغم

۱۸۳ م

بیدار و ضمیر یہ تھی تاج سر کا تھی علی حسنا
اعدا جو یہ رو بہ یہ تھی نہیں بیجا
کرنا متوالا تھی جانب کا دار انا
اک ظلم کا وفا ارادہ اور سے بیکا
منظور تھی دولت سے اولاد نبی کی
کرتا رہا تاراج دو کو تھی نبی کی

۱۸۴ م

لیکن جو یہ عزت ہے سب و خدو بد دنیا سے
دین سے تھی بکا کر کو بگڑ نہیں سکتا
ظالم یہ بکا جا کے ہیں جمیل کا کوئی
جو قتل کیا تھا بیت سے آ کے مرناوہ کو تھا
بے شہادت کا اعزاز رسول عربی کا
قائل یہ خطا سے کہ تھا ادا رسای کا

۱۸۵ م

معصوم بچوں کی دولت کے لیے نہیں نبیوں کا مال
تو بہ ہر تھا اس کا یہ خانی ابن علی کی جان
کعبہ پر تھی کا منبر سے تھی خدا کو ادا
آخر یہ نکالا ہم نے کیا یہ سب خون
وہاں تھا جو نے دیا ظلم و غضب میں
دو زبان دین میں کی بیوا دیکھ بغض

.

٣٦

وہ دھوپ وہ لو اور وہ گرمی کا زمانہ
بھن جاتا تھا گر خاک پہ گر جاتا تھا دانہ
خود تخت رواں پر تھا وہ مردود روانہ
اور خاک بسر دین کا وہ دُرِّ یگانہ
پیدل تعاقب تخت رواں دوڑ رہا تھا
قدموں پہ وہ تھا سر سے پسینہ جو بہا تھا

٣٧

ظالموں کو تھا حاکم شقی تیز تو رفتار
حضرت کی طرف دیکھ کے ہنستا تھا ستمگار
شہ دوڑتے جاتے تھے برابر سر بازار
مرجھا ہوئے پھول تھے تلوے تھے پُر خار
کہتا تھا شقی مڑ کے کہو کیا ہو میں کیا ہوں
فرماتے تھے مولا کہ میں راضی بہ رضا ہوں

٣٨

اک شخص نے کی عرض کہ اے سید والا
واللہ بہت آپ کا ہے مرتبہ بالا
توہین کا حاکم نے طریقہ یہ نکالا
شہ نے کہا ہے شکر خداوند تعالیٰ
دشمن ہو زمانہ مرا اللہ معین ہے
حرمت مری کم ناقہ صالح سے نہیں ہے

٣٩

اک راز الٰہی تھا جو فرما گئے مولا
جن لوگوں نے پئے ناقہ صالح کو کیا تھا
وہ تیسرے دن چل بسے تھے چھوڑ کے دنیا
اتنے ہی دن اس حاکم جابر کو تھا جینا
ظاہر ہوا جو شہ نے کنایہ میں کہا تھا
اک رات کوئی اترا وہ مردود خدا تھا

٤٠

تھا باغر درمی جو غلام متوکل
ظالم نے یہ سمجھا تھا وفا میں ہے وہ کامل
تلوار کا اپنی اُسے خود کر دیا حامل
آخر وہی ثابت ہوا مردود کا قاتل
بیٹا متوکل کا پدر سے جو خفا تھا
باغر کو اسی شخص نے ہموار کیا تھا

۹۱

بس منتصر آخر ہوا اُس تخت کا مالک
چھ ماہ رہا صاحبِ اقلیم کا وہ مالک
موت آئی اُسے بھی کہ فنا اُس کا تھا مالک
پھر طرح کے اوروں نے حکومت کی سرِ ملک
ہوتے رہے دن رات فسادات کے چرچے
لوگوں کی چڑھائی کے بھی سدا رہے چرچے

۹۲

آرام سے وہ اہلِ جفا رہنے نہ پائے
آمادہ فلک رہتا تھا ہر دم کہ مٹائے
تلواریں یہ برسیں کہ عدو خون میں نہائے
خلعت جو پہنے تھے کفن اُن کو بنائے
تھا وقت مصیبت کا جو اربابِ جفا پر
اُن سب نے توجہ نہ کی سلطانِ ہدیٰ پر

۹۳

مصروفِ ہدایت میں تھا دین کا سردار
کچھ کم تھے بیالیس برس کے شہِ ابرار
معتز ہوا اُس سلطنتِ ظلم کا مختار
مولا کی ہلاکت کا سبب تھا یہی غدار
مغموم کیا احمدؐ و زہراؑ و علیؑ کو
زہر اُس ستم ایجاد نے دلوایا نقیؑ کو

۹۴

جب زہر اثر کرنے لگا یہ ہوئی حالت
تھا جسمِ مقدس پہ ورم زرد تھی رنگت
آیا تھا حسنؑ پیشِ شہِ برجِ امامت
دل ٹکڑے تھا اور زخم کلیجے میں کئی تھے
مہمان کوئی دیر کے تھے دارِ جہاں میں
تھے فرش پہ تشریف لیے صحنِ مکاں میں

۹۵

مجمع تھا بہت گھر میں تھی بیتِ شہِ ذیشان
نزدیک پدر آ کے حسنِ عسکریؑ اس آن
استادہ ہوئے دیکھی طرف با دلِ نالاں
مولا نے کہا آ گیا اللہ کا فرماں
مرتا ہوں مری جان خدا حافظ و ناصر
اے لال مرے جانِ پدر حافظ و ناصر

۹۶

روتے لگا وہ دلبر زہرا و پیمبر
دنیا سے سفر کر گیا وہ دلبر حیدر
بیٹے نے دیا غسل و کفن بادل مضطر
تیار جنازہ جو ہوا رو دیئے سرور
عالم کے بھی تھے ساتھ طرفدار ہزاروں
احباب کے ہمراہ تھے اغیار ہزاروں

۹۷

مولا نے پڑھائی جو نماز اپنے پدر کی
افلاک کو رونا تھا زمیں جھک کے نظر کی
جب جا رہی تھی لاش شہ جن و بشر کی
تھا چاک گریباں، یہ حالت تھی پسر کی
آنکھوں سے رواں خون تھا اور لب پہ فغاں تھی
اور نالۂ حسرت کی فلک تک بھی رسا تھی

۹۸

یہ دیکھ کے کہنے لگا اک دشمن بے باک
جو شخص مصیبت میں گیا یاں کہ ہے چالاک
اللہ کے اسرار سمجھ سکتا ہے کیا خاک
یہ سن کے پکارے [illegible] شہ لولاک
میں جیسے [illegible] ہوا باپ کے ماتم میں
موسیٰ کا بھی کاظم کا بھی حال [illegible] غم میں

۹۹

حضرت کی عبادت کا مقام آگیا جس دن
تیار ہوئی تربت شاہنشہ ذیشاں
بیٹے نے کیا زیر لحد باپ کو پنہاں
ماتم کا ہوا قبر مطہر پہ بھی ساماں
روتی تھی زمیں [illegible] کی اہل شریک
یثرب سے بھی ہم آئے تھے علیؑ لے کے نجف سے

۱۰۰

ناگاہ جواد دیں سے آواز یہ آئی
یہ تم کو ہوئی ہم کو طلب تیری جدائی
غربت میں مصیبت پہ مصیبت بھی اٹھائی
دوری ہی پہ مجھ سے [illegible] جدائی
پہلو سے پدر میرے کو آ کے بسایا
کیوں لال مری قبر کو آ کے [illegible] بسایا

۱۰۱

اے مومنو کچھ حال نبیؐ پر بھی کیا بیان
جب اُٹھ گئے دنیا سے وہ تب ہوا سانحہ
ہمراہ جنازے کے بھی گئے نہ مسلمان
سامرے میں دفن ہوا دین کا سلطان
تھیں ناز کناں عورتیں بھی دیکھ کے ہمراہ
ہمراہ دیکھا ہمراہ مصطفیٰ رہ دیکھا ہمراہ

۱۰۲

زہراؑ کا پسر جبکہ ہوا دشت میں بیجاں
بے غسل و کفن رہ گئی لاش تہ رفیقاں
موجود تھے گو مارنے میں لاکھوں مسلماں
پر قبر کے بدلے یہ ہوا دفن کا ساماں
میدان سے اٹھا نہ گیا شاہ کا لاشہ
ریتی پہ رہا سیدِ ذیجاہ کا لاشہ

۱۰۳

کیوں سر پہ اڑا میں نہ غمِ شاہ میں یہ خاک
موسیٰ کا گریباں غمِ ہارون میں ہے چاک
جعفرؑ کے عزادار ہوئے شہ لولاکؐ
فرقت میں پدر کی ہیں زہراؑ بھی المناک
تھا شغل شہنشاہ رسل شام کا ماتم
کرتی رہیں پیغمبرِ اسلام کا ماتم

۱۰۴

موجود تھے ہر وقت سبھی اصحابِ پیمبرؐ
رونے سے کیا منع کسی نے بھی نہ دم بھر
اتنا تو علیؑ سے کہا کچھ لوگوں نے آ کر
کہہ دیجئے زہراؑ سے یہ آپ اے شہ صفدر
ہر وقت کے نالوں سے قلق ہوتا ہے سب کو
یا دن کو فغاں کیجئے یا روئیے شب کو

۱۰۵

نوحہ تھا کہ جس دن پہ پڑا جا کے مصیبت
اس دن سے نظر آنے لگی رات کی صورت
دنیا کو محرم کی یہی ہو گئی حالت
سورج کو گہن میں ہوا اور چھا گئی ظلمت
[illegible] جو سیر اُٹھی اندھیرا ہوا ان میں
[illegible]وں کے جلنے سے اُجالا ہوا ان میں

[illegible]

مرجاتا ہے جب باپ تو روتی ہے پسر
سنتے ہیں اریہ میں کیسے مسلمان ستمگر
بی بی جو سکینہؑ تن شبیرؑ سے آکر
ظالموں کی اذیت سے چھڑائی گئی مضطر
خواہر کو بھی روتے نہ دیا بھائی کے غم میں
جکڑا گیا فرزند بھی زنجیر ستم میں

[illegible]

ام سلمہؑ گھر میں تھیں عاشور کا دن تھا
جھپکی جو ذری آنکھ ذرا خواب میں دیکھا
آلودہ بخوں ہے شہ لولاک کا چہرا
ہے گیسوؤں پر خاک داڑھی ہے زعما
پوچھا با ادب میں نے جو احوال نبیؐ کا
فرمایا ہے یہ خون حسینؑ ابن علیؑ کا

[illegible]

امّت نے مرے پیارے کو مہمان بلایا
پھر تین شب و روز نہ پانی بھی پلایا
اور کرب سحر سے لے تا عصر ستایا
بے جرم مرے لال کا پھر خون بہایا
پامال کی زہراؑ کے جگر بند کی میت
بے گور پڑی ہے مرے دلبند کی میت

[illegible]

لازم ہے مسلمانو! تاسی پیمبرؐ
ماتم کرو شبیرؑ کا، عریاں کرو سر
داغ غم شہؑ ہے مہر بخشش کی سند پر
محشر میں محمدؐ کی شفاعت ہو میسر
جو پیروی سرورِ عالمؑ نہیں کرتے
وہ زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

[illegible]

ہے طاقت دل طاق خبر آئے جو فائق
مجلس میں اک شخص نظر آتا ہے بیہوش
ہے کیف شب بادۂ اخلاص کا یا جوش
فردوس میں ہے بلبل سدرہ ہمہ تن گوش
ہے وصف تو حضرت محبوب خدا کا
اس نظم پہ ہو صاد رسولؐ دوسرا کا

تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا
۶ جنوری ۱۹۵۹ء

مرثیہ ۱۳

ہے بہم فوج مضامین سرمیدان سخن

در حال امام حسن عسکری علیہ السلام

تعداد بند (۱۲۴)

مصنفہ سید سرفراز حسین رضوی خبیر

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ الْعَسْکَرِیَّ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْبِرُّ الصَّادِقُ الْوَفِیُّ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اَمْرِاللّٰہِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا خَازِنَ عِلْمِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ حُجَجِ
اللّٰہِ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ اَصْفِیَائِکَ وَ حُجَجِکَ وَاَوْلِیَائِکَ
وَ ذُرِّیَّۃِ رُسُلِکَ وَاَنْبِیَائِکَ اٰمِیْنَ یَا
رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

ولادت باسعادت ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ ا تاریخ شہادت ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ

جائے ذن سامرہ

[illegible]

[illegible] بر صفحهٔ [illegible] ان سخن
[illegible] الفاظ [illegible] عنوان سخن
[illegible] ایمان سخن
[illegible] زبان سخن
[illegible]

[illegible]

[illegible] بهار
[illegible] بهار
[illegible] بهار
[illegible] بهار
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] دامن
[illegible] چمن
[illegible] سخن
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۱م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۶

جب یہ سب کہہ چکے وہ خالق یکتائی کی کنیز
اپنے مالک کو تو سمجھاتا با اخلاق و تمیز
اہل دین کے لئے ہے دولت دنیا کیا چیز
فنی ثروت ایک ہے ایسا کہ خدا کو ہے عزیز
دام بھیجے ہیں تجھے اور اسے خط بھیجا ہو
اب تو تجھکو بتا تیرا ارادہ کیا ہے

۱۷

ہو اجازت تو دوں اس چارہ کو وہ تحریر
تھا اردو ہی میں یہ نامہ بہ ہوشمندی تمام
پڑھ کے خط ہو گئے وہ راضی تو بہ ہو نا اگر
کیجیو میرے لئے اس سے بہتر تاجر
میرے ہمراہ جو نہیں اسکو نذر کر دینا
قیمت اس کی بس طے پائے وہ پہلے لینا

۱۸

کر چکا ختم سخن جب نفیؑ عرش پناہ
کہا بسم اللہ اب اسے لے کے چلو بسم اللہ
بشر نے چومے قدم اور لی بغداد کی راہ
جب وہاں پہنچا تو پیش آیا وہ بہ خاطر خواہ
حق کی باتوں سے کیا زیر اثر تاجر کو
خط دیا جاریہ کو کیسہ زر تاجر کو

۱۹

سے کہ قیمت ہو ادا سہ و بہت سود اگر
بشر کے ساتھ وہ خاتون بھی خوش ہو کر
پھر آ کے حجرہ میں سعدہ منزلت بیر
یہی ہمراہ وہ مخدومہ عالی گوہر
شکل خاتون معظم کا نہ تھا حرمت میں
بشر حاضر تھا غلاموں کی طرح خدمت میں

۲۰

آ کے بیٹھی ابھی تھی حجرہ میں وہ خاتون زمن
ابھی چھائی تھی نہ تھی قاریہ پر [illegible]
شہ کا خط [illegible] نکالا فوراً
نامہ اک [illegible] ہاتھ میں رکھے زینت
کبھی [illegible] آنکھوں سے لگا لیتی تھی
کبھی ہر نقطہ پہ وہ اشک بہا دیتی تھی

۲۱م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۳م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۵م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۲۶

شادیانے کہیں بجتے تھے کہیں چنگ و رباب
بزم سے کچھ ہی یہاں کی تھی فلک کا تھا جواب
زینے چالیس بجا تھے جو جڑے بھی نایاب
موتیوں کی تھیں کہیں لڑیاں کہیں یاقوت کی آب
بیٹھا تھا تخت پہ نوشاہ قمر کی صورت
دل پہ تھا اور کئے لوگوں نے قمری کی صورت

۵۲۷

ڈیرا کچھ دور سے آئے تھے بہت سے راہب
کہیں بیٹھے تھے سلاطین کہیں اُن کے نائب
عقد کی رسم ادا ہونے لگی سب تھے طالب
ناگہاں قہر خدا آیا ہوا سب غائب
زلزلہ آیا عیاں حشر کے آثار ہوئے
[illegible] چار ستونوں کو شہ کے مسمار ہوئے

۵۲۸

عقل میں تھے جو بڑے پیر رہی سے نہ تھے ہوش
جب فساد ہوا تو ڈر گئے تھے سب بے ہوش
ہو گیا پھر کے کا یوں تنگ لگے سب بے ہوش
ایک سے ایک یہ کہتا تھا [illegible] بے ہوش
قول تھا سب کا اگر یہ بیاہ نہ ہوگا مسعود
کوئی کہتا تھا [illegible] نہیں مسعود

۵۲۹

ذکر تھا عقد سے عقدہ یہ کھلا کا سب پر
خلق سے دین مسیحؑ کا اٹھنے کا یہ کم
فال بد جان کے لرزیدہ ہوا میر پدر
کہہ رہا تھا کہ تباہی ہے مرے پیش نظر
نہ تو اسلام کی ہے خیر اور نہ حکومت کی ہے خیر
سلطنت کی ہے نہ اب خیر نہ ملت کی ہے خیر

۵۳۰

قیصر روم کی تجویز تھی اب یہ بہتر
تخت پر پھر سے کرو نصب صلیبی پیکر
ہے جو نوشہ کا بڑا بھائی وہ شیخ اختر
ساتھ ہو سکے جو ہو شادی تو ہو زائل اختر
اب یہ لازم ہے علامت جو دل رنجور کرو
نحس ہے بیاہ یہ نوشاہ اسے دور کرو

۱۳۱

حکم قیصر کے بجا لانے میں کیا ہوتا قصور
ہوئی آراستہ پھر بزم کہ دُشمن ہوئی دور
تخت پر بیٹھا جو یہ دوسرا حق دستور
پھر اُسی طرح ہوا قہرِ الٰہی کا ظہور
خوف سے سینوں میں سب کے جو لگے دل ہلنے
توبہ کرتے ہوئے سب صاحبِ محفل بھاگے

۱۳۲

قیصرِ روم گیا قصر میں لیکن غمگین
انتظامات جو برہم ہوئے تو سے آئین
ہر طرف چرچے یہ تھے ادبار کا ہے تقریب
میں بھی خاموش تھی رنجیدہ و مغموم و حزیں
غم جب دور ہوا رات نمودار ہوئی
مجھ کو نیند آ گئی قسمت مری بیدار ہوئی

۱۳۳

خواب میں دیکھتی کیا ہوں کہ ہے اک بزمِ سرور
جس جگہ تخت رکھا تھا ہے وہاں منبرِ نور
آئے ہیں حضرتِ عیسیٰ بھی تجلّی کا وفور
بیٹھے ہیں ساتھ ہی شمعون اتواری مسرور
ناگہاں پردہ در اُٹھا پیمبر آئے
اور معصوم بھی ایوان کے اندر آئے

۱۳۴

پیشوائی کے لیے دوڑے جنابِ عیسیٰ
ہر طرف شور اُٹھا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
التفاتِ شہِ مرسل جو ہوا اور سوا
اپنے سینے سے مسیحا کو لگا کر یہ کہا
بس تمہارے شمعون سے قرابت ہو جائے
کہ قوی رشتۂ اخلاص و محبت ہو جائے

۱۳۵

عسکری ہے مرا فرزند سعیدِ ازلی
اور نائب کی تمہارے ہے ملیکہ پوتی
شرفِ جنّ و ملک ہے مرا بیٹا بھی
رشتہ بہتر ہے یہ شمعون کی بھی ہو مرضی
تمہیں اب یہ سخنِ میمنت انجام کہو
دو مسلماں سے مرے صبح اُسے پیغام کہو

۶۳۳
دنیا پہ گرد وہ ماں ہن متی کا ہے سکس
ہر نگہ میں سنے کا یک اثار و کمال اور ملا
بے نشیمن سنے بیٹھی پر نقاب کا بچ
بازی کی آن کا مشن پاس زہر
ہم سا کس نے مجھ کو صاف سنے ہوند
یاد دل کا تک اڑ تک اور ملک بیٹھیہ

۶۳۴
ہم نشیمن میں اسنے کو جو چھپا منظور
دنیا پہ اجز سے تسلیم میں ہے نہ ہو
عنوان اس نے تمکنت سے کیا محصور
دو یہ صفا جلد میں ٹھپا اسنے سے قائم ہو
سب پہ نیاز سے کا پیٹ سے دیا
مسکین کی کی بیچ رہ بیچ نہ میں

۶۳۵
شب نہ جس میں پی کی کے سرورانی کا گلزار
اوصاف میں باس کی لہو لہو سے مہر دار
سایہ سایہ سوز میں کا رنگ اور تشنگی
دیکھ سنے پر عشق کے لعل نہ اڑ کا بیچ
مصطفیٰ روا کو لکھا تمہیں ہرگز ہو
کیا پیش پر اسنے زاویہ اگر افسانہ ہو

۶۳۶
خوشی پہ روح کی کیا بیداد ہو کہ قرار
کبھی پہ سنے میں تو پاس کے پی گیا
ہر کوئی حیرت دیکھا کیا ہو اسنے پی گیا
ایک میں اسنے کا خوب بیٹھ قاعدہ
سب پہ سنے کا وقت پیچ نقد ہاں
کیا جس میں دینی اہل دوسرا دل اور

۶۳۷
ہر نگہ پہ نقش ہو سعادہ سے اور خوشنما
سیکڑوں میں جو اسکے نعرہ عنبر
نقاب پہ ہو دیکھا کی طرف سے نقا بجا
عبد اللہ کا نقش پہ وہی وہ سے پہ کی
ہر وصف تک تیرہ گلزار میں کی
پیر قطرہ کی غنچہ بے اور ملک دیکھی

۱۲۱ھ

نہ تو پوشاک بدلنے کا کبھی آیا خیال
دو قدم چلنا تھا مشکل یہ بڑھا اضمحلال
لگ گئی پیٹھ بچھونے سے یہ آخر ہوا حال
کہہ دیا بعض حکیموں نے کہ صحت ہے محال
نہ تو معجون اقارب کی دوا کام آئی
نہ طبیبوں کا تدارک نہ دوا کام آئی

۱۲۲ھ

جبکہ مایوس ہوا میری شفا سے قیصر
ایک دن رو کے یہ کہنے لگا اے نورِ نظر
مجھ سے کہہ دل میں ترے کوئی تمنا ہو اگر
کہا میں نے کہ مجھے یاس ہے صحت کی مگر
جو مسلمان ہیں قیدی انہیں رہائی کر دے
شاہا اس طرح مری عقدہ کشائی کر دے

۱۲۳ھ

ان مسلمانوں کو تو آزاد کیا قیصر نے
مجھ کو سکوں پایا ادھر میرے دلِ مضطر نے
مجھ کو بشاش جو دیکھا پدر و مادر نے
تہنیت قیصرِ رومی کو دی سارے گھر نے
چودہ راتیں اسی صورت سے گزاریں میں نے
زیست کی گھڑیاں مصیبت سے گزاریں میں نے

۱۲۴ھ

لگ گئی آنکھ مری خواب میں کیا اب دیکھا
ایک خاتون نظر آئیں بصد عزت و جاہ
اور حضرت عیسیٰ کی بھی تھیں ماں ہمراہ
مجھ سے مریم نے کہا کون ہیں یہ [illegible]
ساعت نیک مقدر نے دکھائی خوش ہو
یہی تقدیر تری راہ پر آئی خوش ہو

۱۲۵ھ

جن کا گھر عرش ہے وہ تیرے گھر آئی ہیں آج
یہ نبی کے والد امجد کو ملی ہے معراج
چوم لے ان کے قدم بس یہی ہے تیرا علاج
تیرے شوہر کی یہ دادی ہیں جو ہیں عالم کی سرتاج
بس یہ سنتے ہی میں قدموں پہ گری رونے لگی
حالِ دل کہنے لگی [illegible] سے منہ دھونے لگی

م۴۶

[illegible]

م۴۷

[illegible]

م۴۸

[illegible]

م۴۹

[illegible]

م۵۰

[illegible]

۵۵۱

پھر اتنا ہی نہیں بلکہ جو کچھ پیش آیا
بوڑھے نے مفصل سب مجھے سمجھایا تھا
آ کے جب لشکر اسلام نے چھاپہ مارا
فوج بھی ٹوٹ گئی قصر قیصر بھی گیا
اس کی اور نہ کچھ دوسری باقی صورت
گھر سے میں نکلی کچھ تو نکلی باہر صورت

۵۵۲

اُسی رستے سے بھی مجھ کو جو بتایا تھا
مختصر یہ جو ملا لشکر اسلام اک جب
جان کر لونڈی مجھے سب نے گرفتار کیا
جسم کرتی رہی میں اور رہی اچھی بھلی
شاہزادی نہ مجھے دختر قیصر سمجھے
بلکہ وہ لوگ کنیز و کسی بھی کم سمجھے

۵۵۳

بعض لوگوں نے یہ پوچھا ترا نام ہے کیا
میں نے نرجس کہا ان سب نے تکلف نہ کیا
بولے وہ لوگ یہ ہے نام کنیزوں کا سا
تم نہ ہو لونڈی اگر یہ بھی نہیں شک سمجھیں ذرا
رحمت حق پہ توکل مرا ہمساز رہا
شکر صد شکر کہ پردہ مرا راز رہا

۵۵۴

پھر یہ شہزادی نے پوچھا تو ادب سے پوچھا
آپ روحی فداکی ہیں نہیں شبہ کی جا
پر زبان عربی پر بھی ہے قابو کتنا
اس کی کیا وجہ ہے فرمائیے یہ بات کہ کیا
بولی وہ قیصر رومی کی عزیزہ جاں تھی
باپ قربان رہا مجھ پہ تصدق ماں تھی

۵۵۵

بچی تعلیم میں قیصر نے نہ کی کوتاہی
ایک عورت تو بہت خوب مری استانی تھی
اُس نے محنت سے پڑھایا مجھے علم عربی
اُس کے نحو کی سب طرح آگاہی دی
ہو بھلا میرے معلم کی قدر دانی کیسی
مجھ کو تاکید پہ بھی قدر نہ تھی دانی کیسی

نعه

بوسہ حضرت کے لال کو تو جانتی ہو
حسن کی آنکھ کو دیکھ کر یہ بھی پہچانتی ہے
وہ بھی مخدوم ہیں کونین کے یہ مانتی ہے
کب یہ خادم بھلا کرنے لگے پہچانتی ہو
دل بیتاب کو تسکین دیئے جاتے تھے
پیر کو مولا وہ مرے خواب میں روز آتے تھے

وصه

حق کو منظور ہے دو بطن سے پیدا ہو پسر
دونوں عالم کا جو سلطان ہے تا محشر
دین اسلام کو روشن کرے وہ مثل قمر
خلق سے کفر کی ظلمت کو مٹائے یکسر
صاف صاف اب یہ بتاتے ہیں مجھے پیر منظور
حسن کی آنکھ سے ہی مجھ کو ہے مولا منظور

شه

بولے مولا کہ جو تو چاہے تو لے نیک نہاد
دس ہزار اشرفیاں لے کے کریں آزاد
تیری مرضی ہو اگر میری بہو بیگم ہو شاد
میرے فرزند کا گھر ہو ترا باعث آباد
شان میں عقد فرمایا ہے بڑھا تھا جو عقد
یاد ہے احمد مرسل نے پڑھا تھا ترا عقد

شه

گر یہ لونڈی ہے ہمایوں پہ وہ خاتون جہاں
جس کے ہاتھ دیکھا ہوئی دیں کی کس طرح ظاہر
نور حق ہے ترا ملتا خلق سے باطل کا اثر
حسن کی آنکھ میں حیران ہوں خود تم
ٹھہرا ان کا ورق آپ کا داماں مجھ کو
شہ کے عقد میں ملی دولت ایماں مجھ کو

شه

نہیں باتوں میں شب ختم ہوئی آئی سحر
پڑھی دونوں نے نماز اور کیا سامان سفر
بشر نے حسن کی دربار نبی چل کر
حکم آقا کا بجا لایا یہ عبد جعفر
اہل دیں اہل ولا اہل بیت آئی ہے
جب ارشاد مبارک دیکھ آئی ہے

۱۶۴

[illegible]

۲۶۴

[illegible]

۳۶۴

[illegible]

۴۶۴

[illegible]

۵۶۴

[illegible]

۵۶۶

ناگہاں ہو گئی اس سے دیرینہ دوستی پیدا
دانت میں نے جو سکھا ہر اک سے جو دیکھا
مہر و فرقت سے کچھ تنگ نرگس کا تھا
پھول نرگس کا تھا یا باغ الست کی فضا
ہے تری پھول کی دنیا میں بھی محبت قائم
اور اسی کی ہے سینے میں محبت قائم

۵۶۷

سایا تری گلی میں جو یہ بندا ٹھہرا
کھل کے دیکھو تو ہوا میں دل شیدا ٹھہرا
نور افروز ہے کس خاک کا ذرّہ ٹھہرا
چشم بد دور مری آنکھ کا سرمہ ٹھہرا
کی زیارت بھی تری راہِ طریقت بھی ملی
کہ بصارت بھی ملی اور بصیرت بھی ملی

۵۶۸

بھیج غفار مجھے بھی توفیق جو رہبر بن جائے
چشم رحمت ان کا آنسوئے کوثر بن جائے
حلقۂ سجدہ مری خاطر جو ترا در بن جائے
میں جبیں رکھ دوں تو تقدیر سکندر بن جائے
تیرے میخانے کو گر چشم بصیرت دیکھے
وہ بھی میکش ہو جو میخوار کی صورت دیکھے

۵۶۹

خلد سے مجھ کو میں دوزخ کا سزاوار سہی
مجھ کو آسان ہے جو کسی کے لیے دشوار سہی
توبہ کرتا ہوں میں عاصی و گنہگار سہی
بعد توبہ جو پھر ایسا ہی سیہ کار سہی
عمل بد سے مجھے خطرہ میں ملائی ہی سہی
تیرا شیعہ نہ سہی چاہنے والا ہی سہی

۵۷۰

سو بھی ہے جو مرے دل میں تمنائے گناہ
اس سے بہتر ہے کہ تا بندہ ہیں غلط خواہ
پر محبت تری وہ آگ ہے اے عرش پناہ
کہ جلا دیتی ہے عصیاں کو مثال خس و کاہ
ترا عاشق ہوں میں اور عاشق معصوم ہے تو
پاک کر مجھ کو گناہوں سے کہ معصوم ہے تو

۱ء

مئے کی بو نہیں کبھی دیکھیں کبھی تار دیکھیے
ربط غیر بھی کبھو تو رشک کے کنارے دیکھیے
مو نہیں بہکے ساقی کے شانے دیکھیے
کیف بادہ ہی میں پینے کے سہارے دیکھیے
جا نکلی ہیں بھی ساقی حق آگاہی کی یاد
لب پہ ہے نام علیؑ دل میں ہے اللہ کی یاد

۲ء

میرے ساقی کا سر و خوش گزرتا ہے کہ نہیں
جب گزرتا ہے تو مے دل کی خبر ہے کہ نہیں
جب خبر ہے تو محبت کی نظر ہے کہ نہیں
جب نظر ہے تو نظر فیض اثر ہے کہ نہیں
جب اثر ہے تو محبت کی جزا ہے کہ نہیں
جب جزا ہے تو فنا میری بقا ہے کہ نہیں

۳ء

التجا ہے مری خود عرضِ تمنا نہ سہی
دل کا سودا نہ سہی جان کا سودا نہ سہی
میں نے تکلیف تجھے ہجر میں کیا کیا دی
دے سہی باب حرم اب در میخانہ سہی
تیرا بیمار جو تھا کعبہ کے دامن میں پھرا
مر چکا تھا مگر اللہ کے گھر میں پھرا

۴ء

در میخانہ پہ میکش کا ہے جمگھٹا ساقی
گردشِ چرخ نے چھوڑا نہیں گھیرا ساقی
میں بھی ایسی دیر گیا در تھا جو تیرا ساقی
جس طرح سارے کا آج ہے پھیرا ساقی
تقوی باغ کی دیکھی جو نزاکت میں نے
نظم کی عسکری پاک کی مدحت میں نے

۵ء

مسند آرائے امامت ہوا جب مہ وجاہ
اس کی عدالت کی حکومت پہ تھا مہر باثر
سنگدل دشمن اولاد پیمبر گمراہ
آل زہرا کا بزرگوں کی طرح سے بدخواہ
اس کے پہلے جو ہوئے وہ بھی تھے دشمن
بعد کو بھی ہوئے جتنے سبھی تھے دشمن

۴۰۶

ایسی [illegible] میں بھی نہ کوتاہ تھا [illegible] ہم
گر نظر تدبیر سے [illegible] حوصلہ کی [illegible]
منتخب [illegible] تھا [illegible] جمال [illegible]
[illegible] لکھا تھا مشہور تھا [illegible]
علم تاریخ کا [illegible] تھا وہ [illegible]
قدر دان اہل [illegible] کا تھا [illegible]

۴۰۷

تھا [illegible] حال [illegible]
[illegible] فضل [illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible] اولاد رسول [illegible]
[illegible] تھا [illegible]
[illegible] تھا [illegible]

۴۰۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۰۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۱۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵۱

بہر تعظیم اُٹھا حاکم بھی جو آگے آیا
بولا صد مرحبا اچھے وہ زمانہ جو ملا
شہ نے فرمایا کہ سب شکر خدا کا بخت
کہا سرکار نے یہ اسپ حسیں بھی دیکھا
خدمت پاک میں اب عرض یہی آمری
دیجئے اسکو لگام آپ خوشی ہے میری

۵۵۲

رکھ دی منھ میں لگام اور سنبھلا تو نہیں
گھوڑا ہی اسے زر و زین بھی کس دی دیکھ
آپ پیارے زین کسا آگے پھر اسکو ہیں
دل میں کھٹک گئے ارباب ستم ہاے کیں
بولا وہ ہوں تو ذرا اسپ پہ آپ سوار
کہا مولا نے کہ اچھا ہو جب چاہے سوار

۵۵۳

ڈپی گھوڑا جو بہت تند تنومند تھا مشہور
سرکشی کا دو میں یاد کیا اس نے فتور
نرم رو وہ جو قدم رکھے سر فرش حضور
خود بخود سمجھ کے سر کا رخ کا سوا ہو گیا دور
تیز دوڑا تو نظر آیا بجلی کی صورت
کبھی آہستہ نسیم سحری کی صورت

۵۵۴

تازیانہ کی نہ مہمیز کی حاجت تھی اُسے
پئے راکب کے اشارے کی ضرورت تھی اسے
دلبر صاحب دل سے بھی سبقت تھی اسے
خدمت سید کونین سے عزت تھی اسے
کسی صورت نہ وہ حیوان نظر آتا تھا
تربیت یافتہ انسان نظر آتا تھا

۵۵۵

اتر آئے جب پشت فرس سے وہ امام ابرار
سب کے منہ اتر گئے خجل دل میں ہوئے بدکردار
پوچھا حاکم نے نظر آیا یہ کیسا رہوار
شہ نے فرمایا کہ شائستہ بہت خوش رفتار
خوبصورت ہے پری رو ہے فلک پیما ہے
یہ فلاں شخص کو دیدو کہ بہت اچھا ہے

۵۶ھ

عرض کی اُسنے یہی شخص کا تھا یہ مطلب
متمنی آپکا بھی اسکے ہلاک کا سبب
بوجھ اسکے نزدیک یہی ہے اب
ہم پہ اہل اسکے ہیں پیش سہا ہوں تیرا لب
سن کے منظور کیا اسنے لیا ہنس کے وہ فرس
گیا سایش سے آپ کے گھر یہ وہ فرس

۵۷ھ

جا اور تاکہ تھے مطیع شہ والا درجات
انکے دشمن ہوئے تھے جو ان سے تھے بدتر حیات
مالک تخت تھا جب معتمد زشت صفات
آئی گرداب ہلاکت میں یہ کشتی نجات
قید بھی ظلم بھی ذلت بھی گرفتاری بھی
ساتھ ہی ساتھ ہم قتل کی تیاری بھی

۵۸ھ

گرم جا ری رہا دریا ہدایت بھی مدام
رشد بخشا تھے یہ جو اہل اسلام کو کام
ایک سیلاب بپا پھر ہوا جس سے تھا کام
عالم کا ذکر ہے کیا شخص کا تھا کام تمام
نہ رہی چشمہ و دریا میں روانی باقی
رہا جھیلوں میں نہ تالابوں میں پانی باقی

۵۹ھ

ابھی عالم میں وہاں آیا کوئی ثانی
ہاتھ اٹھا تا وہ زمین جا تا فلک پہ پانی
ہم گیا ان سے کرامت اثر رو حانی
یوں تھا جسنے یقین اسکی کرامت مانی
معتقد ہو گئے اسکے جو تھا یہ کام پسند
منحرف ہو گئے جو اسلام سے اسلام پسند

۶۰ھ

یکیک اک پل میں سی بھی شہر میں یہ سو ہوا
قاضی و لوگ سے جمع تھے سے لگا کیا چرچا
کوئی کہتا اسکا قائل ہو ادین سے بھٹکا
عام وقت بھی یہ شک سے بہت حیران تھا
بولا اک شخص برہم تھے ابھی کو بلوا دو
پھر امام نجم سیدی کو بلوا دو

[illegible]

٩٩٦

لوگ واپس ہوئے سب اپنے گھروں کو سرور
اپنی منزل پہ چلا آیا مہ عسکر کا نور
پھر گئے دشت و جبل پہ ہوا بارہ کا نور
کھل گیا مجمع جو ہوئی نقطہ کی بیعت دور
سب جگہ بندۂ پیغمبر کو دعا دینے لگے
دلبر ساقی کوثر کو دعا دینے لگے

٩٩٧

ایک نکتہ ہے بیاں غور کے قابل حضرت
ہوئی معصوم کی جب آ گئی معصوم کے ہات
خود ہی دفنائی تو عصمت کے منافی ہو بات
کیا غضب ہے جو کہیں بعض مسلماں یہ بات
جب نہ میداں سے اٹھی شہ مظلوم کی لاش
غیر معصوم نے دفنائی تھی معصوم کی لاش

٩٩٨

ہے غلط جو یہ کہے اصل یہی ہے بخدا
دفن کی عابد بیمار نے لاش مولا
یہی پہلے بھی یہی بعد بھی دستور رہا
کیا معصوم نے معصوم کا مدفن لاشا
دفن حیدر نے کیا سید ابرار پیغمبر کو
اور سبطین نے تربت میں رکھا حیدر کو

٩٩٩

ایک کے بعد امام ایک یہی کرتا رہا
عسکری نے کیا مدفون نقی کا لاشا
بارھویں ہادی غیبت نے جو دفنایا تھا
اے قلم ابھی باقی ہے فسانہ غم کا
چاہتا ہوں کہ ابھی کچھ زباں سے کہتے
عسکری کا غم گئے دنیا سے ستم سہتے ہوئے

١٠٠٠

نو برس بیت کم اولاد بھی تنہائی بھی
[illegible] قدرت تھی عیادت کو سخی
[illegible] کی [illegible] رہی
دو جہاں [illegible] اعانت کوئی
اور [illegible] کی پریشانی میں
[illegible] کجسانی میں

سنہ

گو شہر قصر میں تھا ایک نہ عصر حجرا
جس میں نہ وزن بھی بیٹھ تھا کوئی اک دن کے سوا
نہ تو وہ چھپ آتی تھی مجلس میں نہ آتی تھی ہوا
حیف صد حیف کہ بس محزن ایمان کو رکھا
غم و فقط سید مظلوم کے ہمراہ رہا
دو برس تک یہی نذرہ میں شاہ رہا

سنہ

وقت اہل و عیال اپنے محبوں کا خیال
اتنا لاغر ہوا تھا وہ تو نفس و کمال
جیسے بالا سے فلک ہو شب اول کا ہلال
تھی جوانی مگر آخر یہ ہوا ضعف کا حال
اس طرح آپ کے حصہ میں اسیری آئی
ابھی چوبیس برس کے تھے کہ پیری آئی

سنہ

صرف چھ سال ہے بعد نقی زندہ حضور
ایک دن بھی نہ میسر ہوا بیکس کو سرور
بادشاہ وقت ہو رہا کبھی تو کبھی تھا معتمد
کہ کسی دوست سے مل بھی سکیں سلطان غیور
رات دن بہر نگہبانی یہاں نگران رہتے تھے
مگر اعجاز امامت کے عیاں رہتے تھے

سنہ

جتنا بھی وقت ملا دوستوں کا کام کیا
دین کی تبلیغ بھی کرتے رہے سلطان ہدا
دشمنوں کا نہ تو شکوہ نہ شکایت نہ گلا
پھر بھی اُن کا یہ سلسلہ پر بار تھا شاہ کا جینا
دشمن جان ہو گئے وہ جان و جگر زہرا کے
معتمد نے دیا زہر آپکو موقع پا کے

سنہ

بڑھ گیا زہر جو چھٹا بعد رہا جب اسیروں کا
زہر خود دینا پھر الزام سے بچتے رہنا
معتمد نے بھی کی وہ رسم قدیمہ نہ ادا
غرض جو وقت بھی حالت شاہ والا
لکھے بہر رد یوں کے لوگوں کو بلا بھیجے
سب کے دکھلانے کو قاضی نے اطبا بھیجے

۴۰۶

[illegible]

۴۰۷

[illegible]

۴۰۸

[illegible]

۴۰۹

[illegible]

۴۱۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۳۰۶

تھی یہ انصاف کی نہ پوچھیں رہا بے یقیں
ہے یہی دین کا ہادی یہی مہدی دیں
پردۂ راز میں چھپ جائیگا حق کا امیں
یاد رکھو یہ رخ و چشم یہ گیسو و جبیں
حامی دین الٰہی ہے اب جبل کی طرح
نام بھی اس کا محمد ہے محمد کی طرح

۱۳۰۷

ہو نمونہ ہر سے جب قتل ہوئے شاہ ہدا
حاکم وقت نے ہر طرح کا سامان کیا
حرمت و عزت و توقیر سے اٹھا لاشا
غیر بھی ساتھ بہت سے تھے کریم رسم عزا
کوئی سرگرم فغاں تھا تو پریشاں کوئی
ننگے سر تھا کوئی اور چاک گریباں کوئی

۱۳۰۸

معجزہ گر یہ مخالف تھا یہ سب دیکھا کیا
کربلا میں بھی مسلماں وہ کیسے بیکیا
نہ حمیت نہ مروت نہ شرافت رہیا
رہا بے غسل و کفن لاشۂ فرزند نبی کا
حشر ڈھائے تھے یہ ظالم کے بانی کیسا
پانی پینے نہ دیا غسل کو پانی کیسا

۱۳۰۹

جب گرا زین سے فرس دوش پیمبر کا سوار
فرش تک بیٹھ گئے سینے دو لشکر کو نثار
روتا پھرتا تھا امام عسکری کا رہوار
ٹھوکریں لاش کے کرتا تھا عدو کو فی النار
پڑ گئی فوج میں ہلچل ستم آرا بھاگے
دیکھ کر گھوڑے کے غصہ کو سب اللہ بھاگے

۱۳۱۰

دوست جو پوچھے تھے ارباب غلط
پھر سوئے خیمہ کئے پھر نظر دیکھ
یہ جفا کیا کرتے ہو تم ہو قیامت بر پا
غافلو بانی اسلام کا یہ گھر ہے ذرا
یہ جفا تم کو ہے بینہ کی صورت لازم
ان کے رہبر کی ہے عورت کی حرمت لازم

۱۲۱
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۲
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۳
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۴
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

عہ [illegible]

تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا

۱۳، ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ

گلستان خیبر
۱۳۷۳

اشتہار

بدر کامل حصہ اول جس میں ثنات
مرثیے ہیں آنحضرتؐ سے امام
محمدؐ باقر علیہ السلام تک کا
عوال نظم ہے ضخامت ساڑھے دس جز
قیمت عہ/ دو روپیہ آٹھ آنہ

منیجر ممتاز ایجنسی
نخاس لکھنؤ

مرثیہ ۱۴

ساقی بہار آئی ہے رحمت لئے ہوئے

مشتمل بمدح امام عصرؑ

واستغاثہ جناب معصومہؑ

بند ۶۷

مصنفہ سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت صاحب الامرؑ

باسمہ

اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ مَوْلَایَ صَاحِبَ الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
عَنْ جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِیْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَ
مَغَارِبِھَا وَبَرِّھَا وَبَحْرِھَا وَسَھْلِھَا وَجَبَلِھَا وَحَیِّھِمْ وَ
مَیِّتِھِمْ وَعَنْ وَالِدَیَّ وَوُلْدِیْ وَعَنِّیْ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَالتَّحِیَّاتِ
زِنَةَ عَرْشِ اللّٰہِ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ وَمُنْتَھٰی رِضَاہُ وَعَدَدَ مَا اَحْصَاہُ
کِتَابُہٗ وَاَحَاطَ بِہٖ عِلْمُہٗ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُجَدِّدُ لَہٗ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَفِیْ کُلِّ
یَوْمٍ عَھْدًا وَعَقْدًا وَبَیْعَةً لَہٗ فِیْ رَقَبَتِیْ اَللّٰھُمَّ کَمَا شَرَّفْتَنِیْ بِھٰذَا
التَّشْرِیْفِ وَفَضَّلْتَنِیْ بِھٰذِہِ الْفَضِیْلَةِ وَخَصَصْتَنِیْ بِھٰذِہِ النِّعْمَةِ
فَصَلِّ عَلٰی مَوْلَایَ وَسَیِّدِیْ صَاحِبِ الزَّمَانِ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَنْصَارِہٖ
وَاَشْیَاعِہٖ وَالذَّابِّیْنَ عَنْہُ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُسْتَشْھَدِیْنَ بَیْنَ یَدَیْہِ
طَائِعًا غَیْرَ مُکْرَہٍ فِی الصَّفِّ الَّذِیْ نَعَتَّ اَھْلَہٗ فِیْ کِتَابِکَ فَقُلْتَ
صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَرْصُوْصٌ عَلٰی طَاعَتِکَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِکَ
وَاٰلِہٖ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ بَیْعَةٌ لَہٗ فِیْ عُنُقِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

تاریخ ولادت باسعادت ۱۵ / ماہ شعبان سنہ ۲۵۶ھ

قائم آلِ عبا ۲۵۵ / ۲۵۶ ھ

۱م

یانی بہار ازلی ہے عداوت ہوئے
دیکھ بسم اللہ سن وحدت سے ہوئے
نفس و نگاہ دیدہ ایغیث سے ہوئے
دامن دیں بنا ز طلب لطیف سے ہوئے
اب بسر کو ال ادا دست فراز فرو
در تکمیں کھا ری گاز لی سے مسجود

۲م

سیل جنغمہ زن ان الحق کی زبان اور دیکھ
محو ہستی ہیں بہار الوستان کو دیکھ
الست کی حس نیز نجات جانان کو دیکھ
بانغمہ بلغ دین کی ایمان کو دیکھ
الست کو سیہ دران کا نور ہم ہیں
دنیا وہ درجن فانوں نظر آئی

۳م

رازکس الکس میں جس نغمہ سے بہا ہے
قدرت کا ارمغان اذنے سے بہا ہے
وہ نغمہ ساز ہجا ہم ادب ہو سے بہا ہے
محراب ہی کا روان نغمہ سے بہا ہے
نیز جوز نیز زمیر سے لاھو سے بہا ہے
نسبل ارای باد وری کا اولاد ہے

۴م

لیبل کو اسپ لگو نغمہ سن تبلیغ ہوا
وہ بیت جس کی تنگی جن کا کھا اد
سرواری ان بہ الکس دو نغمو ن کا ہوا
نرب بنیاغ ستن نسبت بیان کی ہوا
بحیث ازل کی دیا سے انداز ہے
دود ہم بود کی فتح عبادہ

۵م

یاری گوی الکس بہار نے ز تنہا
ستم بیر یہی آبین سے آن کی ہے
لطف کے ادران الکس ہے جاب
جلال الکس بلا ملا ہو ہی سے اداوا
کرانچہ ہے کر نشر اسرار ادبھا
قہد سے اقوام عظیم اند بھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وله

اب دیر ہے کیا پھر وہی جام شراب دے
ذرہ نواز تو ہے مجھے آفتاب دے
دو آتشہ کبھی ہوئی بوئے گلاب دے
دھبا ہے جسکے چھینٹے نے فرد حساب دے
عاصی ہیں گر قلزم رحمت بھی تو ہے
رحمت کے کر کے ندامت بھی تو ہے

وله

برسات کی یہ رت یہ ہوا سرد ساقیا
اٹھا ہے شیشہ ہوں ہمہ تن درد ساقیا
خون احتراق میں ہے تو رخ زرد ساقیا
دے سرخ بادہ رنگ کرے زرد ساقیا
جو ہے علاج قلب شکستہ وہی ملے
اترے جو حلق سے ابدی زندگی ملے

وله

وہ ہے کہ جسکو صاحب عرفان پیار کے
وہ ہے کہ جسکو راسخ الایمان پیار کے
وہ ہے کہ جسکو ذرہ و سلطان پیار کے
وہ ہے کہ جسکو حامل قرآن پیار کے
اپنے نبی کے ہاتھ امت نے پائی ہے
معراج میں نبی کو خدا نے بلائی ہے

وله

جسے کہ ام بہشت معنی شے بلا
جنت میں بھی نصیب جسکا تجلا دو سے بلا
نہ ہے حرم کہاں جس سے مصلا وضو بلا
پینے میں جسکو اہل تولا دمے بلا
جسکی ہر ایک لہر میں کوثر کی لہریں ہیں
تسنیم و سلسبیل جسکی لہریں ہیں

وله

مدہوش کر بادہ کا شانہ ساقیا
بیت الحرم ہے تیرا چو خانہ ساقیا
سنتا ہوں طور کا افسانہ ساقیا
وہ کیف تیز جلوہ بتا دے ساقیا
شوق نظارہ رخ زیبا مجھے بھی ہے
موسیٰ کی طرح عرش کی تمنا مجھے بھی ہے

۴۱

[illegible]

۴۲

[illegible]

۴۳

[illegible]

۴۴

[illegible]

۴۵

[illegible]

۵۲۶

ابرو کشادہ چاند سا چہرہ جبیں بلند
عینیں نگاہ آنکھوں کی گردش خدا پسند
جاں بخش لب مسیحؑ بھی ہیں جسکے دردمند
یوسفؑ ز نور چاہ زنخداں بحیرت اند
چہرہ سپیدہ خط ہے تحریر نور کی
قرآں کے حاشیے پہ ہے تفسیر نور کی

۵۲۷

بر میں عبا خلیلؑ کی سر پر نبیؐ کا تاج
دیکھو سحاب رحمت حق کی بہار آج
خلق حسنؑ عیسیٰ رخ خیبرؑ وہ خوش مزاج
کاندھے پہ ذوالفقار جو لے سرکشوں سے باج
عصمت گواہ ہے کہ یہ جان بتولؑ ہے
بالائے دوش چادر بنت رسولؐ ہے

۵۲۸

جو تھا حجاب غیب میں پردہ نشین ہے
روشن ہے جس سے دین وہ شمع یقین ہے
راز خدا سے کون و مکاں کا امین ہے
وہ رب عالمین اور رب زمین ہے
باطل کے ہوش اڑ گئے تقدیر سو گئی
اصحاب کہف جاگ اٹھے صبح ہو گئی

۵۲۹

موجیں تڑپ کے کہتی ہیں یا تیرے ہو لیے
دریا سکوں پائے معنی جھلکے
کعبے کا ہے بیاں مری حرمت بڑھا گئے
پیغمبروں کو شان امامت دکھا گئے
ضو قمر کی تھی پشت رسولؐ حجاز میں
حضرت کی پشت پر ہو قوت نماز میں

۵۳۰

ہے وارث سلطان کربلا
ہے غالب بیان کربلا
نظر ہے منظر میدان کربلا
ے گا رنگ خون شہیدان کربلا
ہو نہ کیوں ہو خلق میں اس کی حسام کا
خالق نے حق دیا ہو جسے انتقام کا

۱سہ

خوش رو و خوش جمال و خوش انداز و خوش پیکر
ذی خلق و ذی مکارم و ذی فہم و ذی اثر
با حلم و با مروت و با علم و با ہنر
حق دوست حق پسند حق آگاہ حق نظر
زینت میں آدمی کی دوست ہر اک سے وار ہے
فرمان کبریا کا جنھیں انتظار ہے

۲سہ

کاندھے پہ دو نشان رسولِ فلک نشاں
بدر و حنین میں دوشِ علیؑ پر تھا جو عیاں
گردن میں ہے صحیفۂ معصومؑ بے بہاں
تیوری چڑھائے تیغ کے قبضے پہ انگلیاں
تھی مستحق بھی قدر کی شہؑ نے جو قدر کی
جنگ آزمودہ خندق و صفین و بدر کی

۳سہ

خیبر میں جو چلی تھی وہ شمشیر یہی
اب تک بھی ہے قبضے میں بوئے یداللّٰہی
سرگرم یوں حمایتِ اسلام میں رہی
ایمان کی جو بات تھی انصاف نے کہی
الماس رنگ تیغ میں پانی ہے نہر کا
سبع الملائکؑ گواہ ہے لشکر کے قہر کا

۴سہ

ایماں کی دوست کفر کی دشمن یہی تو ہے
پڑھتے ہیں کلمہ جس کا سرافگن یہی تو ہے
پھونکا ہے جس نے غم کے خرمن یہی تو ہے
چلتی تھی کربلا میں جو سن سن یہی تو ہے
غربت میں جو چھٹی نہ مسافر کے ساتھ سے
لاکھوں کے سر اڑائے ہیں صفدر کے ہاتھ سے

۵سہ

طوفان حشر خیز ہے بس فنا بھی ہے
معصوم کا جلال ہے قہر خدا بھی ہے
جادو بھری نگاہ بھی ہے معجزہ بھی ہے
بخشش کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے
جس کے لئے لافتیٰ شہِ صفدر نے پایا ہے
اس کی ثنا میں عرش سے لا سیف آیا ہے

٣٦

جوہر بتا رہے ہیں عجب اقتدار ہے
نخلِ ظفر کی شاخ جواہر نگار ہے
ہر رو اعدا کے دشت میں تنگ بکار ہے
باغِ جہاد میں ترے دم سے بہار ہے
دل پھٹ گئے جو ہر نظر سرسری ہوئی
پانی وہ جس سے کشتِ جراحت ہری ہوئی

٣٧

وہ صاف صاف جھل یدِ بیضا کہیں جسے
وہ حسن برقِ طور کا جلوا کہیں جسے
وہ آب رشکِ گوہرِ یکتا کہیں جسے
وہ دھار بحرِ موت کا دھارا کہیں جسے
شق ہوا یہ موجۂ طوفاں کی روح کی
حامل کے واسطے یہی کشتی نوح ہے

٣٨

یہ تیغ ہاتھ میں ہے عدالت کے واسطے
تیار ہے وہ حق کی حمایت کے واسطے
لکھے ہیں آئینے جو عبادت کے واسطے
عیسیٰ فلک سے اتریں گے بیعت کے واسطے
روح الامیں کہیں گے عنایت خدا نے کی
رجعت جہاں میں حج شہ و گدا نے کی

٣٩

کہتے تھے اگلے دل سنیں گے جو آوازِ جبرئیل
تیار ہوگی بارگہِ وارثِ خلیل
مشتاق ہوں گے حاضرِ دربارِ بے عدیل
سب اردگرد تیغ ہیں شیخ و سیدِ جلیل
جبرئیل ہیں کہ گویوں کا دستہ لیے ہوئے
ہیں ان بزرگواروں کا بستہ لیے ہوئے

٤٠

معقول بھی اور ضمیر و دبیر و انیس بھی
دشمن بھی اور تشفی دہ روح و نفیس بھی
عادت بھی اور عروج درِ فیض لیس بھی
مونس وحید انس رشید و جلیس بھی
دو فرزند آپ اپنے بادشاہِ دیں کے ساتھ
ہوگا جنیق بھی ضمیر رحمین کے ساتھ

۵۵۱
ثابت بھی ہے اور ندیم و عظیم بھی
کامل بھی اور قسیم و شمیم و نسیم بھی
فائق بھی ہے جلیل و فرید و قدیم بھی
مشتاق بھی ذکی و شدید و قسیم بھی
جاوید بھی حمید بھی فخر عرب کے ساتھ
عشق و تعشق اور مودّت و حب کے ساتھ

۵۵۲
دلگیر بھی فصیح و خلیق و نظیر بھی
ذاکر عطارد و ربقا و سفیر بھی
تسخیر بھی فروغ و قوی و قدیر بھی
ذاکر شفق حسین گروہ مبشر بھی
ممکن نہیں کہ مدح سرا اللہ سے دور ہوں
نانک بھی کلمہ پڑھتے ہیں تو بھی ضرور ہوں

۵۵۳
اترے گی آسمان سے اک اک حسام بھی
ہر اک حسام کے لیے نقش نیام بھی
ہر تیغ پر لکھا ہوا حامل کا نام بھی
بھیجی تھی جو خدا نے وہ تیغ امام بھی
یکجا یہ تیغیں ہوں گی مگر جائے غور ہے
کیا بات ذوالفقار کی شان اس کی اور ہے

۵۵۴
ہوگا سوار جب یہ رفرف نشین کا ماہ
اترے گا ابر سے جو دو عالم کا بادشاہ
مشکی فرس پہ بیٹھے گا باصد شکوہ و جاہ
وہ اسپ جس کی چال سے محشر کی شاہراہ
پہنچے گا عرش پر شرف مرغ ریش کی طرح
دل چسپ ہیں دامن مہِ عید کی طرح

۵۵۵
شرمندہ ہو پسینے سے مشک ختن کی بو
زلفوں کی بو گلاب کی بو نسترن کی بو
کونین میں بسی ہوئی ہوگی دلہن کی بو
غل ہوگا جو چمن سے وہ نکلی چمن کی بو
شبیر یزداں کے چشم و چراغ ہے
خوشبو سے قدسیوں کا معطر دماغ ہے

۵۲۶

دہ زیب زباں نگاہ او دل خواہ لو
اندھیارے کی شمع ہے اجالے کا چراغ
کھل جائے نگاہ جیسے سہمی سی کلی
فروغ حسن کی سانس ہے جیسے پھول
یہ پیار یہ پیار جیسے کہ جان جیسے
سیو نکہتِ زلف جیسے آواز رگوں کا

۵۲۷

اک اک کے ساتھ جہاں حسن بدلتا ہے
رائی کا ہے فرق کا اصالت کو دیکھیے
شوخی کی اداؤں میں ہے تیرے ساتھ سے
قدرت کی فضا میں دیکھئے طاقت کو دیکھیے
انسان کی بات جو یہ بات کی ذات
بالائے سے بالاتر ہے کسی داد کی کوئی جاں

۵۲۸

یہ جسم یہ روپ یہ لچک اور یہ تمام
اے حسن ترا کام ہے دنیا کا نظام
دنیا کے قفس میں حضرت چمن زمین پر
یا رب یہ کون صورت ہے اس جمال کے ساتھ
جس کی ادا دل کش ہے اس کا دیدار
منظر یہ دل و جاں و روح و جہاں

۵۲۹

کندن سی زبان کو چھو کے آئینہ کہیں
نیلے سے جو بادل ہوں جیسے چاند
دیکھیں نہ ہیں اے بیاں کیا شاہ و گدا
تلوار سے تیز ہے ان کی ادا
بیٹری کی لگن و فیض کی داد
پیچ کو دیکھتے ہیں پیار بیت

۵۳۰

ارمان ستم ہاں ہیں اے دل کے شکار
مستانہ روش یہ ہے فضا عجیب
ساز و ساماں یہ بجلی کا آواز نہیں
بجلی کی طرح ہے تڑپتی ہوئی اداؤں کی
ساز اس کا بیٹھ کے دیکھو جہاں
سوز اس کا دل کی ہر جان ہے

۱۵۱
[illegible]

۱۵۲
[illegible]

۱۵۳
[illegible]

۱۵۴
[illegible]

۱۵۵
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٦۵

بیٹھا ہوا تھا تخت حکومت پہ میر شام
رکھا ہوا تھا طشت طلا میں سر امام
وہ سر کہ جس پہ رہتی تھی جنت کی صبح و شام
وہ لب جو چومتے تھے پیمبر مدام
جو وقف تھے تلاوت قرآں کے واسطے
چھڑی سے ہلا رہا تھا وہ دنیا کے واسطے

٦٦

کوفہ سے اہلبیت نبی شام میں جو آئے
بے ردا تھے بالوں سے منہ اپنے تھے چھپائے
اس وقت کی کیا کہوں کہ زینب کے دل پہ ہائے
قاتل کی تھی یہ کوشش کہ نظارہ وہ دکھائے
بد خواہ ہو رہا تھا زمانہ اسیروں کا
مجرم بنا کے رکھا تھا ناموس رسولوں کا

٦٧

ابن زیاد بزم میں مصروف میکشی
کرسی پہ بیٹھ کر وہ بڑا کر رہا ہنسی
غیرت کا بھی نہ تھا وہاں عزت بھی
ناموس بی بیاں تھیں جو قیدی بنی ہوئی
وہ حسرت و الم وہ محن وہ مصیبتا
بارہ گلے اور ایک رسن وہ مصیبتا

٦٨

جس کوفہ میں علی کی حکومت تھی پیشتر
ذریت حسین وہاں آئی ننگے سر
خوش خوش کھڑے وہاں تماشائی ادھر ادھر
رنگیں لباس جسم میں سر پر کلاہ و زر
سادات کے اسیر بنانے کی عید تھی
اولاد مصطفیٰ کے مٹانے کی عید تھی

٦۹

سجاد پر تو تھی بھوک کی شدت کہ تھے تباہ
صدمہ سے کہ جن پہ تھے بیمار و بے پناہ
کلثوم رو کے کہتی تھی اسلام [illegible]
سادات پر حرام ہے صدقہ خدا گواہ
بیٹھے ہیں [illegible] اپنے نبی کی نسب
آل رسول کے خیام میں امام فاطمی نسب

۲۴۶

[illegible]

۲۴۷

[illegible]

تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا

۴ رجب سنہ ۱۳۴۴ھ

۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

رباعی خلیسؔ

عیسیٰؑ گل نرجسؑ کے ہیں بیماروں میں
سو جان سے یوسفؑ ہیں خریداروں میں
معصوم کے ہیں چاہنے والے معصوم
اک ہم ہیں محبت کے گنہگاروں میں

اللّٰھم صل علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ

تمام شد

قطعات تاریخ

مصنفہ جناب ریاض جرولی شاگرد حضرت تسنیم دلی

ضیا بار ہیں صورت بدر کامل — گلستانِ خبیر سخنور کا اب ہے
ریاض اس لیے میں نے تاریخ لکھی — یہ گلدستۂ نظم شمع ادب ہے

۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ جناب سید خادم حسین صاحب عرف جناب بابو صاحب ضبط شاگرد حضرت خبیر

چھپ گیا وہ کلام پاکیزہ — جس سے ثابت ہو کمال خبیر
بہر تاریخ ضبط فکر ہے کیا — لکھ گلستان بے مثال خبیر

۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ سید شاہد حسین صاحب شہیر برادرزادہ و شاگرد حضرت خبیر

طالبان کمال کہتے ہیں — بارِ کامل کے مرثیے ہیں خوب
میں نے تاریخ طبع لکھی شہیر — کیا ریاض خبیر ہے مطلوب

۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ مرزا محمد حیدر صاحب حیدر خواہرزادہ جناب خبیر منیجر کاظم اینڈ کو امین آباد لکھنؤ

نور کی روشن ہیں جو دہ مشعلیں — بدرِ کامل کی ضیا ہے بے نظیر
میں نے اے حیدر لکھی تاریخ طبع — شمع محفل ہے گلستانِ خبیر

۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ سید ذاکر حسین صاحب ذاکر شاگرد حضرت خبیر

جب کلام خبیر طبع ہوا — کہہ اٹھے سب کہ انتخاب ہے نظم
میں نے ذاکر لکھا یہ طبع کا سال — کہ دل افروز لاجواب ہے نظم

۱۳۷۶

دیگر

مصنفہ جناب قاری سید حسین صاحب ناجر عالم و مختار رسالہ شیش محل لکھنؤ شاگرد حضرت خبیر

مرثیے جو نظم فرمائے مرے استاد نے — ہیں وہ بے شک بے مثیل و بے عدیل و بے نظیر
کر رقم اے عاجز مجرِ قلم رنگیں بیاں — بہر تاریخ طباعت "جانفزا باغ خبیر"

۱۹۵۷

دیگر

قطعہ تاریخ مصنفہ جناب معزز شاگرد رشید حضرت خبیرؔ

[illegible] ہو چاردہ معصوم کی توصیف سے — باغ تصنیف خبیرؔ بے عدیل و بے نظیر
لکھ معزز روشن و رنگیں طباعت کا یہ سال — جلوہ گر ہے بدر کامل باگلستان خبیرؔ
۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ جناب سید بادشاہ حسین صاحب تکمیلؔ رضوی شاگرد حضرت خبیرؔ

میرے اُستاد کا کلام چھپا — جس کا ممکن نہیں جہاں میں نظیر
فکر تاریخ گر ہے اے تکمیلؔ — لکھو ہے باغ بے عدیل خبیرؔ
۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ جناب ماسٹر رگھو دیال صاحب فہمؔ شاگرد حضرت خبیرؔ

ماننا پڑتا ہے کمال خبیرؔ — بدر کامل کی دیکھ کر صورت
بہر تاریخ طبع لکھو فہمؔ — بوستان خبیرؔ با برکت
۱۹۵۶ء

دیگر

مصنفہ میجر آغا ذاکر حسین صاحب ذاکرؔ موسوی ہولکر [illegible] علیا حضرت ہر ہائنس دامت اقبالہا آف اندور
برادر و شاگرد حضرت خبیرؔ

بدر کامل کا دوسرا حصہ — چھپ گیا جب بفضل یزدانی
لکھا ذاکرؔ نے مصرع تاریخ — ہے بیاض خبیرؔ نورانی
۱۹۵۰ء

دیگر

صاحب تصانیف کثیر جناب مرغوبؔ مدظلہ العالی شاگرد حضرت خبیرؔ

مزرعۂ آخرت ہے دنیا — رائگاں کیوں عمل ہو غافل کا
بندگی کار دیں میں صرف کرے — ہے یہ دنیا میں کام عاقل کا
کاوشوں کے ثمر جو دیتا ہے — شکر ہے اس خدائے عادل کا
دوسرا اور اب ہوا مطبوع — کارنامہ خبیرؔ فاضل کا

دیگر مصنفہ عسکری حسین صاحب راشدؔ شاگرد جناب خبیرؔ

بدر کامل کی روشنی دیکھو — نقطہ نقطہ ہے نجم پرتنویر
بہر تاریخ طبع اے راشدؔ — لکھو پُر نور ہے کلام خبیرؔ
۱۳۷۶ھ